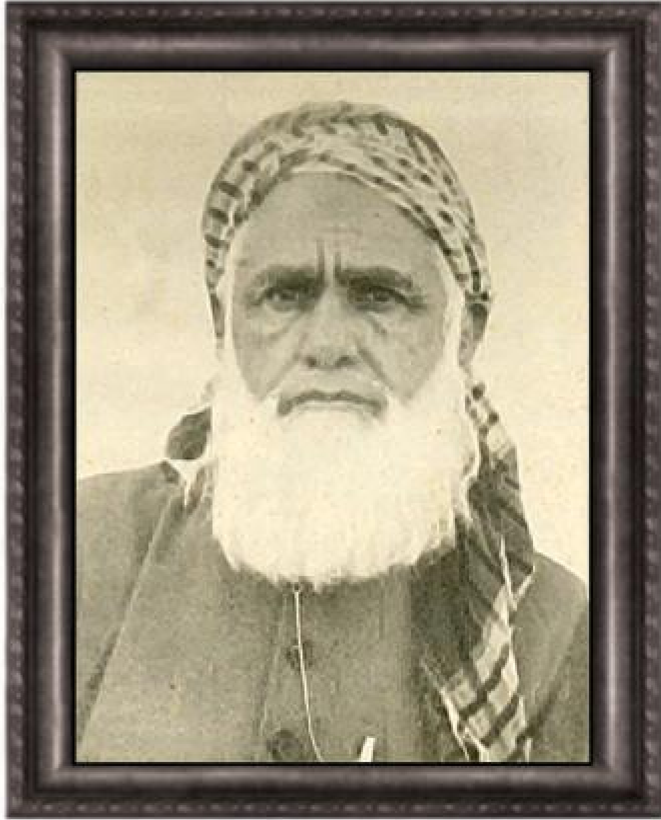
www.freepdfpost.blogspot.com

مرشد جیسا نہ دیکھا کوئی

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

www.freepdfpost.blogspot.com



شیخ المکرم حضرت اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ
کی یاد میں

www.freepdfpost.blogspot.com

مرشد جیسا نہ دیکھا کوئی

میجر (ریٹائرڈ) غلام محمد

اشاعتِ دوم

www.freepdfpost.blogspot.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

کسی بھی کاروباری یا دیگر مقاصد کے لئے پرنٹ کرنے سے پہلے مصنف سے اجازت لینا لازم ہے،

البتہ دینی اور اصلاحی مقاصد کے لئے تقسیم یا آن لائن شیئر کرنے کی اجازت ہے۔



اشاعت دوم شعبان ۱۴۳۵ ہجری، بمطابق جون ۲۰۱۴ء

ہدیہ 200 روپے (مجلد کتاب)



تصوف ایک انتہائی ضروری فرض ہے جس کے بغیر دین کی سمجھ آنا اور اس پر عمل کرنا محال ہے۔ بد قسمتی سے آج عوام تو کیا، علما بھی اس کی ضرورت سے ناواقف ہیں۔ اس ای۔بک کو زیادہ سے زیادہ شیئر کیجئے اور اس حقیقت کو عام کرنے میں اپنا کردار ادا کیجئے۔ جزاک اللہ خیر۔

سلسلہ اویسیہ

www.Awaisiah.com

Follow us on Facebook: http://facebook.com/AWAISIAH

www.freepdfpost.blogspot.com

فہرست

www.freepdfpost.blogspot.com



www.freepdfpost.blogspot.com

پیش لفظ

ایک طرف تو یہ اعزاز کی بات ہے کہ یہ پیش لفظ لکھنے کی سعادت مجھے ملی مگر دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ میں قطعاً اپنے آپ کو اس قابل نہیں پاتا کہ حضرت اللہ یارخانؒ کے خلیفہ مجاز اُور اپنے انتہائی شفیق اُور متحرم مرشد میجر ریٹائرڈ غلام محمد صاحب مدظلہ العالی کے تحریر کردہ آرٹیکلز کا پیش لفظ لکھوں۔ نہ تو زبان اس لائق ہے اُور نہ قلم اس قابل کہ اُس پر رائے زنی کروں جو حضرت غلام محمد صاحب مدظلہ العالی نے تحریر فرمایا۔لیکن چونکہ یہ حضرت کی خواہش تھی اس لئے حکم کی بجا آوری میں یہ سطور لکھنے کی جسارت کر رہا ہُوں۔

میجر غلام محمد صاحب واں بھچراں ضلع میانوالی کے رہائش پذیر ہیں۔ ابھی دو ماہ کے تھے کہ ماں کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔سکول جانا شروع نہیں کیا تھا کہ والد بھی فوت ہو گئے۔ پھوپھی نے پالا اور تعلیم دلوائی۔ پانچویں جماعت سے یونیورسٹی تک وظیفہ لگا رہا اس لئے تعلیم مکمل کرنے میں دشواری کا سامنا نہ ہوا۔ 1966ء میں پاک آرمی میں کمیشن ملا۔ 1969ء کے آخری مہینہ میں حضرت اللہ یارخانؒ سے رسالپور میں پہلی ملاقات ہوئی۔یہیں سے سلوک اور تصوف میں قدم رکھا پھر ان کے یہ قدم آج تک رک نہ پائے اب وہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے امیر جماعت ہیں۔

حضرت غلام محمد مدظلہ العالی کے والد کا نام محمد رمضان تھا۔ ان کے تین بیٹے ہیں: عبدالغفور (مرحوم)، غلام حسین اور غلام محمد۔ وہ باپ کتنا خوش قسمت ہے جس کے تینوں بیٹے دربارِنبوی کے حاضر باش ہیں۔ میجر غلام محمد صاحب کی 1970ء میں روحانی بیعت ہوئی اور

www.freepdfpost.blogspot.com

1974ء میں حضور نبی کریم ﷺ کی جانب سے ان کو ''خلیفہ مجاز'' کے خرقہ سے نوازا گیا۔ ان کا طریقہ تبلیغ منفرد ہے وہ جس کو سلسلہ میں لانا چاہتے ہیں اس پر اپنے مقام سے القاء کرتے ہیں اور تہجد کے بعد روزانہ اسے دعا میں اللہ سے مانگتے ہیں کہ اے اللہ تو اسے اپنی یاد اور ذکر کے لئے قبول فرما۔ اگر پانچ چھ ہفتے تک وہ شخص ذکر پر نہیں لگتا تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ شخص بدبخت ہے اس کی قسمت میں نہیں کہ اللہ اس کو اپنی یاد کے لئے قبول فرمائے یوں وہ اس کا خیال چھوڑ دیتے ہیں۔

میجر غلام محمد صاحب کو سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ میں لگے ہوئے چوالیس سال ہونے کو ہیں۔ زندگی میں اپنے لئے کچھ نہیں بنایا۔ ایک جھونپڑے میں رہتے ہیں۔ اللہ اللہ کرتے ہیں اور اللہ اللہ کراتے ہیں۔ انہوں نے چھبیس سال میں کروڑ درود شریف پڑھا۔ حال ہی میں سال 2013ء میں اپنی تحریر میں قرآن مجید بھی تحریر کیا۔

حضرت غلام محمد مدظلہ العالی کو حضرت اللہ یار خانؒ کے خلفاء مجازین میں ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ وجہ اس کی وہ بہت بلند اعزاز ہے جو فقط حضرت غلام محمد صاحب کو عطا ہُوا کہ حضرت اللہ یار خانؒ کے مجازین کی فہرست میں ان کا نام خود نبیؐ کریم حضرت محمد ﷺ نے اپنے دستِ اَقدس سے تحریر فرمایا۔

میجر غلام محمد صاحب کی یہ تحریریں ہماری ہمہ جہتی رہنمائی کے لئے ایک قیمتی اثاثہ ہیں۔ یہ راہِ سلوک میں ان کے سفر کے دوران کے محسوسات، مشاہدات اور تجربات پر مشتمل ہیں جو تصوف کی سبجیکٹ سپیشلٹی کے لئے نایاب نسخہ جات کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اللہ تعالٰی جل شانہ حضرت غلام محمد مدظلہ العالی کو اور زیادہ بلندی اور انعامات سے نوازے، ان کے ساتھ ہم سب کا قلبی تعلق قائم رکھے اور ان کا شفیق سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم

www.freepdfpost.blogspot.com

رکھے۔آمین ثم آمین۔

ناچیز فضل محمود

www.freepdfpost.blogspot.com

شجرہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ

۱۔الٰہی بحرمتِ حضرت مُحَمّد الرسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

۲۔ الٰہی بحرمتِ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۳۔ الٰہی بحرمتِ حضرت امام حسن بصری رحمۃُ اللہ علیہ

۴۔ الٰہی بحرمتِ حضرت داوٗد طائی رحمۃُ اللہ علیہ

۵۔ الٰہی بحرمتِ حضرت جُنید بغدادی رحمۃُ اللہ علیہ

۶۔ الٰہی بحرمتِ حضرت عبیداللہ احرار رحمۃُ اللہ علیہ

۷۔ الٰہی بحرمتِ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامؔی رحمۃُ اللہ علیہ

۸۔ الٰہی بحرمتِ حضرت ابواَیُّوب مُحَمّد صالح رحمۃُ اللہ علیہ

۹۔ الٰہی بحرمتِ حضرت سلطان العارفین خواجہ اللہ دین مدنی رحمۃُ اللہ علیہ

۱۰۔ الٰہی بحرمتِ قلزم الفیوضات حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمۃُ اللہ علیہ

www.freepdfpost.blogspot.com

خلافت نامہ حضرت میجر غلام محمد صاحب

از چکڑالہ

28-9-74 ناچیز اللہ یار خان

بخدمت عزیزم غلام محمد صاحب، السلام علیکم!

بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِیْباً وَ سَیَعُوْدُ کَمَا بَدَاءَ اسلام ایک اوپری غریبانہ شکل میں شروع ہوا۔ عنقریب پھر اوپری غریبانہ شکل میں دیکھا جائے گا۔ یہ وہ دور الحادی ہے ہر طرف ظلمت ہی ظلمت ہے۔ یہ آپ لوگ ہی اس اندھیری رات میں جہاں ہر طرف ظلمت کی آندھیاں چل رہی ہیں چراغ روشن کی طرح دمک رہے ہیں۔

شعر

چراغ را کر ایزد برفروزد

ہر آنکس تف زند دیشش بسوزد

جس چراغ کو حق تعالٰی نے روشن کیا ہے اس پر ظلمت کی باد مخالف ہرگز اثر نہ کرے گی۔

آپ

بیگ صاحب کی دیگر ذاکرین خدا کی مخالفت کا قصہ لکھتے ہیں۔ عزیزم یہ لوگ بیگ کے یا آپ کے

www.freepdfpost.blogspot.com

مخالف نہیں، یہ حقیقتاً دشمن دین ہیں ان کو دین سے، خدا تعالٰی سے دشمنی ہے۔ یہ ملحد بے دین ہیں۔

جس کو قابل خیال کریں آگے چلا دیا کریں۔ ہاں صرف سالک المجذوبی تک آپ کو مستقل اجازت دے دی گئی ہے۔ جب چکڑالہ آؤ گے تو خرقہ اجازت کی سند تحریری بھی دے دی جائے گی اور آپ کو منصب بھی مل چکا ہے۔ جو رب العالمین اور حضور انور ﷺ و مشائخ بالا کی طرف سے مقرر تھا، وہ آپ کو مل گیا۔

آپ کا سابقہ معاملہ نہیں اب آپ صاحب مجاز خلیفہ ہیں اور ابدال ہیں۔ پانچ رفقاء جن کو اجازت سے خدا تعالٰی نے نوازا ہے ان میں آپ بھی ہیں۔

آج کوئٹہ سے مبلغ چار صد روپیہ کرایہ جماعت نے ہوائی جہاز کا ارسال کر دیا ہے۔ مگر رمضان المبارک میں جانا تو محال ہے۔ آج کوئٹہ سے تین چار خطوط موصول ہوئے۔ مولانا عبدالقادر صاحب کی طرف سے بھی۔

بعد عید متصل 74-10-26 کو چکوال تین چار دن اور موہڑہ ایک دن اور دو دن منارہ کا دورہ مقرر ہوا ہے۔ باقی تمام جماعت کو السلام وعلیکم۔ آپ کا بڑا کام جو کوئٹہ میں سپرد تھا، یہ کہ مولوی عبدالقادر کو تیار کر آئے تا کہ بعد کام اچھا چلائے۔



www.freepdfpost.blogspot.com

خصوصی ہدایات

حضرت اللہ یار خانؒ

میں دیکھ رہا ہوں کہ اس پر فتن دور میں لوگوں میں روز بروز روحانی استعداد کم ہو رہی ہے۔ نیز رفقائے حلقہ میں محنت کی کمی بھی محسوس کرتا ہوں بعض رفقاء ذاتی شہرت اور نام ونمود کا رجحان رکھتے ہیں اور فسادِ معاملات میں بھی مبتلا ہیں۔

بنابریں مندرجہ ذیل خصوصی ہدایات رفقاء کی صحیح روحانی تربیت اور رہنمائی کیلئے جاری کی جارہی ہیں:-

(۱) روحانی بیعت بفضل تعالیٰ صرف میرے دائرۂ اختیار میں ہے اور اس کیلئے قابلیت شرط ہے مکمل متبع شریعت اور صاحب درد حضرات کو ہی یہ نعمت عظمیٰ حاصل ہو سکے گی۔ جو عموماً دوران اعتکاف یا منارہ کے سالانہ اجتماع میں مکمل چھان بین کے بعد ہوگی۔

(۲) منازل بالا میرے سوا کوئی بھی کرانے کا مجاز نہیں ہے اور اگر کسی کو میرے سوا یہ منازل کرائے گئے ہوں تو یہ محض ایک خوش فہمی یا فریب نظر ہے۔ نیز مراقبات ثلاثہ سے آگے مقامات اگر میرے سوا کرائے گئے ہیں تو وہ اسے مقامات کا طے کرنا نہ سمجھے۔ میرے مقرر کردہ صاحب مجاز حضرات مراقبات ثلاثہ اور دوائر ثلاثہ تک مقامات کرا سکتے ہیں اور اپنے مقامات تک

www.freepdfpost.blogspot.com

توجہ بھی دے سکتے ہیں۔ان میں سے مندرجہ ذیل کو میں آج دربار نبوی ﷺ تک مقامات کرانے کی اجازت دیتا ہوں۔

ا۔ملک محمد اکرم ۲۔کرنل مطلوب حسین ۳۔سید بنیاد حسین شاہ ۴۔حافظ عبدالرزاق ۵۔محمد احسن بیگ ۶۔حافظ غلام قادری ۷۔ غلام محمد (واں بھچراں میانوالی) ۸۔خان محمد ایرانی ۹۔مولانا عبدالغفور ۱۰۔سید محمد حسن (ژوب)

(۳) جو حضرات صاحب مجاز نہیں لیکن روحانی بیعت سے تاہنوز مشرّف ہیں وہ لطائف کرا سکتے ہیں اور مراقبات ثلاثہ تک توجہ بھی دے سکتے ہیں۔اس سے آگے توجہ دینے کی اجازت نہیں ہے ۔ ہاں بیرونی ممالک میں نامزد امیر حلقہ رفقاء کو مراقبات ثلاثہ کرانے کی اجازت ہے۔ بشرطیکہ وہ خود روحانی بیعت سے مشرف ہوں۔

نیز یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ راہ سلوک میں مکمل اتباع شریعت محمدی علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام اخلاص اور شیخ سے قلبی تعلق اور اطاعت نہایت ہی ضروری ہیں۔

ناچیز فقیر اللہ یار خانؒ ازمنارہ 30/8/82

۱۰ء ذیعقد ۱۴۰۲ھ



www.freepdfpost.blogspot.com

باتیں ان کی خوشبو خوشبو

حضرت مولانا اللہ یار خانؒ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِن شُرُورِ اَنفُسِنَا وَمِن سَیِّاٰتِ اَعمَالِنَا مَن یَّھدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَن یُضلِلہٗ فَلَا ھَادِیَ لَہ وَنَشھَدُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَنَشھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَولَانَا مُحَمَّدً اعَبدُہٗ وَرَسُولُہ

مجھے تقریر نہیں کرنی صرف درس دینا ہے، کچھ باتیں کرنی ہیں۔انہیں یاد رکھنا۔

سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ ہم یہاں کیوں آتے ہیں؟ اِن دیواروں کو دیکھنے؟ زمین ہماری نہیں، آسمان ہمارا نہیں، نہ قبر کو دیکھنے آتے ہیں ہم اس اجتماع میں محض رضائے الٰہی کی خاطر آتے ہیں کہ یہاں لوگوں کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔اس کے علاوہ ہماری کوئی غرض نہیں۔دوسرا یہ کہ اہلسنت والجماعت کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ روح سے فیض حاصل ہوتا ہے۔روح زندہ ہے، روح کی موت یہی ہے کہ اُس کا جسم سے تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔اس کو فناہیت کہتے ہیں۔روح کو بدن سے جُدا کئے جانے کو ہی موت کہتے ہیں۔روح کو موت نہیں آتی۔اشہد عقیدہ یہی ہے کہ فناہیت نہ آئے گی، حادث ہیں، مخلوق ہیں لیکن فنا نہ ہونگے۔جیسے جنت دوزخ فنا نہ ہونگے، بدستور رہیں گے۔اسی طرح لوحِ محفوظ، کرسی، جنت کے انعامات، حوریں غِلمان فنا نہ ہونگے۔

www.freepdfpost.blogspot.com

ہم اب اپنی بات پر آتے ہیں۔یوں سمجھ لو کہ اگر سو سال بھی قبر پر بیٹھے رہیں تو فیض حاصل نہ ہو گا جب تک کہ شیخ کے ساتھ ربط نہ ہو،اُس روح کے ساتھ ربط پیدا نہ ہو۔ربط تب پیدا ہوتا ہے جب کوئی زندہ رابطہ کروائے۔ہمارے اور اُن کے درمیان ہزار ہا حجاب حائل ہیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ ڈھیری مٹی کی پڑی ہے مگر اُنکے اور ہمارے درمیان بے حساب حجاب حائل ہیں۔اس لئے ایسا آدمی ہو جو اِن حجابات کو پھاڑے اور وہاں تک پہنچائے اور رابطہ قائم کرا دے، رشتہ قائم کرا دے۔اس کے بعد فیض حاصل ہوتا ہے۔اب یہاں ایک مسئلہ فیض حاصل کرنے کے لئے بہت ضروری ہے اور وہ ہے شیخ۔پچھلے دنوں میں نوشہرہ بیٹھا تھا،ایک مولوی صاحب آئے، بڑے عالم و فاضل تھے،اکوڑہ خٹک میں کافی عرصہ حدیث پڑھاتے رہے۔انہوں نے دو مسئلے پوچھے۔ایک یہ کہ کیا بغیر شیخ کے روح اور قبر سے فیض حاصل ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔پھر آپ کو کیسے ہو گیا؟ میں نے جواب دیا کہ میں بھی زندہ آدمی کے ذریعہ پہنچا ہوں۔میرے استاد جنہوں نے مجھے ربط شیخ کرایا اُن کے ذریعے مجھے علم ہوا۔دوسرا مسئلہ یہ کہ عارف اور ذاکر میں کیا فرق ہے؟ میں نے کہا کہ منطقی نسبت کے اعتبار سے اصول مطلق ہے۔عارف ذاکر ہوتا ہے لیکن ہر ذاکر عارف نہیں ہوتا۔اور ذاکر کے لئے استاد کی ضرورت نہیں،شیخ کی ضرورت نہیں،ساری عمر بیٹھا ذکر کرتا رہے۔ہاں عارف کے لئے ضروری ہے کہ شیخ ہو۔شیخ کے بغیر نہیں چل سکتا۔منازِل سلوک میں چلنے کے لئے شیخ کی اتباع اس حد تک ضروری ہے جس طرح اندھے آدمی کی لاٹھی کسی نے پکڑ لی اور دریا کے کنارے چل رہا ہے۔اندھا آدمی سیدھا اُس کے پیچھے جائے گا، مجال ہے کہ ایک قدم بھی دائیں

www.freepdfpost.blogspot.com

بائیں ہو جائے کہ اُسے یقین ہے کہ اگر اِس کی اتباع نہ کی تو دریا میں ڈوب کر غرق ہو جاؤں گا،مگر مچھ کا شکار بن جاؤں گا۔پوری پوری اتباع کرتا ہے،قدم کے ساتھ قدم رکھتا ہے۔یایوں سمجھ لو کہ اندھا آدمی پہاڑ کی چوٹی پر جا رہا ہے اوراس کی لاٹھی کسی نے پکڑ رکھی ہے تو سیدھا اس کے پیچھے جائے گا کہ اس کوخبر ہے کہ اگر میں اس کی پوری اتباع نہ کرونگا تو میری ہڈیاں پسلیاں گر کے چُور ہو جائیں گی، پرندے نوچ کھائیں گے۔اسی طرح سلوک کے معاملے میں شیخ کے پیچھے چلنا پڑتا ہے،اتباع کرنی پڑتی ہے۔یا یوں سمجھ لیں کہ ایک شخص پہاڑ یا مکان پہ کھڑا ہو کر پتنگ اُڑا رہا ہے،پتنگ دو تین میل اوپر چلی جائے اور اُس کی ڈور ٹوٹ جائے تو وہ درختوں پہ اٹک جائے گی، پھٹ کر برباد ہو جائے گی۔وجہ کیا ہے کہ وہ ڈور جو پکڑنے والے اور پتنگ کے درمیان ہے ٹوٹ جاتی ہے ،رابطہ ٹوٹ جاتا ہے،واسطہ ٹوٹ جاتا ہے۔ہاں پتنگ فوراً نہیں گرتی،ہوا میں پھرتی رہتی ہے،چکر کاٹتی رہتی ہے،بالآخر گر جاتی ہے۔اسی طرح جب شیخ کے ساتھ تعلق ٹوٹ جاتا ہے تو بلند سے بلند منازل والا بھی آہستہ آہستہ گر جاتا ہے اور برباد ہو جاتا ہے۔

اسی طرح لطائف میں شیخ کی اتباع بھی ضروری ہوتی ہے جیسے ڈاکٹر یا حکیم کے پاس کوئی بیمار شخص جائے۔ وہ اس کے لئے دوا اور غذا تجویز کرتا ہے کہ یہ تمہارے لئے مفید ہے ، پرہیز بھی بتاتا ہے اور مریض کو اس کی اتباع کرنی پڑے گی۔ اسی طرح شیخ کے لئے بھی کچھ چیزیں بہت ضروری ہیں۔ جاہل اور بدکار لوگوں کے پیچھے چل کر بہت لوگ تباہ و برباد ہوئے ہیں۔سب سے پہلی شرط شیخ کے لئے یہ ہے کہ عالم ہو۔یہ نہیں کہ بس کتابیں پڑھا ہوا ہی عالم ہو گا۔صحابہ کرامؓ نے کوئی

www.freepdfpost.blogspot.com

کتابیں نہیں پڑھیں، تابعین اکثر کتابیں نہیں پڑھے ہوئے، آپ ﷺ کی زبان مبارک سے جو نکلا انہوں نے یاد کرلیا۔ پھر یہ کہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کا پتہ ہو۔ یاد رکھو! سوائے اہل سنت و الجماعت کے یہ چیز (سلوک) دوسروں سے نہیں ملتی۔ کسی فرقے میں نہیں، دنیا میں کوئی ایسا نہیں جو کہے کہ ہمارے پاس ہے سوائے اہل سنت والجماعت کے۔ چاروں مسالک میں دیکھا لیکن نورانیت حنفیہ میں زیادہ ہے اور صوفیاء کی زیادہ جماعت حنفیہ میں سے آئی ہے۔ اسی لئے شیخ کے لئے ضروری ہے کہ عالم ہو۔ جاہل کی بیعت قطعی حرام ہے اور بیعت لینے والا فاسق، فاجر، بیعت کرنے والا بھی فاسق فاجر۔ اس کے بعد دوسری چیز یہ ہے کہ شیخ متبع شریعت ہو۔ فرائض، واجب اور مؤکدہ سنتوں کا پابند ہو۔ نوافل پڑھے یا نہ پڑھے فرائض، واجب اور سنت مؤکدہ کی پابندی ضروری ہے۔ نوافل ضروری نہیں لیکن پڑھے تو تہجد پڑھے، اوابین پڑھے اور قلب کی نگہداشت کرے یہ چیزیں شیخ کے لیے بہت ضروری ہیں۔ سب علماء اس پر متفق ہیں۔ جو علم اُس نے حاصل کیا اس میں وہ ماہر ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ مرید سے زیادہ متقی اور پرہیز گار ہو۔ تقویٰ اپنی جگہ ہے۔ ہمیں پتہ ہے کہ ساری جماعت ایک طرف اور قاضی صاحب اکیلے ایک پلڑے میں ہوں تو تقویٰ میں سب سے بھاری ہونگے۔ ظاہری بات ہے لیکن شیخ کے لئے یہ شرط نہیں ہاں اس فن میں ماہر ہو جو اُس سے کوئی سیکھنا چاہتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس میں خرابی پیدا کرے۔

قرآن نے شیخ کے لئے چار شرائط بتائی ہیں (۱) اونٹ کی طرح مشقت کش اور محنت کش ہو (۲) آسمان کی طرح بلند ہمت ہو (۳) پہاڑ کی طرح ثابت قدم ہو (۴) زمین کی طرح متوازن

www.freepdfpost.blogspot.com

ہو یعنی عجز و انکساری اس میں ہو۔ ایسا شیخ اگر مل جائے تو اس کے قدموں کی خاک بن جا، جوتیوں کا تسمہ بن جا۔ انہی شرطوں پہ میں نے آپ کو سبق دیا ہے۔ شیخ کے آداب میں سے موٹی موٹی چیزیں میں دیکھتا رہتا ہوں جو نقصان پہنچاتی ہیں۔ شیخ کے منہ کی طرف ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھا جائے۔ ڈاکٹر اور حکیم کی اتباع کرنی پڑتی ہے دوا میں، اگر نہ کرے گا تو مریض ٹھیک نہ ہوگا یا ہلاک ہو جائے گا۔

آجکل سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ تصوف کا علم بالکل نابود ہو چکا ہے۔ اس کے جاننے والے ختم ہو چکے ہیں دنیا نے اس کا انکار کر دیا ہے۔ روحانی طبیب بھی کوئی نہیں، راہبر بھی کوئی نہیں حالانکہ قرآن کریم ابتداء سے آخر تک پڑھو وہ دنیا چھڑاتا ہے، متوجہ الی اللہ کرتا ہے۔ بس توجہ الی اللہ کرا اور سیدھا اپنے رب سے جڑ جا۔

ایک سو چار الہامی صحیفوں کا مفہوم چار کتابوں میں اور ان چار کتابوں کا مفہوم قرآن کریم میں اور سارے قرآن کریم کا مفہوم سورہ بقرہ میں اور سورہ بقرہ کا سارا مفہوم سورہ فاتحہ میں اور سورہ فاتحہ کا سارا مفہوم بسم اللہ میں ہے اور بسم اللہ کا سارا مفہوم ایک ''ب'' میں ہے یہ ''ب'' وصل کی ہے۔ انبیاء کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ جو مخلوق خدا سے ٹوٹ چکی، شیطان کے پنجے میں آگئی اُس کو چھڑا کے اللہ کے ساتھ جوڑ دیں۔ مطلب یہ ہے کہ ساری مخلوق کا تعلق خالق کے ساتھ ملا دیں۔ بس قرآن کا فیصلہ یہ ہے کہ دنیا کی طرف سے توجہ ہٹا کر اللہ کے ساتھ جوڑ دیا جائے۔ جس نے انکار کر دیا کہ یہ کوئی شے ہی نہیں وہ اس انعام اور نعمت سے محروم ہوتا ہے۔ ان میں بعض وہ ہیں جو منکر ہو گئے۔ بعض وہ ہیں جو رنگ نما اور رنگ فروش ہیں۔ پھر عوام ہیں کہ انہوں نے نہ سمجھا کہ رنگ ساز کون

www.freepdfpost.blogspot.com

ہے اور رنگ نما و رنگ فروش کون ہے۔ان کو یہ پتہ نہ چلا کہ ڈاکٹر کون ہے اور دوا فروش کون ۔مریض اور معالج کے درمیان فرق نہیں کر سکتے۔دل کے سارے مریض ہیں الا ماشاء اللہ۔

تصوف کے تین درجے ہیں ۔پہلا ہے ذکر لسانی کہ زبان کے ساتھ اللہ اللہ کیا جائے۔سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ پڑھا جائے۔دورد شریف پڑھا جائے ، استغفار پڑھی جائے۔یہ درجہ ہے دوا کوٹنے کا ، یہ تصوف نہیں جب تک دوا استعمال نہ کرلے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔دوم لطائف کہ دوا کا استعمال شروع ہو گیا، علاج شروع ہو گیا۔پھر منازل آتے ہیں، بیمار نے دوا کھائی،اس میں صلاحیت آنی شروع ہوگئی،اب وہ چل پھر رہا، دوڑ رہا ہے۔اللہ تعالیٰ نے حکم دیا جن گھروں میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ان گھروں کو ناپاکی سے بلند رکھو، بدبو دار چیزوں سے بھی بلند رکھو،وہاں بری چیز کوئی نہ ہو،تخلیہ ہو۔تخلیے میں بھی اندھیرا ہو،اگر اندھیرا نہیں تو کپڑا لپیٹ لو۔آقائے نامدار ﷺ نے غار حرا میں تخلیہ کیا۔چلہ کشی انبیاء کی سنت ہے۔

جس جگہ ذکر کیا جائے وہ زمین پاک ہو۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اللہ تعالٰی سے کلام ہو رہی تھی ۔حکم ہوا جوتیاں اتار دو۔یہ جگہ پاک ہے۔پانی باہر حوض سے،نالیوں سے آتا ہے اس میں کوڑا کرکٹ مل جاتا ہے، ان کو بند کر دو تا کہ باہر کی کوئی چیز قلب میں نہ جائے۔باہر کا جتنا پانی سارا روک دو۔آنکھیں ،کان اور زبان بند ہو گئے جو اس کوڑا کرکٹ کو اندر لے کر آتے ہیں اب قلب میں ذکر الٰہی کا بور لگا دو اس میں اللہ کے ذکر کی مشین لگا دو تو اس میں سے انوارات کے فوارے اُبلنے لگیں گے ۔ یہ انوارات کا پانی جب چلے گا یہ دوسرے دلوں کو بھی دھو کر صاف کر دے گا۔اور ان

www.freepdfpost.blogspot.com

انوارات کے پانی سے کشف حاصل ہوگا۔

علمائے کرام بلکہ صوفیائے کرام نے کہا ہے کہ کافروں کو بھی کشف ہوتا ہے ۔ جب تحقیق کی تو پتہ چلا کہ کشف کا تعلق نورِ ایمان کے ساتھ ہے، نورِ ایمان نہیں تو کشف نہیں ۔ ایمان کے نور میں زیادتی اعمالِ صالح سے ہوتی ہے۔ مومن کے دل میں استعداد موجود ہوتی ہے۔ نورِ ایمان موجود ہوتا ہے۔ کشف کا تعلق نورِ ایمان کے ساتھ ہے۔ آنکھوں کے پتلے نہیں دیکھتے بلکہ ان کے پیچھے نور ہوتا ہے جو دیکھتا ہے۔ لاؤڈ سپیکر نہیں بولتا اس کے پیچھے جو کوئی ہے وہ بولتا ہے۔ قلب خود نہیں دیکھتا بلکہ قلب میں اعمالِ صالح ہیں جن میں نور ہوتا ہے اور کافر میں کہاں نورِ ایمانی، کہاں اعمالِ صالح۔ جو کافر سادھو ہوتے ہیں جن کا مشقت کر کر کے گوشت ختم ہو جاتا ہے، ہڈیوں کا ڈھانچہ بن جاتا ہے، جسم میں خون کم ہو جاتا ہے، جب خون کم ہوا تو دل میں سفیدی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کو شک ہے تجربہ کر کے دیکھ لے۔ کلیجہ دھوپ میں رکھو، کچھ دیر بعد اس میں منہ نظر آئے گا۔ سٹیل کا برتن لو اس میں منہ نظر آئیگا۔ شیشہ لو اس میں منہ نظر آئے گا۔ اس لئے قلب کی صفائی ہوگی تو چمکے گا۔ جو چیز اس کے سامنے آئے گی اس کا عکس نظر آئے گا۔ پہاڑ کے سامنے آؤ تو پہاڑ دکھائی دے گا، درخت سامنے رکھو تو درخت نظر آئے گا۔ اگر بندہ سامنے آ گیا تو بندہ نظر آئے گا۔ اس کو کشف نہیں کہتے۔ کشف کا تعلق نورِ ایمان کے ساتھ ہے ۔ کیونکہ شیشے میں فرشتہ نظر نہیں آتا، جن نظر نہیں آتا، قبر کا عذاب و ثواب نظر نہیں آتا، جنت و دوزخ نظر نہیں آتی، کوئی لطیف چیز اس میں نظر نہیں آتی ۔ کافر کے دل میں سفیدی پیدا ہوگئی، خون کم ہو گیا، گوشت کم ہو گیا اور چمک اجلی پیدا ہوگئی تو لوگ کہنے لگے کشف

www.freepdfpost.blogspot.com

ہے۔

کافر کی مثال اس طرح ہے جیسے سمندر ٹھاٹیں مارتا ہے، پانی میں موج آئی، اس کے اوپر ایک اور آئی، اوپر سے بادلوں کا سایہ آ گیا، اندھیرا ہی اندھیرا۔ کافر کا عمل اندھیرا، کافر کا قول اندھیرا کافر کے دل میں جو اعتقادات ہیں وہ سب اندھیرے ہیں۔ سب سے قریب انسان کا ہاتھ ہوتا ہے۔ آنکھوں کو لگا سکتے ہیں، سر پر لے جا سکتے ہیں۔ پھرا سکتے ہیں۔ لیکن کافر اس اندھیرے میں اپنا ہاتھ تک نہیں دیکھ سکتا۔ جس کے لئے اللہ نے نور کو پیدا ہی نہیں فرمایا۔ اس کے لئے نور آئے کہاں سے؟ یہ عام دنیا میں غلط فہمی ہے کہ کافر کو کشف ہوتا ہے۔ ہم ہزار نہیں کئی ہزار صوفیاء پیش کرتے ہیں۔ ہمارے حلقے میں آٹھ، نو سو ساتھی ہیں۔ جن کو کشف ہوتا ہے اور روح سے کلام ہوتی ہے۔ قبر کا عذاب پتہ چلتا ہے، ثواب کا پتہ چلتا ہے، فرشتے کے ساتھ کلام ہوتی ہے ہاں اس کے لئے قلب سلیم ضروری ہے۔ صحابہ کرامؓ سے کوئی ہستی بڑی نہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد بہت ہستیاں گزریں لیکن صحابہ کرامؓ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

ایک عالم نے میرے سامنے شیخینؓ کے مقابلے میں امام مہدی کی فضیلت بیان کی۔ میں نے اس سے کہا کچھ ہوش کرو اور میری بات سنو۔ ہم امام مہدی کو بہت بڑی ہستی سمجھتے ہیں مگر حضرات صدیقؓ، فاروقؓ کی جوتی کے برابر بھی نہیں۔ امام مہدی صدیوں بعد آئیں گے۔ کہاں صدیقؓ، کہاں فاروقؓ کہاں محمد ﷺ کے صحابہؓ۔ مگر پھر بھی اللہ تعالی نے دھمکی دی ''آپ ان سے کہہ دیجیئے کہ تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہاری بیویاں تمہارے بھائی، تمہارا کنبہ اور قبیلہ، وہ مال

www.freepdfpost.blogspot.com

جو تم کماتے ہو، وہ تجارت جس میں تمہیں نقصان کا ڈر ہے وہ گھر جن میں تم رہتے ہو، اگر یہ سب چیزیں تم کو اللہ اور رسول سے پیاری ہیں تو ٹھہر جاؤ! اللہ تعالی فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا ''۔باپ ہو یا بیٹا، مال ہو یا کچھ اور، جب کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مقابلے میں لے آئے تو وہ بدکار ہے، اس کا دل سلامت نہیں، داغدار ہے دوسرے کی محبت کے ساتھ۔قرآن پاک نے صحابہ کرامؓ کو دھمکی دی تو ہم کونسے باغ کی مولی ہیں۔دل ایک ہے دو نہیں۔وہ کہتا ہے اگر اس مکان میں دوسرا کوئی آ گیا تو وہ میرا شریک ہے، اضطراب پیدا ہو جائے گا۔اس لئے انسان کو سوچنا چاہیے۔ہم جس دور میں گزر رہے ہیں یہ بہت نازک دور ہے۔یہ سب اپنے دماغ میں بٹھا لو، بیوی بچوں سے، مال سے، دولت سے، مکان سے، دوکان سے، اونٹ، گھوڑا، بھیڑ، بکری سے ہمارا تعلق صرف حفاظت کا ہو کہ تباہ و برباد نہ ہو۔ جو قلبی تعلق ہے وہ اللہ تعالی کی ذات سے ہے۔اس کے ساتھ عبادت کا تعلق ہے۔جب ذکرِ الٰہی آ جاتا ہے تو پوری پوری محبت آ جاتی ہے۔پھر ساری چیزیں نکال باہر پھینکتا ہے۔

ملکہ بلقیس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے خط لکھا کہ سرکشی، غرور و تکبر حکومت کا تمہارے دماغ میں ہے اس کو چھوڑ کر سیدھی مسلمان ہو کر میرے پاس آ جاؤ۔وہ سمجھ گئی کہ کسی اللہ والے کا خط ہے۔یہ کچھ اور مطالبہ نہیں کرتا۔اس نے اپنے وزیروں، مشیروں اور فوجی جرنیلوں کو بلایا۔کہنے لگی کہ میری طرف ایک خط آیا ہے آپ مجھے مشورہ دیں کہ میں کیا کروں۔سب نے کہا کہ ہم بہت بڑی طاقت ہیں، ہمارے پاس بہت قوت ہے، بڑی فوج ہے، ہم جنگجو قوم ہیں، لیکن حکم آپ کا۔آپ

www.freepdfpost.blogspot.com

جیسے حکم کریں گی ہم ویسے ہی کریں گے۔ ملکہ نے کہا کہ بادشاہ جب جابرانہ قوت کے ساتھ کسی شہر میں داخل ہوتا ہے تو اس کو برباد کر دیتا ہے۔ جو بڑے بڑے لوگ ہوتے ہیں ان کو ذلیل ورسوا کر دیتا ہے ہم پر حملہ ہوا تو ملک برباد ہو جائے گا۔

ہم یہاں جتنے بیٹھے ہیں عزت والے ہیں، اگر یہاں غرور وتکبر بھی دل میں بیٹھا ہے تو ذلیل ہو جائیں گے۔ ذکرِ الٰہی دل سے اس مردود کو نکال باہر کرتا ہے۔ پھر قلبِ سلیم پیدا ہوتا ہے اور صرف رب ہی رب دل میں رہے گا۔ میرا ایک چھوٹا عزیز ہے اُس نے قاضی صاحب سے ایک دن پوچھا۔ قاضی صاحب ! میں نے تفسیریں پڑھی ہیں مگر قلب سلیم کی پوری پوری سمجھ نہیں آئی۔ میں نے ان کو کہا کہ قلبِ سلیم میں آپ کو بتاتا ہوں۔ کہ دنیا جتنی ہے، یہ آسمان وزمین، ان کی ساری مخلوقات، ان سب کو ایک مرغ بنا دو، اس کو ذبح کر دو، پھر کیا باقی بچا؟ ایک اللہ اور کچھ بھی باقی نہ بچا۔ قلب کیسے کسی دوسری طرف جائے گا؟ سیدھا اللہ کے در پر جائے گا۔ یہ قلبِ سلیم ہے۔



www.freepdfpost.blogspot.com

اپنی استقامت کی دعا کیا کریں

حضرت مولانا اللہ یار خانؒ

میرے مرشد حضرت مولانا اللہ یار خانؒ نے 7 نومبر 1963ء کو اپنے ایک شاگرد کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا: ''آپ کو علم نہیں 16 سال تو بندہ نے بھی لگائے ہیں، 16 سال بعد معمولی پانی کی بوندیں پھوٹیں۔ بیس سال کے بعد دریا کی لہریں شروع ہوئیں، بائیس سال بعد دریا تغیانی میں آیا۔ ساڑھے تیئس سال بعد سمندر کی ٹھاٹھیں شروع ہوئیں۔ آپ یاد رکھیں مقام احدیت سے سلوک شروع ہوتا ہے اور کمالاتِ اولو العزمی تک نصف سلوک ختم ہوتا ہے، آگے آدھی یعنی نصف ولایت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ نویں عرش سے آگے عالم تحیر ہے یعنی عالم حیرت و امر ہے، اس میں کافی منازل آتے ہیں۔ آخری منزل مقام تسلیم ہے، جس پر اولیا اللہ کی ولایت ختم۔ آگے انبیا کی ولایت، مقام خلہ، مقام محبت، مقام تکلیمی، مقام محبیت خاصہ، مقام حب صرفہ، مقام رضا، آگے مقام کمالات نبوت، پھر کمالات رسالت، پھر اولوالعزمی، آگے آقائے نامدار ﷺ کی ولایت جس میں سمندر کی لہریں ہیں۔ یہ بدکار تیر رہا ہے اور غوطے لگا رہا ہے۔ یاد رکھیں مقام خلہ سے آگے سوائے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے سابقہ اولیاء اللہ سے کسی نے قدم نہیں رکھا۔ ذٰلك فضل الله يوتيه من يشاء یہ انسان کے بس سے باہر ہے۔

www.freepdfpost.blogspot.com

ایں آں سعادت ہست کہ حسرت برد براں جویاں تخت قیصر و ملک سکندری

عزیزی! ہمیشہ خدا سے دعا کا طالب رہیں۔ یہ کسی انسان کا ذاتی کمال نہیں، مقام رضا سے آگے ولی اللہ کے مابین اور خدا کے مابین یعنی مقام رضا کے بعد ولی کو خدا تعالیٰ سے وہ نسبت پیدا ہو جاتی ہے جو نسبت خدا سے انبیاء علیہ السلام کو ہوتی ہے۔ جس نسبت سے انبیاء علیہ السلام خدا سے فیض حاصل کرتے ہیں اسی نسبت سے ولی بھی خدا تعالیٰ سے فیض لیتا ہے۔ اس کی سمجھ و علم مقام رضا کے بعد ہوئی مگر ولی بواسطہ انبیاء کی اطباع اور صحیح مطیع ہونے کی وجہ سے لیتا ہے، بغیر اتباع انبیاء محال ہے۔ نبی براہ راست لیتا ہے سُبحَنَکَ لَا عِلمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمتَنَا رَبِّ زِدنی عِلْمًا۔ عزیزی یہ باتیں عام نہ کیا کریں۔

عزیزی! میں تو اب مشائخ اور حضور ﷺ کی طرف سے مجبور ہو کر تبلیغ کرتا ہوں۔ تعلیم کتابوں کی دیتا ہوں۔ قدرے دنیا کے کاروبار کرتا ہوں۔ توجہ، ذکر، تعلیم سلوک دیتا ہوں ورنہ دل چاہتا ہے، ایک میں ہوں ایک میرا رب ہو، ہمارے درمیان دوسرا کوئی حائل نہ ہو۔ جو نہیں جانتا تھا رب نے دے دیا۔ اس کی ذات کا لاکھ لاکھ شکر ہے، وہی میری تمام ضروریات کا کفیل، وہی کافی ہے، اسی پر بھروسہ، وہی معبود، وہی مسجود، وہی مقصود لا اِلٰهَ غَیرُكَ اللہ اللہ اللہ۔

باتیں دل میں رکھنا۔ رب پوچھے گا کہ اے اللہ یار تم نے کیا لکھ دیا۔ راز کو کیونکر ظاہر کیا۔ یہ منازل کسی نے بتائے سابقہ میں سے۔"

کوئی چھ برس بعد یعنی 9 نومبر 1969 ایک اور شاگرد کے خط کے جواب میں فرماتے

www.freepdfpost.blogspot.com

ہیں۔

''گرامی نامہ مل گیا۔ جناب نے وسوسوں کی شکایت کی ہے۔عزیزم بار بار ایک بات نہیں لکھی جاتی۔خوب یاد کرلو، وسوسہ سے نہ نقصان ولایت ہوتا ہے نہ نقصانِ کمال ہے۔ ولایت اور وسوسہ میں کوئی منافات نہیں۔ وسوسہ بھی ہوتا رہتا ہے اور ولایت بھی قائم رہتی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو وسوسہ ہوا جو اللہ کا نبی تھا۔ وسوسہ صرف پریشانی قلبی ہے۔ دوسرا جس گھر دانہ نہ ہو وہاں کیڑے بھی داخل نہیں ہوتے۔ وسوسہ بھی صاحب خزانہ کو ہوتا ہے۔ ہمیشہ چور اور ڈاکو وہاں ہی چوری اور ڈاکہ ڈالتا ہے جہاں مال ہوتا ہے۔ جب لطائف میں انوار پیدا ہوئے انوار کا خزانہ پیدا ہوا تو ابلیس ملعون جو چور و ڈاکو ہے اس کے پیٹ میں درد پیدا ہو جاتا ہے کہ میں اس مکان کی نقب زنی کر کے مال نکالوں۔ لطائف سے اول باطن میں اندھیرا تھا۔ ابلیس چور خوب آرام سے چوری کرتا تھا۔ اب اندر انوار کی روشنی پیدا ہوگئی ذکر الٰہی کے نور سے۔ پھر لطائف کے ذکر اللہ اللہ کی آوازیں بھی آتی ہیں۔ اب چور پوری طرح کامیاب نہیں ہوسکتا تو وہ ہر طرح کے حیلہ سے کام لینا چاہتا ہے۔ جس سالک نے سمجھ لیا کہ یہ میرا دشمن ہے ہر طرح لوٹنا چاہتا ہے تو پھر وہ وسوسہ کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ ذکر پر ڈٹا رہتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ صوفیہ عارفین کی جماعت 5 ہجری کے آخر سے شروع ہو کر 10 ہجری کے اول تک کافی مقدار میں رہی۔ ہر طرف ان کا زور تھا۔ علماء امت کی جماعت حد سے زیادہ تھی۔ 4 ہجری تک تو تبع تابعین کی جماعت کے شاگرد موجود تھے۔ پھر ان کے خاتمہ پر یہ جماعت اولیاء کی رب العالمین نے پیدا کی کثرت سے۔ عالم برزخ میں جن کاملین سے

www.freepdfpost.blogspot.com

ملاقات ہوتی ہے اکثر 5 ہجری سے 10 ہجری تک کے مابین کے ملتے ہیں۔ ہم نے بھی جن سے فیض حاصل کیا ہے وہ بھی اس زمانہ کے ہیں۔ پھر 10 ہجری کے بعد بہت کم ہو گئے۔ پھر چودھویں صدی میں تو خدا ہی حافظ۔ صرف دکاندار ہی رہ گئے۔ دکاندار صوفیہ تو بے حد ہیں۔ جو رنگ نما، رنگ فروش ہیں مگر رنگ ساز کوئی نہیں۔ ہاں یہ ضروری ہوتا ہے کہ کسی کسی وقت جس طرح بارش رحمت کی برستی ہے اسی طرح تجلیات باری کی رحمت کا محل بھی یہی لوگ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو وقتاً فوقتاً پیدا کرتا رہتا ہے۔ ان کی حالت جس طرح انبیاء علیہ السلام کی ہوتی ہے کوئی اولوالعزم، کوئی رسول، کوئی نبی۔ اولوالعزم رسول صدیوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ رسول بھی دیر دیر بعد آتے ہیں۔ انبیاء علیہ السلام ہر زمانہ میں آتے رہتے ہیں۔ ان کے خاتمہ پر جب ان کا دور رسول خدا ﷺ کی بعثت سے ختم ہو تو پھر ہر قسم کی نبوت ختم ہو گئی اور انتقال رسول اکرم ﷺ کے بعد زمین سخت روئی جیسا قاضی عیاض کی الشافی حقوق المصطفیٰ اور اس کی شرح ملا علی قاری تنزیل مکہ میں اور نسیم الریاض علامہ شہاب خفاجی میں مذکور ہے کہ زمین کو رب العالمین نے تسلی دی کہ میں زمین میں صدیق پیدا کروں گا۔ قطب وحدت پیدا کروں گا۔ تمہارے شیخ کا منصب بھی قطب وحدت ہے اور افراد پیدا کروں گا۔ قیوم پیدا کروں گا، غوث پیدا کروں گا، کوئی قطب ارشاد ہو گا، کوئی قطب مدار ہو گا، کوئی قطب الاقطاب ہو گا، کوئی قطب ابدال ہوگا اور ابدال بھی ہوں گے جو قطب ابدال کے چپڑاسی ہوں گے اور میں زمین کو خالی نہ چھوڑوں گا۔ ان تمام نیچے والے طبقوں کو سب سے اونچی ہستی سے ملتا ہے۔ اگر صدیق ہو تو جو آج موجود نہیں صدیق سے نیچے جاتا ہے اگر قطب وحدت موجود ہو تو تمام کو اس

www.freepdfpost.blogspot.com

سے فیض ملتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر افراد کی وجہ سے ملتا ہے اگر یہ نہ ہو تو پھر قیوم کی وجہ سے ملتا ہے اگر قیوم نہ ہو تو غوث کی وجہ سے، قیوم اور افراد اور قطب وحدت وصدیق یہ کہیں کہیں صدیوں بعد خدا تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔ یہ اولی العزموں کے مناصب ہیں۔ باقی رہا آپ اپنے اپنے کاروباروں میں باوجود مشغول ہونے کے اور روزی حرام کھانے اور بدکار لوگوں کی مجالس میں رہ کر، گانے بجانے سن کر، نظر کو حرام کا مرتکب بنا کر پھر بھی اس جماعت کے فرد ہیں اور ذکر کے انوارات سلب نہیں ہوتے۔ یہ بھی تمہارے شیخ کی قوت روحانی کی برکت ہے اور خدا کی مہربانی ہے ورنہ کہاں تم ملازم اور کہاں یہ نازک چیز۔ بیٹا خدا کا شکر ادا کریں۔ اپنی استقامت کی دعا کیا کریں۔ اپنے رفقاء کو یہ خط سنانا پورا مضمون مگر خاص خاص رفقاء کو نہ کہ عام کو۔“

ناچیز فقیر اللہ یار خان“



www.freepdfpost.blogspot.com

ختم خواجگان حضرت مولانا اللہ یار خانؒ

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

آپ کا سن پیدائش1904 ہے۔آپ کا آبائی وطن قصبہ چکڑالہ ہے۔یہ قصبہ میانوالی تلہ گنگ شاہراہ سے دس کلومیٹر شمال کی جانب واقع ہے۔اس قصبہ کی بیشتر آبادی اعوان خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔آپ بھی اعوان تھے، آپکے والد کا نام ذوالفقار تھا۔اس زمانہ میں پڑھائی لکھائی کا اتنا رواج نہیں تھا۔پرائمری پاس کو بڑا پڑھا لکھا سمجھا جاتا تھا۔انگریز ہندوستان پر حکمران تھے۔ یہ بیسویں صدی کی ابتداء تھی اور ہندوستان میں زبردست ہلچل اور حرکت کے آثار پیدا ہورہے تھے۔جس وقت 1907-1908 میں بلقان میں ترکوں کے خلاف تحریکیں ابھرنا شروع ہوئیں تو ہندوستان کے مسلمانوں میں بھی زبردست ہیجان پیدا ہوا۔اسی ہیجان نے دیوبند کے قائد مولانا محمودالحسن کومسلمانوں میں ایک نئی تحریک کے اجراء پر اکسایا۔حضرت مولانا اللہ یار خانؒ کا یہ بچپن کا زمانہ تھا، پھر بھی انگریز کی نفرت دل میں گھر کرگئی۔

ایک رات والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ انکے گھر تشریف لائے اور دوتھیلیاں ان کے حوالے کیں کہ یہ تمہارے اس بیٹے کیلئے ہیں۔دوتھیلیوں سے مراد علوم ظاہری و باطنی تھے۔علوم ظاہری کیلئے عازمِ دیوبند ہوئے۔ دورہ حدیث کیلئے آپکو دہلی جانا پڑا کیونکہ ریشمی

www.freepdfpost.blogspot.com

رومال تحریک کی وجہ سے مدرسہ دیوبند ان دنوں بند تھا۔دیوبند کے اساتذہ یا تو انگریز کی قید میں تھے یا ملک بدر کردیئے گئے تھے۔اور باقی ماندہ دہلی کے مدرسہ امینیہ پہنچ گئے تھے جو مولانا مفتی کفایت اللہ کی زیرسرپرستی چل رہا تھا۔دہلی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد 1936 میں آپ لنگر مخدوم گئے جہاں آپ کی ملاقات حضرت مولانا عبدالرحیمؒ سے ہوئی۔اور ان ہی کی وساطت سے سلطان العارفین حضرت اللہ دین مدنیؒ سے آپکا روحانی رابطہ ہوا۔آپ نے اپنے مرشد کے مزار پر بیٹھ کر ان سے اویسیہ طریقہ پر فیض حاصل کیا۔یہیں سے آپکے باطنی علوم کی ابتداء شروع ہوئی۔یہ سلسلہ چونکہ اویسیہ تھا جس میں باطنی فیض براہ راست آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے شیخ سلسلہ کو پہنچتا ہے لہٰذا آپکے باطنی علوم کی تحصیل نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھوں تکمیل پذیر ہوئی۔

حضرت مولانا اللہ یار خانؒ ایک دفعہ بیمار پڑے تو میں بیمار پرسی کے لئے چکڑالہ حاضر ہوا ۔جوہرآباد سے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ بھی تشریف رکھتے تھے۔حضرت جیؒ نے ہمیں بتایا کہ جب وہ لنگر مخدوم میں تھے اور جب ان کے مرشد حضرت اللہ دین مدنیؒ نے ان کی روحانی بیعت اور فنافی اللہ بقاباللہ کے منازل کرادیئے تو وہ اپنے مرشد سے اجازت لے کر چند دنوں کے لئے گھر آگئے۔یہاں آکر بیمار پڑ گئے۔بخار تھا کہ اترنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔معدہ کوئی چیز قبول نہیں کر رہا تھا۔قے اور دستوں نے بے حد کمزور کردیا۔چالیس دن تک یہی کیفیت رہی۔یہاں تک کہ نماز تک اشاروں سے پڑھتا تھا۔چالیسویں دن میرے گھر والے اور دوست احباب سب ناامید ہوگئے اور سورۃ یٰسین پڑھنے میں لگ گئے۔میں آنکھیں بند کئے ہوئے تھا کہ دفعتاً ایک بزرگ نمودار ہوئے۔مجھ سے کہا

www.freepdfpost.blogspot.com

کہ میں تمہارا مرشد ہوں۔آپ میں آگے چلنے کی قوت نہیں تھی اس لئے جسم کو کمزور کر کے روح کو طاقت دی گئی۔کہا چلو احدیت، پھر معیت اقربیت کرانے کے بعد فنا بقا کرایا۔پھر کہا کہ چلو سالک المجذ وبی۔اس کے بعد دریائے رحمت سے گزار کے باہر نکالا اور نئے کپڑے دیئے کہ پہن لو۔فرمایا کہ اس سے آگے ولایت عظمٰی شروع ہوتی ہے۔جوخلعت احدیت سے روح کو ملتی ہے وہ یہاں تک چلتی ہے۔ولایت عظمٰی کا لباس دوسرا ہے۔فرمایا اب تم ٹھیک ہو۔اب میرا بخار بھی فوراً اتر گیا اور میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔گھر والوں نے کہا کہ لیٹے رہو۔میں نے کہا کہ میں ٹھیک ہو گیا ہوں۔انہوں نے مجھے ہاتھ لگا کر دیکھا تو واقعی مجھے بخار نہیں تھا۔مجھے ذکر کرتے سولہ سال گزر گئے تھے، اب آ کے مجھے نظر آنا شروع ہوا۔

ہفتہ دس دن بعد جب میں لنگر مخدوم گیا تو مولانا عبدالرحیمؒ کو سارا واقعہ سنایا۔وہ آگ بگولا ہو گئے۔غصے سے پیر پٹختے ہوئے حضرت اللہ دین مدنیؒ کے مزار کی طرف چل دیئے۔میں بھی پیچھے پیچھے چل پڑا۔مزار پر جا کر انہوں نے مرشد سے کہا کہ آپ نے مجھے چھوڑ کر میرے شاگرد کو آگے چلا دیا۔یہ میری بڑی توہین ہے۔حضرت اللہ دین مدنیؒ نے مولانا عبدالرحیم کو سمجھایا کہ تم میرے مجاور ہو جبکہ یہ شیخ سلسلہ ہیں اور مجھے انکی تربیت کے لئے مدینہ منورہ سے یہاں بھیجا گیا ہے۔خبردار کبھی ان کی ہمسری نہ کرنا ورنہ بہت نقصان ہوگا۔اس کے بعد ہم دونوں کی پوزیشن عجیب سی ہو گئی۔ میں ان کو استاد سمجھ کر پہلے جیسی عزت کرتا تھا اور وہ مجھے شیخ سلسلہ سمجھ کر ادب کرنے لگے۔اللہ تعالیٰ نے یہ صورت حال زیادہ دیر نہ چلنے دی اور مولانا عبدالرحیم کو اپنے پاس بلا لیا۔خود مولانا عبدالرحیم کہا کرتے تھے کہ مزار کے علاوہ دوسری جگہ ہم کسی کو لطائف کرائیں تو ایسا فائدہ نہیں ہوتا جتنا فائدہ

www.freepdfpost.blogspot.com

حضرت اللہ دین مدنیؒ کے مزار پر بیٹھ کر ذکر کرانے سے ہوتا ہے۔

حضرت مولانا اللہ یار خانؒ نے ہمیں بتایا کہ وہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے آخری شیخ ہیں۔ دربار نبوی ﷺ میں صرف ایک کرسی خالی رکھی ہے جو حضرت امام مہدی کے لئے مختص ہے۔ فرمایا کہ میرے اور امام مہدی کے درمیان پانچ چھ سو سال سے زیادہ کا عرصہ نہیں ہے اور یہ کہ میرے سلسلہ کے تربیت یافتہ لوگ انشاء اللہ امام مہدی کو ملیں گے۔

☆☆☆

www.freepdfpost.blogspot.com

یادیں اُن کی

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

یہ فروری 1970ء کی بات ہے، میں رسالپور میں تھا۔ کچھ دنوں کے بعد محمد احسن بیگ کی رسالپور آمد ہوئی تو بہت باتیں سننے کو ملیں۔ میری جو ایک دو ملاقاتیں ان سے ہوئیں ان میں انہوں نے اپنے استاد المکرّم حضرت مولانا اللہ یار خان کا تذکرہ کیا۔ حضرت جی کا شمار پاکستان کے چوٹی کے علماء میں تھا۔ وہ اہل تشیع کے خلاف بلند پایہ مناظر تھے۔ ان کے جلسوں اور تقریروں کے بڑے بڑے پوسٹر دیواروں پر دیکھ چکا تھا مگر تا حال ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ ایک دن میں احسن بیگ کے پاس پینٹ لینے گیا۔ میری یونٹ کی سالانہ ٹیکنیکل انسپکشن تھی اور رسالپور میں ان کے بغیر اور کسی کے پاس پینٹ نہ تھا۔ کیپٹن احسن بیگ نے مجھے اگلے روز پینٹ دینے کا وعدہ کیا اور ساتھ ہی بتایا کہ حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب ان کے پاس آئے ہوئے ہیں ۔ رات کو محفل ذکر ہوگی۔ شمولیت کے لئے ضرور آنا۔ میرا تعلق خانقاہ سراجیہ کندیاں سے تھا اور تقریباً گیارہ سال سے حضرت مولانا خان محمد سے منسلک تھا۔ میں سوچ میں پڑ گیا جاؤں یا نہ جاؤں ۔ شام کلب میں فلم دیکھنے کا پروگرام بھی تھا۔ چنانچہ شام سے پہلے ہی دو تین کاریں میرے گھر پہنچ گئیں تا کہ مجھے اپنے ساتھ کلب میں لے جائیں ۔ میں سخت تذبذب میں تھا اگر احسن بیگ کے گھر نہیں جاتا تو وہ ناراض ہو کر پینٹ

www.freepdfpost.blogspot.com

دینے سے انکار کرسکتا تھا۔ اس طرح میری ٹیکنیکل انسپکشن کا بیڑہ غرق ہوسکتا تھا۔ لہذا میں نے پینٹ کو مدِنظر رکھ کر کلب جانے سے انکار کر دیا اور شلوار قمیض پہن کر احسن بیگ کے گھر چلا گیا۔ جیسے ہی میں ڈرائنگ روم میں داخل ہوا حضرت المکرّم وضو فرما کر باہر نکلے تھے۔ احسن بیگ نے میرا تعارف کرایا۔ میں نے مصافحے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا مگر حضرت المکرّم میرا ہاتھ نظر انداز کر کے آگے بڑھ گئے اور مجھے پہلی بار محسوس ہوا کہ شاید میں اس قابل بھی نہیں کہ مجھ سے کوئی اہل اللہ مصافحہ کرے۔

میں ان کے پیچھے چل پڑا۔ سڑک عبور کر کے حضرت جی کنٹونمنٹ بورڈ کی ایک چھوٹی سی مسجد میں نماز پڑھانے تشریف لے گئے۔ میں بھی وضو کر کے جماعت میں شریک ہو گیا۔ جیسے ہی حضرت جی نے قرأت شروع کی مجھ پر عجیب رقت طاری ہو گئی اور نماز کے دوران بے ساختہ روتا رہا۔ نماز اور نوافل سے فارغ ہو کر سب لوگ احسن بیگ کے گھر جمع ہو گئے تو میں بھی باقی افسروں (جن میں کیپٹن (بریگیڈیئر) محمد حنیف، کیپٹن (میجر) عمر حیات، کیپٹن زین العابدین، فلائیٹ لیفٹیننٹ ہادی حسین شاہ موجود تھے) کے ساتھ اگلی قطار میں بیٹھ گیا۔ ایک لمبا سا آدمی کھڑا ہو گیا اور بتانے لگا کہ ہمارا سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ ہے، ہم پاس انفاس سے ذکر کرتے ہیں، ذکر کرتے وقت قبلہ رخ قطاروں میں شیخ کے بائیں بیٹھ کر آنکھیں اور منہ بند رکھ کر اندھیرے میں وصول اِلی اللہ کیلئے لطائف پر اللہ ھو کی ضربیں لگاتے ہیں۔ ہمیں روحانی فیض شیخ کے توسط سے براہ راست محمد رسول اللہ ﷺ سے اویسی طریقہ پر ملتا ہے۔ جب وہ اپنی بات ختم کر چکا تو میرے بارے میں حضرت جی

www.freepdfpost.blogspot.com

سے پوچھا کہ کیا یہ محفل ذکر میں بیٹھا رہے؟ حضرت جی نے فرمایا کہ اس علاقے کی مٹی میں اخذِ فیض کی صلاحیت نہیں ،انھوں نے اپنے بڑوں سے اولیاء اللہ کی مخالفت ہی سیکھی ہے۔ یہ کیا ذکر کرے گا۔اس کے بعد اس لمبے آدمی نے سختی کے ساتھ مجھے حکم دیا کہ میں یہاں سے اٹھ جاؤں ۔میں وہاں سے اٹھ تو گیا مگر شاید مجھ میں اس قدر ذلیل وخوار ہوکر نکلنے کی ہمت نہیں تھی ۔میں سب سے پیچھے جوتیوں میں بیٹھ گیا۔اس دوران لائٹ بند ہوچکی تھی اور حضرت جی نے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر وَ لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۔ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ ھو ۔ چلو پہلا لطیفہ قلب کہہ کر ذکر شروع کرایا۔پندرہ بیس منٹ کے بعد مجھے ایسا لگا جیسے کمرے میں روشنی تھی۔میں نے فوراً آنکھیں بند کر لیں۔کچھ دیر کے بعد میں نے بہت زیادہ روشنی کی موجودگی میں جب آنکھیں کھول کے دیکھا تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔انوارات تجلیات کی شکل میں حضرت جیؒ کے سینہ مبارک سے نکل کر دیگر احباب کی طرف لپک رہے تھے اور انہی انوارات نے تمام کمرے کو بے حد منور کیا ہوا تھا۔مجھ پر سکتہ طاری ہوگیا۔ یا اللہ یہ کیسا شخص ہے۔ایسے آدمی تو کتابوں میں پڑھے تھے۔اس دور میں کیسے پیدا ہو گئے۔جب ذکر ختم ہوا تو میں پوری طرح حضرت جیؒ کی روحانی عظمت کا قائل ہوگیا تھا اور فیصلہ کر چکا تھا کہ ایسے شخص کا دامن ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔چاہے وہ مجھے اپنے قابل سمجھتا ہے یا نہیں ۔ جیسے ہی لائٹ آن ہوئی میں اُٹھا اور جا کر حضرت جیؒ کے پاؤں پر گر گیا۔ میں بے اختیار گڑگڑا کر روتا رہا جب رو رو کر میرے دل کا غبار ہلکا ہوگیا تو حضرت جیؒ نے میرے سر پر ہاتھ

www.freepdfpost.blogspot.com

رکھا اور کہا کہ بیٹا احساس زیاں آدمی کے پاس بڑی متاع ہے۔آدمی کو گناہ کا احساس جب بھی ہو جائے تو وہ واپس آسکتا ہے اور اگر احساس ہی مر جائے تو پھر یہ زندگی بے کار ہے۔زندگی کا جو وقت باقی رہ گیا ہے اس کو اللہ کی یاد میں صرف کرو۔اہل اللہ میں شامل ہو جاؤ۔نماز کی پابندی کرو، حلال و حرام کے فرق کو پہچانو۔ پھر بڑی دیر تک مجلس میں دین کی باتیں ہوتی رہیں ۔ میں جب رات کو دیر سے گھر پہنچا تو بہت بھوک لگی ہوئی تھی ۔کھانا مانگا تو بیوی نے کہا کہ جن کے پاس گئے تھے کھانا بھی انہی سے مانگو۔ چنانچہ اس رات کو بھوکا ہی سونا پڑا۔اگلے دو دن گھریلو ناچاکی کی وجہ سے حضرت جیؒ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوسکا۔تیسرے دن حضرت جیؒ ٹانگے میں بیٹھ کر ائیر فورس کے ایک ساتھی سارجنٹ محمد اشرف کے گھر تشریف لے جارہے تھے۔میں اپنے لان میں بیٹھا پھول کی کیاریوں کی گوڈی کر رہا تھا کہ مجھے احسن بیگ نے کہا کہ حضرت جیؒ کے پیچھے پیچھے آجاؤ۔میں سائیکل پکڑ کر حضرت جیؒ کے پیچھے پیچھے سارجنٹ محمد اشرف کے گھر پہنچ گیا۔یہ میرا حضرت جیؒ کے ساتھ دوسرا ذکر تھا۔

اویسیہ سلسلے سے منسلک ہونے کے بعد میرے دونوں بڑے بھائی بھی میرے ساتھ شامل ہو گئے ۔میرے چچا حکیم محمد حسین کے تین بیٹے، میرے سُسر اور خاندان کے دوسرے چند افراد کے سلسلہ میں آجانے کے بعد واں بھچراں میں جماعت کی صورت پیدا ہو گئی ۔ چچا محمد حسین جب بھی ملتے مجھے لاحول ولا قوۃ پڑھنے کی ہدایت کرتے۔انہیں یقین تھا کہ میں کسی شیطانی چکر میں پڑ گیا ہوں۔ایک سال تک انہوں نے ہمیں بغور دیکھا، ایک دن وہ مجھے کہنے لگے کہ سمجھ میں نہیں آتا تم

www.freepdfpost.blogspot.com

لوگ صحیح ہو یا غلط مگر میں نے دیکھا ہے کہ حضرت مولانا اللہ یار خانؒ کے ساتھ لگ کر میرے بیٹے نیک ہو گئے ہیں ۔ پہلے تو ان کو نماز کی توفیق بھی نہیں ہوتی تھی اب انہوں نے داڑھیاں رکھ لی ہیں۔ بُرے کام چھوڑ دیئے ہیں اور تہجد گزار ہو گئے ہیں۔ کہنے لگے مجھے بھی تم لطائف کراؤ۔ میں نے دو تین دن ان کو لطائف کرائے اس کے کچھ دنوں بعد مفتی غلام صمدانی واں بھچراں آئے اور حکیم چچا کو مسجد تک منازل کرا گئے۔ میرے بڑے بھائی غلام حسین نے مجھے لکھا کہ غضب ہو گیا۔ چچا تو ابھی متذبذب تھے اور مفتی غلام صمدانی ان کو مسجد تک منازل کرا گئے ہیں ۔ میں نے ان کو لکھا کہ ان کے کرائے ہوئے منازل میں شک مت کرو ۔ تم ان کا مسجد تک خیال رکھا کرو۔ حضرت جیؒ نے چچا حکیم کو لکھا کہ وہ منارہ کے دورہ پر ضرور آئیں۔ وہ حضرت جیؒ کے حکم کے مطابق بادل نخواستہ منارہ تو چلے گئے مگر سوچتے یہی رہتے تھے کہ معلوم نہیں ان کو منازل ہوئے بھی ہیں یا نہیں ۔ ایک دن مولوی محمد سلیمان جماعت کو معمول کرا رہے تھے یہ جب سیر کعبہ پر پہنچے تو ان پر رقت طاری ہو گئی۔ روتے رہے اور غلاف کعبہ کو پکڑ کر دعا کرتے رہے ۔ جماعت تو مسجد نبویؐ تک پہنچ چکی تھی، مولوی محمد سلیمان نے مفتی غلام صمدانی سے پوچھا کہ کیا تم نے کبھی مقبول دعا دیکھی ہے؟ اگر دیکھنا ہے تو حکیم محمد حسین کی طرف دیکھو جو ابھی تک غلاف کعبہ کو پکڑ کر رو رو کر دعا کر رہے تھے اور ان کی دعا عرشِ معلٰی سے ٹکرا رہی تھی ۔ چچا نے مجھے بتایا کہ جب میں نے اپنی حالت کے متعلق مولوی محمد سلیمان کی زبانی سنا تو حیران رہ گیا کہ ان کو کیسے پتہ چل گیا۔ حالانکہ ساری جماعت تو مسجد نبویؐ پہنچی ہوئی تھی۔ اس کے بعد چچا کا دل بھی مطمئن ہو گیا اور وہ مکمل یقین کے ساتھ حضرت جیؒ کے ساتھ وابستہ ہو گئے ۔

www.freepdfpost.blogspot.com

میں خود شروع شروع میں کبھی حضرت جیؒ کی روحانی قوت کے متعلق سوچ میں پڑ جاتا تھا۔اس بارے میں میں نے سابقہ شیخ حضرت مولانا خان محمد (سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں) کی خدمت میں خط ارسال کیا جس میں دلائل السلوک کے چند اقتباسات اور حضرت جیؒ کے کچھ حالات و واقعات جو میری نظر سے گزر چکے تھے ان کی خدمت میں لکھے۔انہوں نے جواب میں مجھے لکھا کہ ''عزیزم! مولانا اللہ یار خان سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے شیخ ہیں ان کے متعلق کوئی اویسیہ سلسلے کا آدمی ہی کلام کرسکتا ہے۔تم بہرحال ہمارے بتائے ہوئے وظائف باقاعدگی سے کرتے رہو''۔

اپریل 1970ء کے اواخر میں حضرت جیؒ کے ساتھ شریکِ سفر ہوا ۔ یہ سفر میں نے راولپنڈی سے کراچی تک کیا۔محمد یوسف اور بشیر حضرت جیؒ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔خدمت کی ڈیوٹی میرے ذمہ تھی۔عصر کی نماز کے لئے وضو کرنے کی غرض سے حضرت جیؒ گاڑی کی لیٹرین میں گئے تو میں یوسف صاحب کے پاس آبیٹھا اور ان سے پوچھا کہ میرے والدین فوت ہو چکے ہیں ۔ آپ مجھے ان کے برزخ کے حالات سے آگاہ کریں۔انہوں نے مجھے بتایا کہ ماں تو نجات میں ہے مگر باپ گرفت میں ہے۔ مجھے یقین نہیں آیا کیونکہ والد صاحب بہت ہی نیک شخص تھے ۔ پھر میں اٹھ کر لیٹرین کی طرف چلا گیا۔حضرت جیؒ جب باہر نکلے تو مجھے بتایا کہ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے شیطان لعین نے پیچھے سے گندا گوشت کا ٹکڑا ان پر پھینک دیا جس سے قمیض ناپاک ہوگئی۔دھونے کی کوشش تو بہت کی ہے مگر داغ نہیں گیا۔نماز سے فارغ ہوکر جب حضرت جیؒ واپس اپنی سیٹ پر آ بیٹھے تو میں نے اپنے والدین کی برزخی حالت کے متعلق سوال کیا۔حضرت جیؒ کھڑکی سے باہر تھوڑی

www.freepdfpost.blogspot.com

دیر کے لئے ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہے پھر فرمانے لگے کہ ماں تو ٹھیک ہے مگر والد عذاب میں ہے۔ اب میرے لئے مان لینے کے علاوہ چارہ نہیں تھا۔محمد یوسف نے حضرت جیؒ سے درخواست کی کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کے والد کا عذاب دور فرمائے۔حضرت جیؒ نے دعا فرمائی اور میرے والد کا قبر کا عذاب ختم ہو گیا۔

اس کی تصدیق کچھ دنوں بعد رسالپور میں کیپٹن زین العابدین نے کی۔ وہ میرے گھر میں بیٹھے تھے۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ وہ میرے والد کی برزخی حالت کے متعلق مجھے بتائے۔ وہ کشف کی باتیں بتانے سے اکثر احتراز کرتے تھے۔ بڑی مشکل سے ان کو راضی کیا۔انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ چونکہ میرے والد کی قبر سے واقف نہیں تھے لہذا میں ان کی رہنمائی کروں ۔ چنانچہ میں نے ان کو کہا کہ چلو میرے والد کی قبر پر۔ میں اس کا امتحان لینے کے لیے گھنڈی (کندیاں) کے قبرستان میں ایک قبر پر خیال کر کے بیٹھ گیا۔اس نے جب صاحبِ قبر کو دیکھا تو آنکھیں کھول دیں کہ صاحبِ قبر تو کہتا ہے کہ میں اس کا والد نہیں ۔ میں نے اس کا حلیہ پوچھا تو انہوں نے صحیح بتایا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ دیکھو اس قبرستان میں کوئی پانچ لطائف والا آدمی ہے تو اس نے مجھے بتایا کہ ہاں ایک معمر بزرگ ہے جس کے پانچ لطائف ہیں ۔(یہ مولانا احمد خانؒ خانقاہ سراجیہ کندیاں کا مرید تھا) میں نے کہا کہ اس سے پوچھو کیا یہ مجھے جانتا ہے؟ اس کے جواب میں اس بزرگ نے میری بغل پر ہاتھ لگایا۔زین العابدین کہنے لگے مجھے سمجھ نہیں آئی کہ یہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ میں سات سال کا تھا کہ میری اماں اس بزرگ کے پاس دم کرانے لے آئی تھی۔اس نے کچھ پڑھ کر

www.freepdfpost.blogspot.com

میری بغل میں ہاتھ پھیرا تھا۔اس کے بعد وہ فوت ہو گیا۔یہی اس کی مجھ سے پہلی اور آخری ملاقات تھی۔اس واقعہ سے حضرت جیؒ کی یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ صاحبِ قبر کی کسی کے ساتھ ایک ملاقات بھی ہوئی ہو تو وہ اس کو یاد رکھتا ہے۔ پھر میں نے زین العابدین سے پوچھا کہ کیا کوئی قلب والے بھی ادھر ہیں تو وہ کہنے لگے کہ سات شخص ایک قطار میں کھڑے ہو گئے ہیں ۔آخری آدمی نے اپنا منہ ڈھانپا ہوا ہے۔ میں نے اس کو بتایا کہ یہ علماء کا قریشی خاندان ہے۔اس آخری آدمی کو میں جانتا ہوں ۔ یہ گھنڈ والا مولوی مشہور تھا۔مسجد کے علاوہ کسی جگہ اپنا گھُنڈ نہیں کھولتا تھا اور میں بچپن میں اس کے پیچھے نماز پڑھ چکا ہوں۔اس کے بعد میں اس کو اپنے والد کی قبر (وجھارہ۔واں بھچراں) پر لے گیا۔ وہ مجھے کہنے لگا کہ یہاں تو تمہاری ماں کی قبر بھی ہے۔ میں نے پوچھا کہ تمہیں کیسے معلوم ہو گیا؟وہ کہنے لگا کہ میں نے آپ کے ماں باپ کو ایک ساتھ دیکھا ہے تو تمہارے والد نے مجھے بتایا کہ یہ غلام محمد کی ماں ہے۔ میں حیران ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے کیسا زبردست کشفِ قبور اس شخص کو عطا کیا ہے۔سینکڑوں میل دور بیٹھ کر سب کچھ صحیح بتا رہا ہے۔ پھر میں زین العابدین کو مولانا حسین علیؒ کی قبر پر لے آیا اور ان سے پوچھا کہ حضرت آپ کیسے شاگرد اور جانشین پیچھے چھوڑ آئے ہیں؟ زین العابدین نے مجھے بتایا کہ مولانا حسین علیؒ نے اس سوال پر گردن جھکا لی ہے۔پھر میں زین العابدین کو خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا احمد خانؒ کے پاس لے گیا۔زین العابدین نے مجھے بتایا کہ یہ شخص فنافی الرسول ہے۔مولانا عبداللہ کے منازل ان سے نیچے ہیں ۔مولانا عبداللہ نے زین العابدین کو کہا کہ اپنے شیخ المکرّم کو کہو کہ ہمارے جانشین خان محمد کو بھی سلوک طے کرائیں ۔

www.freepdfpost.blogspot.com

اکتوبر 1970ء میں حضرت جیؒ میرے ہاں رسالپور تشریف لائے۔ آتے وقت راستے میں زین العابدین کی کار کا ایکسیڈنٹ ہو گیا جس میں حضرت جیؒ زخمی ہو گئے ۔ اسی وجہ سے دس کی بجائے سولہ روز قیام کیا ۔ وضو نہیں فرما سکتے تھے، تیمّم کرتے رہے۔ جن اینٹوں سے تیمّم فرماتے وہ میرے پاس محفوظ ہیں اور میں نے وصیت کی ہے کہ یہ اینٹیں میری قبر میں لگائی جائیں ۔ اس قیام کے دوران ایک روز مفتی غلام صمدانی بشیر کے ساتھ رسالپور سے نوشہرہ گئے۔ جب واپس آئے تو بشیر نے حضرت جیؒ سے درخواست کی کہ دوران سفر مفتی غلام صمدانی نے اس زور سے چیخ ماری کہ سب لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے ۔ اب بتاتے نہیں کہ بات کیا ہے۔ حضرت جیؒ نے مفتی غلام صمدانی سے کہا کہ آپ ان کو تمام واقعہ بتا دیں ۔ مفتی غلام صمدانی نے بتایا کہ جب وہ بس میں سوار ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ بس میں سب سے آگے جو گول گول قسم کی چیز ہوتی ہے جس کے پیچھے ڈرائیور بیٹھتا ہے اس کے ساتھ ایک بندر چمٹا ہوا ہے۔ کبھی اس کو دائیں گھماتا ہے اور کبھی بائیں۔ ڈرائیور کی یہ روحانی شکل دیکھ کر میری چیخ نکل گئی۔ حضرت جیؒ کی اس مجلس میں پروفیسر محمد اسلم بھی موجود تھے۔ پرفیسر محمد اسلم کو ر آف انجینیئرز کے مانے ہوئے ریاضی کے استاد تھے ۔ اور ان کی Third Dimension تھیوری بہت مشہور تھی جس سے وہ اللہ کی ہستی اور فرشتوں کے وجود کو ثابت کیا کرتے تھے۔ انہوں نے حضرت جیؒ سے سوال کیا کہ کیا یہ سچ ہے کہ نیل آرمسٹرانگ چاند پر پہنچ گیا ہے؟ حضرت جیؒ نے فرمایا کہ چلو اسی آدمی سے پوچھ لیتے ہیں ۔ جو سٹیرنگ کو گول گول کہتا ہے۔ پھر حضرت جیؒ نے مفتی غلام صمدانی سے کہا کہ وہ ان کے قلب پر خیال کرے ۔ اور انوار جس جگہ جا رہے

www.freepdfpost.blogspot.com

ہیں اس جگہ کی تفصیل بتانا شروع کر دے۔مفتی غلام صمدانی نے نیل آمسٹرانگ کا پورا سفر اور وہ جگہ جہاں وہ پہنچے تھے پوری تفصیل سے دیکھ کر بتائے ۔ پروفیسر محمد اسلم حیران تھے کہ ایک کم تعلیم یافتہ آدمی ایسی ایسی تفصیلات بتا رہا تھا جو ہوا باز نے خود بھی واپس آ کر بیان نہیں کی تھیں۔

اس واقعہ کے بعد پروفیسر محمد اسلم حضرت جیؒ کا اتنا گرویدہ ہوا کہ وہ ہم سب کو اپنے گھر لے گیا اور اپنے سب بچوں کو حضرت جیؒ کی خدمت میں لے آیا۔ کہ آپ ان کو بیعت کریں۔ حضرت جیؒ نے ان کو بتایا کہ میں روایتی پیر نہیں ہوں ۔ میں ایک روحانی معلم ہوں ظاہری بیعت پر یقین نہیں رکھتا۔ اپنے شاگردوں کی روحانی تربیت کر کے دربارِنبویؐ میں روحانی بیعت کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کراتا ہوں ۔ پھر جب چائے آئی تو اس کے ساتھ کھانے کی کچھ چیزیں بھی تھی ۔حضرت جیؒ نے صرف ایک چیز کھائی اور فرمایا کہ باقی بازار سے لائی گئی ہیں لہذا میں نہیں کھاتا۔ پروفیسر محمد اسلم نے عرض کی کہ یہ چیز میری بیٹی نے بنائی ہے جو پابند صلوٰۃ ہے باقی چیزیں واقعی بازار سے منگائی گئی ہیں ۔

رسالپور میں حضرت جیؒ کے اسی قیام کے دوران ایک عجیب بات واضح ہوئی۔ ایک روز میں مولوی محمد سلیمان کے ساتھ کھڑا تھا۔وہ وضو کر رہے تھے ۔گھر کی پچھلی جانب آٹھ سرونٹ کوارٹر تھے ان میں سے دو کوارٹرز میں نے ایک غریب ٹانگے والے بوڑھے کو چوان کو دے رکھے تھے ۔اس کی بیوی اور بیٹی میرے گھر میں کام کرتی تھیں ۔مولوی محمد سلیمان کی نظر جب غیر آباد کوارٹروں پر پڑی تو کہنے لگے ’’دُردُر۔ یہ کیا بلائیں پال رکھی ہیں‘‘۔کہنے لگے کہ ایک جن کھڑکی میں سے سر نکال

www.freepdfpost.blogspot.com

کر ہماری طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر یہ بھاگ کر کوچوان کی گھوڑی میں گھس گیا۔ وہ لیٹ گئی۔ میرا بیٹ مین محمد ذاکر ہمارے ساتھ کھڑا تھا۔ وہ کہنے لگا جب سے حضرت جیؒ یہاں تشریف لائے ہیں کوارٹر میں موجود تمام افراد اور گھوڑی گرفت میں ہیں۔ مولوی سلیمان نے ہمیں بتایا کہ حضرت جیؒ کے قلب کے انوارات پورے محلے کو منور کر دیتے ہیں۔ زمین، مکانات، درخت وغیرہ سب بے حد منور ہو جاتے ہیں۔ جہاں جنات کیلئے رہنا مشکل ہو جاتا ہے لہذا یہ جاندار اشیاء یعنی انسانوں اور حیوانوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کے جنات نے آپ کے کوارٹروں کے بے دین افراد اور گھوڑی میں پناہ لے رکھی ہے۔ پھر جیسے ہی حضرت جیؒ میرے گھر سے تشریف لے گئے وہ سب تندرست ہو گئے۔

حضرت جیؒ جب پہلی بار حج کے لئے تشریف لے گئے تو میں بھی کراچی تک ساتھ گیا۔ جب حضرت جیؒ حج کر کے واپس لوٹے تو تمام اکابر ساتھی کراچی میں موجود تھے ۔ ائیر پورٹ سے جب حضرت جیؒ باہر آئے تو آپ کے بدن پر رنگدار کھدر کے کپڑے تھے۔ میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اگر حضرت جیؒ یہ خلعت مجھے عطاء کریں تو میرا کام بن جائے گا۔ مسجد طوبیٰ کے قریب نیوی کوارٹرز میں حضرت جیؒ کا قیام تھا۔ تمام اکابر ساتھیوں نے ان کپڑوں کی خواہش حضرت جیؒ کے سامنے ظاہر کی مگر وہ خاموش رہے۔ رومال بھی بدل لیا۔ تسبیح بھی دے دی مگر کپڑے کسی کو نہیں دیئے ۔ مجھے اپنی خواہش ظاہر کرنے کی ہمت ہی نہیں پڑی کیونکہ میں بالکل مبتدی تھا۔ واپسی پر چکوال کے ساتھیوں نے حضرت جیؒ کے کپڑے غائب کر دیئے کہ کہیں حضرت جی اپنے یہ کپڑے بدل کر کسی

www.freepdfpost.blogspot.com

اور کونہ دے دیں۔ جب جہلم کے ریلوے سٹیشن پر اترے تو حافظ غلام قادری نے ایک قریبی مسجد میں عارضی قیام و طعام کا بندوبست کیا ہوا تھا۔ سامان وغیرہ رکھ کر جب ساتھی باہر نکلے تو مسجد میں صرف حضرت جیؒ اور میں رہ گئے۔ حضرت جیؒ نے مجھے فرمایا کہ کوئی دھوتی لے آؤ۔ میں کسی ساتھی کی دھوتی اٹھا کر لے آیا اور حضرت جی کو دے دی۔ حضرت جیؒ نے دھوتی باندھ لی اور شلوار قمیض اتار کر مجھے دے دی اور فرمایا کہ ان کی خواہش سب سے پہلے ائیر پورٹ پر تم نے کی تھی۔ لہذا یہ میں تمہیں دیتا ہوں۔ ساتھی جب تھوڑی دیر بعد واپس آئے تو دیکھا کہ حضرت جیؒ صرف دھوتی باندھ کر تشریف فرما ہیں۔ فوراً کہیں سے نکال کر حضرت جی کے کپڑے لے آئے۔ (حضرت جیؒ کے یہ کپڑے میرے پاس محفوظ ہیں اور مجھے اپنے شیخ المکرّم کی عطا اور کشفِ قلوب کی یاد دلاتے رہتے ہیں)۔

سلامت پورہ گلی نمبر ٦ مکان نمبر ٤ مولانا فضل حسین کے گھر کا پتہ تھا۔ مولانا فضل حسین کے پاس حضرت مولانا فضل علی قریشیؒ کا خرقہ تھا۔ مولانا فضل علی قریشیؒ مولانا حسین علیؒ (واں بھچراں) اور مولانا احمد خانؒ (خانقاہ سراجیہ کندیاں کے بانی شیخ المکرّم) کو ایک ساتھ خرقہ ملا تھا۔ ان تینوں اصحاب کا تعلق نقشبندیہ مجددیہ سلسلے سے تھا۔ مولانا فضل حسین لاہور کے مستند پیر تھے ان کے مریدین کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ نہایت خوشحال تھے۔ گاڑی تھی، مکان تھا، ٹرانسپورٹ چلتی تھی۔ مولانا فضل حسین نے حضرت جیؒ کو خط لکھا کہ ان کے شیخ نے ان کو حقیقت صلوٰۃ تک منازل کرائے تھے۔ اب وہ حیات نہیں لہذا مزید سلوک طے کرنے کیلئے آپ کی رہنمائی چاہتا ہوں۔

www.freepdfpost.blogspot.com

حضرت جیؒ نے ان کولکھا وہ کراچی جانے کے لئے لاہور آئیں گے تو آپ مجھے مل لیں۔ مولانا فضل حسین اپنے تمام مریدین کے ساتھ لاہور ریلوے سٹیشن پر پہنچے اور حضرت جیؒ کو اپنے گھر سلامت پورہ لے گئے۔ حضرت کے ساتھ گفتگو کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ انہوں نے تو مخلوق کو اب تک دھوکے میں رکھا۔ انکی تو روحانی بیعت ہی نہیں لہذا انہوں نے برسرِ عام اعلان کیا کہ اب تک وہ خود کامل صوفی نہیں تھے اور جو لوگ ان کے ساتھ رہے وہ بھی دھوکے میں رہے۔ لہذا آج کے بعد حضرت مولانا اللہ یار خان ان کے پیرو مرشد ہیں جس کا جی چاہے ہمارے ساتھ رہے جس کا جی چاہے چھوڑ کر چلا جائے۔ یہ اعلان سننے کے بعد مریدین کی اکثریت چھوڑ کر چلی گئی۔ 1971ء کی جنگ کے دوران میں واہگہ سیکٹر میں تعینات تھا۔ ہر ہفتے باقاعدہ مولانا فضل حسین کے پاس ذکر کے لئے حاضری دیتا۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ جب جنگ 1971ء کے فوراً بعد حاضر ہوا تو شام کو مولانا فضل حسین سائیکل پر گھر واپس آئے۔ مغرب کے بعد ذکر کرایا اور عشاء کے بعد کچھ دیر بات چیت کرنے کے بعد لیٹ گئے۔ کھانے وغیرہ کا کچھ نہیں پوچھا۔ علی الصبح اٹھ کر نوافل کے بعد ذکر کرایا اور فجر کی نماز سے جب فارغ ہوئے تو مجھے کہنے لگے کہ افسوس ہے کہ میں آپ لوگوں کی کچھ خدمت نہیں کر سکا۔ حقیقت یہ ہے کہ گھر میں دو دن سے فاقہ ہے اور کھانے کو کچھ نہیں۔ پھر انہوں نے سارا واقعہ اویسیہ سلسلے میں آنے کا اور یہاں تک ان کی حالت پہنچنے کا مجھے سنایا۔ اب ان کی حالت یہ تھی کہ ایک ورکشاپ میں جو سلامت پورہ سے تیرہ میل دور تھی ملازمت کرتے تھے۔ سائیکل پر تیرہ میل جاتے اور سائیکل پر واپس آتے۔ یہ حالت سن کر میں حیران رہ گیا۔ میں سیدھا یونٹ پہنچا

www.freepdfpost.blogspot.com

، گاڑی میں خوردنوش کی چیزیں رکھوائیں اور واپس سلامت پورہ آگیا مجھے دیکھ کر مولانا فضل حسین خوش نہیں ہوئے، کہنے لگے میں نے اپنے حالات آپ کو اس لئے تو نہیں بتائے تھے۔ میں نے کہا کہ حضرت اس دفعہ قبول کرلیں آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ اس کے بعد جب میں نے مولانا فضل حسین کے یہ حالات حضرت جیؒ کو بتائے تو وہ فرمانے لگے کہ ایسا مخلص شخص پیروں میں مَیں نے نہیں دیکھا۔ اس شخص نے اپنا سب کچھ مجھ پر قربان کردیا۔ پھر مارچ 1972ء میں ڈاکٹر ریاض کے ہاں گلبرگ میں حضرت جی کا قیام تھا۔ مولانا فضل حسین آکر ملے تو حضرت جی نے خیر خیریت دریافت کی تو مولانا فضل حسین رو پڑے۔ کہنے لگے اور تو کسی چیز کے جانے کا دکھ نہیں مگر ڈر لگتا ہے کہ کہیں آپ کا تعلق ہاتھ سے نہ جاتا رہے۔ حضرت جیؒ نے تسلی دی کہ حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے۔ جس کی جتنی ہمت ہوتی ہے اسی قدر اس پر اللہ تعالیٰ بوجھ ڈالتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دن بدلے وہ ابوظبی چلے گئے، بچوں کو بھی وہیں بلا لیا۔ جب آخری دنوں میں بیمار پڑے تو کمپنی نے پیش کش کی ان کا علاج جس ملک سے وہ چاہیں کرایا جاسکتا ہے۔ مولانا فضل حسین نے پاکستان آنے کو ترجیح دی اور اپنے شیخ المکرّم کے قدموں میں اپنی جان اللہ کے سپرد کردی۔

29 دسمبر 1972ء کو عشاء کے بعد مولانا شمس الحق افغانی کے پاس بہاولپور میں ان کی رہائش گاہ پر حاضر ہوا۔ میں وردی میں تھا۔ چولستان سے ڈیڑھ سو میل کا سفر کر کے ان کے پاس حاضر ہوا تھا۔ پہلے تو انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے کہ جنرل اقبال کا گھر ساتھ والا ہے۔ میں نے کہا کہ حضرت میں انکو نہیں آپ کو ملنے آیا ہوں۔ انہوں نے مجھے بٹھایا اور وجہ پوچھی۔ میں نے انکی

www.freepdfpost.blogspot.com

خدمت میں عرض کی کہ میں تو ان کی خدمت میں سلوک سیکھنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں ۔ چاروں سلاسل کے مشائخ کی کتابیں میں پڑھ چکا ہوں۔ منازلِ سلوک کا مطالعہ کیا ہے۔ راہ سلوک پر چلانے والے کی تلاش میں سرگرادان پھر رہا ہوں آپ کے پاس بڑی امید لے کر حاضر ہوا ہوں ۔ آپ حضرت ضرور میری رہنمائی فرمائیں۔ مولانا افغانی نے کچھ دیر کے توقف کے بعد فرمایا کہ آپ چالیس دن مسلسل دو ہزار مرتبہ استغفار، دو ہزار مرتبہ درود شریف اور تین ہزار مرتبہ نفی اثبات کا وظیفہ کریں ۔ اگر کسی دن ناغہ ہو جائے تو اس کے بعد سے چالیس دن کا شمار کریں ۔ چالیس دن کے بعد مجھے بذریعہ خط یا خود حاضر ہو کر قلبی کیفیت بیان کریں، اگلا سبق اس کے بعد شروع ہوگا۔ میں نے واپس آ کر حضرت کو سارا واقعہ بتایا۔ حضرت جی فرمانے لگے کہ انہوں نے آپ کو ٹالا ہے۔ یہ وظائف تو انہوں نے اپنا بھرم قائم رکھنے کے لئے بتائے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہر روز یہ وظیفہ کرنے کے لئے پانچ گھنٹے چاہئیں اور وردی والے آدمی کو پانچ گھنٹے فرصت کب مل سکتی ہے۔ تم ایک دن وظیفہ کرو گے دو دن کرو گے پھر ناغہ ہو جائے گا۔ پھر سوچتے رہو گے کہ یہ معمولی سا عام وظیفہ میں نہیں کر سکا، شرمندگی کی وجہ سے اول تو ان کے پاس جاؤ گے نہیں اور چلے بھی گئے تو دوبارہ سلوک کا نام نہیں لو گے۔ ان کی شیخیت بھی قائم رہے گی اور سلوک بھی سکھانا نہیں پڑے گا۔ کس کے پاس وظائف کے لئے وقت ہے اسی لئے جو آتا ہے ہم تو لطائف سے ہی شروع کرا دیتے ہیں۔ اگر استعداد ہوئی تو چل پڑے گا نہیں تو خود بخود چھوڑ جائے گا۔

میرا ایک دوست بچپن سے نیکو کار آدمی تھا ۔ اس نے جنرل اکرم کی لکھی ہوئی کتاب

www.freepdfpost.blogspot.com

''سیف اللہ'' (Sword of Allah) پڑھی۔ اس کے بعد وہ زنا کی طرف راغب ہو گیا۔ میں حضرت جیؒ کے ساتھ کراچی میں تھا تو میں نے یہ کتاب بازار سے خریدی۔ میں اس الجھن میں تھا کہ مصنف نے اس موضوع کا انتخاب کیوں کیا۔ حالانکہ وہ شیعہ مسلک کا آدمی ہے اور اس کے نزدیک تو ذوالفقار حضرت علیؓ ہیں۔ پھر حضرت خالدؓ کو اللہ کی تلوار کے طور پر موضوع بنا کر کیوں کتاب لکھی؟ کتاب پڑھی تو معلوم ہوا کہ یہ بدنیتی پر مبنی ہے۔ کتاب میں حضرت خالدؓ اور حضرت عمرؓ کی جا بجا کردار کشی کی گئی ہے اور ہم سنیوں کو بتایا گیا ہے کہ یہ ہیں تمہارے ہیروز کے اصلی روپ۔ ایک جنگ و جدل کا ہیرو اور دوسرا عدل کا۔ میں نے جب حضرت جیؒ کو اس کتاب کے متعلق بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کتاب کا تفصیل سے مطالعہ کرو اور قابل اعتراض صفحات کی نشاندہی کرو۔ اس کا رد لکھیں گے۔ ان کے حکم کی تعمیل میں مَیں کوئٹہ میں قاری یار محمد کی مسجد میں بیٹھا یہ کتاب پڑھ رہا تھا۔ حجرے میں حضرت جیؒ تشریف رکھتے تھے۔ یہ کوئی اشراق کے بعد کا وقت تھا۔ ایک صاحب مسجد میں داخل ہوئے جب میرے پاس آئے اور مجھے انگریزی کی کتاب پڑھتے دیکھا تو آگ بگولا ہو گئے۔ کہنے لگے تم مولویوں کو کیا ہو گیا ہے۔ لوگوں کو قرآن کا وعظ کرتے ہو اور خود مسجدوں میں انگریزیاں پڑھتے ہو۔ بند کرو یہ ناٹک۔ میں نے کتاب پڑھنا بند کر دی اور وہ جا کر حضرت جیؒ کی مجلس میں بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد جب میں اندر پہنچا تو اس نے حضرت جیؒ سے شکایت کی کہ یہ مولوی مسجد میں انگریزی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے۔ حضرت جیؒ نے ان کو میرا تعارف کرایا اور ساری بات بتائی تو وہ مطمئن ہو گئے۔

www.freepdfpost.blogspot.com

1974ء کے جن دنوں میں منارہ کا سالانہ اجتماع تھا میں اس وقت کوئٹہ انفنٹری سکول میں کمپنی کمانڈر کورس کر رہا تھا۔ چھٹی نہ ملنے کی وجہ سے اجتماع میں شامل نہ ہو سکا۔ اجتماع کے آخری ایام میں میں نے حضرت جیؒ کو ایک عریضہ تحریر کیا جس میں میں نے اپنی محرومی کا اظہار کیا اور دعا اور توجہ خاص کی درخواست کی۔ جواب میں حضرت جیؒ نے بہت ہی حیران کن خبر سنا دی کہ تمہیں سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے نومنتخب مجازوں میں جگہ مل گئی ہے۔ اب تم صاحبِ مجاز ہو اور صاحبِ منصب بھی۔ پھر جب میں تعمیل حکم میں خرقہ لینے کے لئے چکڑالہ حاضر ہوا تو حضرت جیؒ نے بہت شفقت فرمائی اور بتایا کہ مجازوں کی ابتدائی فہرست جو نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش ہوئی اس میں تمہارا نام نہیں تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس فہرست میں سے کچھ نام کاٹ دیئے اور تمہارا نام لکھ دیا۔ اس کے بعد سے حضرت جی قبلہ عالم مجھ سے بہت پیار کرتے تھے۔

ملتان غوث بہاؤالدین ذکریاؒ کے نام کی وجہ سے مشہور ہے۔ حضرت غوث بہاؤالدین سہروردی سلسلہ کے بزرگ ہیں اور شیخ شہاب الدین سہروردی کے شاگرد ہیں۔ ہم نے بھی اپنا جمعرات کا معمول ان کے ہاں رکھا۔ اس کے علاوہ بھی اکثر و بیشتر میں اور حاجی محمد اسلم کنبوہ حضرت غوث صاحب کے مزار پر حاضری دیتے۔ اوائل 1976ء تک حضرت جیؒ نے ملتان کے ریلوے سٹیشن سے گزر جانے پر ہی اکتفاء کیا۔ مجھے ملتان پہنچے ایک سال ہو گیا تھا جب بھی حضرت غوث صاحب کے ہاں حاضری ہوتی وہ حضرت جیؒ کے ملتان آنے کا مطالبہ کرتے۔ میں نے دبے لفظوں میں حضرت جیؒ کی خدمت میں درخواست پیش کی تو انہوں نے قبول کر لی اور فرمایا کہ واقعی ان کا شکوہ

www.freepdfpost.blogspot.com

صحیح ہے۔ پھر حضرت جیؒ ملتان تشریف لے آئے۔ حضرت جی نے غوث بہاؤلداین ذکریا کے مزار پر حاضری کا پرگرام بنایا۔ وہاں پر موجود جماعت بھی ساتھ گئی۔غوث بہاؤالدین زکریاؒ کو بالا منازل کرائے گئے۔اس کے بعد جب حضرت جیؒ واپس ہورہے تھے تو کسی ساتھی نے حضرت جیؒ سے کہا کہ حضرت رکن عالم بھی ملاقات کی درخواست کررہے ہیں۔حضرت جیؒ مسکرا دیئے اور کہا کہ چلو پھر کچھ دیر وہاں مراقبہ فرمایا۔

1971ء کے جنگی قیدیوں کی واپسی کے بعد جماعت میں بہت اضافہ ہوگیا۔مولوی محمد سلیمان نے معمولات میں دو چیزوں کا اپنی طرف سے اضافہ کر دیا۔عصر کے بعد ذکر جہراور مراقبہ استحضار۔ چونکہ حضرت جیؒ نے کبھی یہ نہیں کرائے تھے اس لئے مجھے بہت کوفت ہوتی تھی مگر میں ان کے گروہ میں بیٹھا تو رہتا مگر کڑھتا رہتا۔مولوی محمد سلیمان نے قریب قریب سب ذکر کرانے والوں کو ہدایت کر رکھی تھی کہ وہ عصر کے وقت ذکر جہر کرایا کریں۔ملتان میں میں یہ ذکر نہیں کراتا تھا۔اس بات کا علم جب مولوی محمد سلیمان کو ہوا تو وہ اور بشیر ایک دن منارے کے اجتماع کے دوران مجھے ایک طرف لے گئے۔اور سختی سے ڈانٹا۔کہنے لگے تم اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہو۔تمہاری مجازیت ہم ایک منٹ میں ختم کرا سکتے ہیں۔لہذا آج کے بعد ترقی منازل کیلئے عصر کے وقت کا ذکر جہراور مراقبہ استحضار باقاعدگی سے کیا کرو۔ میں خاموش ہوگیا۔دو سال تک مولوی محمد سلیمان مجھ سے ناراض رہے۔ مجھے ان کی طرف سے ڈر لگا رہتا تھا کہ کہیں واقعی حضرت جیؒ کو کہہ کر مجھے جماعت سے نہ نکلوادیں۔حضرت جیؒ حاجی الطاف کے گھر قیام پذیر تھے۔کھانا کھانے کے لئے جب سب لوگ

www.freepdfpost.blogspot.com

باہر چلے گئے تو میں نے حضرت جیؒ کے پاؤ پکڑ لئے اور رونے لگا۔ حضرت جیؒ نے مجھ سے پوچھا کیا بات ہے؟ جواب میں میں نے مولوی سلیمان کا سارا واقعہ بتایا اور عرض کی کہ وہ مجھے جماعت سے نکلوانے پر تلے ہوئے ہیں۔ میں نے حضرت جیؒ سے درخواست کی کہ وہ حجت کے طور پر ایک دفعہ ذکر جہر اور مراقبہ استحضار کرا دیں۔ پھر ہم اس کو اپنے معمولات کا حصہ بنالیں گے۔ حضرت جی نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے یہ اذکار آج تک نہیں کئے؟ میں نے جواب دیا کہ میرے شیخ نے جو اذکار نہ کرائے ہوں میں دوسروں کے کہنے سے کیسے کرسکتا ہوں۔ حضرت جیؒ بہت خوش ہوئے۔ فرمانے لگے وہ تم کو کیا نکالے گا وہ تو خود جماعت سے نکل گیا ہے۔ پھر انہوں نے اپنے سرہانے کے نیچے سے کتاب نکال کر مجھے دی اور کہا کہ اس نے تو دلائل السلوک کے مقابلے میں کتاب بھی لکھ دی ہے۔ حیرانی ہے ایسے شخص کی عقل پر۔

مارچ 1981ء میں حضرت جیؒ جب ملتان تشریف لائے تو ڈنر کے لئے بریگیڈیئر خادم حسین اور چائے کے لئے میجر جنرل حمزہ کی دعوت کو بھی قبول فرمایا۔ یہ دونوں افسر آرمی میں اپنی شرافت اور نیکی کی وجہ سے منفرد مقام رکھتے تھے۔ 82ء میں میری پوسٹنگ نادرن ایریا میں ہوگئی تو جنرل حمزہ نے وہاں کے کمانڈر میجر جنرل وڑائچ کو میرے بارے میں خط لکھا۔ مئی 1982ء کے تیسرے ہفتے میں حضرت جیؒ کا گلگت کا دورہ تھا۔ 17 مئی کو رات داسو میں تھی اور 18 مئی کو دن کا کھانا میرے ہاں جگلوٹ میں تھا۔ مگر خلافِ توقع حضرت جی داسو کو نظر انداز کر کے شام 17 مئی کو ہی میرے ہاں جگلوٹ پہنچ گئے۔ سفر سے کافی نڈھال نظر آتے تھے میں نے فوراً رسول میر کو اطلاع

www.freepdfpost.blogspot.com

کی اور پھر ہم دونوں نے مل کر حضرت جی کے مختصر سے قافلے کا رات کا رہائش کا بندوبست کیا۔
اگلے روز صبح دس بجے 90 لائٹ کی جیپ مجھے لینے آ گئی کہ جنرل صاحب ادھر آئے ہوئے ہیں اور چائے پر تمہیں بلا رہے۔میں نے اپنے کرنل کو بتایا کہ میں جنرل صاحب سے ملنے نہیں جا سکتا کیونکہ میرے شیخ المکرّم ادھر تشریف رکھتے ہیں ان کو چھوڑ کر میں کسی کے پاس نہیں جا سکتا۔میرے کرنل نے مجھے کہا کہ خدا کے لئے میری نوکری خراب مت کرو۔تمہاری غیر موجودگی میں تمہارے مرشد کے پاس میں بیٹھتا ہوں اور وہ اپنے بوٹ اتار کر حضرت جی کے پاس آ بیٹھا۔مگر میں نے نہ جانا تھا نہ گیا۔جب خالی جیپ واپس وہاں پہنچی تو جنرل صاحب نے اس کا برا منایا جو بعد میں مجھے وہاں پر موجود دیگر افسران کی زبانی معلوم ہوا۔بعد ازاں حضرت جیؒ نے مجھے بتایا کہ تمہارے کرنل کے اندر خلوص نظر نہیں آیا۔میں نے عرض کیا کہ حضرت وہ عقیدت کی وجہ سے آپ کی خدمت میں نہیں آیا تھا وہ تو محض مجھے جنرل وڑائچ کے پاس بھیجنے کی خاطر میری جگہ پر کرنے کے لئے آیا تھا۔حصول فیض میں وہ یقین ہی نہیں رکھتا۔

1983ء کا سالانہ اجتماع منارہ 25 جولائی سے لے کر 2 ستمبر تک تھا۔اس دفعہ میں نے دو ماہ کی رخصت لی اور شروع ہفتے میں دارالعرفان پہنچ گیا۔حضرت جی اپنے بیٹے اور بھائی کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔آئے دن گھر سے قاصد دارالعرفان جا کر حضرت جی کی پریشانی میں اضافہ کر رہے تھے۔ایک روز حضرت جیؒ نے مجھے طلب کیا اور فرمایا کہ تم چکڑالہ چلے جاؤ اور وہاں کے دفاع کی ڈیوٹی سنبھال لو اور اپنے ساتھ چھ سات آدمی بھی لے جاؤ اور ان کو ایک ہفتے کے بعد واپس

www.freepdfpost.blogspot.com

بھیج دینا۔ میں یہ آدمی لے کر چکڑالہ پہنچ گیا اور مرشد آباد والی زمین پر مورچہ سنبھال لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کی اور کسی کو زمین پر قبضہ کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ ہر ہفتے دارالعرفان سے مجھے نئی کمک پہنچتی رہی۔

جب منارہ کا اجتماع ختم ہو گیا تو حضرت جیؒ واپس چکڑالہ تشریف لے آئے اور مجھے بدستور اسی جگہ رہنے کا حکم سنایا۔ عیدالضحیٰ سے دو روز قبل حضرت جی نے مجھے جانے کی اجازت فرمائی۔ میں رخصت ہونے کے لئے حضرت جیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت جیؒ گھر سے باہر دیوار کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ سری لنکا کا رضا قریش میرے ساتھ تھا۔ ہم دونوں حضرت جی کے پاس نیچے بیٹھ گئے۔ حضرت جیؒ نے پوچھا جا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا جی۔ اسی طرح بیٹھے بیٹھے گھنٹے گزر گئے یہاں تک کہ دیوار کا سایہ ختم ہونے لگا اور حضرت جی کی چار پائی پر آدھی دھوپ آ گئی تھی۔ گرمی کی وجہ سے تھوڑا تھوڑا پسینہ بھی آنے لگا۔ اب حضرت جی نے مجھے جانے کی اجازت فرمائی اور وہ چار پائی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں حضرت سے ملا اور حضرت کے پاؤں پر گر پڑا۔ میں نے حضرت جی کے دونوں پاؤں پکڑ کر عرض کیا کہ حضرت زندگی کا پتہ نہیں کہ پھر ملاقات ہو کہ نہ ہو مجھ سے کوئی کوتاہی ہوئی ہو تو آپ مجھے معاف فرما دیں۔ حضرت جی آپ مجھ سے راضی رہنا۔ حضرت جی نے مجھے پکڑ کر اوپر اٹھایا اور فرمانے لگے کہ تم جماعت کے ان آدمیوں میں سے ہو جن سے میرا قلبی تعلق ہے میں تم سے کیسے ناراض ہو سکتا ہوں۔ اس کے بعد میں رخصت ہوا اور اللہ تعالیٰ کی شان دیکھو کہ حضرت جیؒ سے میری یہی آخری ملاقات تھی۔ مجھے جگلوٹ میں ٹیلفون پر راولپنڈی

www.freepdfpost.blogspot.com

سے حضرت جیؒ کے انتقال پر ملال کی اطلاع ملی۔**اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْن**۔جب میں چکڑالہ پہنچا تو حضرت جیؒ کو اپنی آخری آرام گاہ مل چکی تھی۔اپنی گلگت کی جماعت کے ساتھ قبر پر حاضر ہوا اور معمول کیا۔وہی انوارات وہی تجلیات جو پہلے تھیں اب بھی تھیں۔حضرت جی فرماتے تھے میرے مرنے کے بعد مجھ سے زیادہ فیض ملے گا۔بشرطیکہ رابطہ رہا۔اللہ تعالیٰ شیخ المکرّم سے رابطہ قائم رکھے اور ان کا فیض تا قیامت جاری رہے۔آمین۔



www.freepdfpost.blogspot.com

کلام بالا رواح

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْعَمَ عَلَیْنَا وَھَدٰنَا اِلٰی دِیْنِ الْاِسْلَام۔ آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ۱۹۷۰ میں میرے شیخ حضرت اللہ یار خانؒ کراچی تشریف لے گئے۔ میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ نیوی کے کواٹر میں قیام تھا، شام کو حضرت جیؒ نے سید احمد رفاعیؒ کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی۔ فرمایا کہ سید احمد رفاعیؒ کو اللہ نے ایسا کمال دیا تھا کہ جب آپ وعظ فرماتے تھے تو دور نزدیک والے سب ان کو ایک جیسا سنتے تھے۔ جب کوئی ان کے پاس آتا اور ان کے پاس اس کو کھلانے کو کچھ نہ ہوتا تو یہ اسے کہتے کہ مجھ سے دعا کی درخواست کرو کیوں کہ اس وقت میں رسول اللہ ﷺ کے نمونہ پر ہوں۔ سید احمد رفاعیؒ حج پر گئے تو جب روضہ رسول ﷺ پر پہنچے تو پیغمبر ﷺ کو مخاطب کر کے عرض کیا کہ یا رسول ﷺ میں روحانی طور پر تو آپ کی خدمت میں آیا کرتا ہوں آج جسمانی طور پر خود حاضر ہوا ہوں آپ اپنا دست اقدس باہر نکالیں تا کہ میں اس کو بوسہ دے کر اپنی محبت کی پیاس بجھا سکوں۔ اس پر رسول ﷺ کا دست اقدس لحد سے باہر نکل آیا تا کہ سید احمد رفاعیؒ آپ کے دست اقدس کو بوسہ دے سکیں۔ چناچہ سید احمد رفاعیؒ نے رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس کو بوسہ دیا اور یہ منظر وہاں پر موجود ہزاروں لوگوں نے دیکھا پھر دوسرے خوش قسمت لوگوں کو بھی جو

www.freepdfpost.blogspot.com

وہاں قریب تھے بوسہ دینے کا موقع مل گیا۔

محفل میں موجود ایک شخص نے حضرت جیؒ سے سوال کیا کہ اس واقعہ کا کیا ثبوت ہے؟ ہم سب کو اس کا یہ سوال اچھا نہیں لگا۔ حضرت جیؒ نے اس شخص سے پوچھا کہ ''تم حرامی ہو کہ حلالی'' اس نے جواب دیا کہ میں حلالی ہوں۔ حضرت جیؒ نے پوچھا کہ تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے۔ وہ کہنے لگا کہ میرے ماں باپ کا نکاح۔ حضرتؒ نے پوچھا کہ تمہارے ماں باپ کے نکاح کا کیا ثبوت ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میرے ماں باپ کے نکاح کا ثبوت ہیں نکاح کے گواہ۔ اس پر حضرت جیؒ نے کہا کہ حیرانگی ہے تمہارے ماں باپ کے دو گواہ ہیں اور نکاح کو کوئی چیلنج نہیں کرتا اور جس واقعہ کے ہزاروں گواہ ہوں اس واقعہ کا تم ثبوت مانگتے ہو۔ تمیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس واقعہ کا سب سے زیادہ معتبر چشم دید گواہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی ہیں۔ سچ سچ بتاؤ کہ تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ وہ جماعت اسلامی کا آدمی ہے۔ حضرت جیؒ نے فرمایا کہ جماعت اسلامی والے تو حیات انبیاء اور کلام بالا رواح کو سرے سے مانتے ہی نہیں پھر تم یہاں کیا لینے آ گئے ہو۔ جاؤ چلتے بنو اور یوں اس کو وہاں سے نکال دیا۔

یہ 2004 کی بات ہے جب مجھے میرے شیخ حضرت اللہ یار خانؒ نے فرمایا کہ بیٹا اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا میرے ساتھ قبر میں مسلسل رابطہ رہے تو روح کی لطافت برقرار رکھنے کے لیے صحت اجازت دے تو چالیس روز کا چلہ اختیار کرو۔ جس میں راتوں کو جاگو اور عبادت کرو اور دن کو پیاسے رہو یعنی روزہ رکھو۔ اپنے شیخ کے حکم پر میں نے چالیس روز کا چلہ (25 اپریل سے 3 جون

www.freepdfpost.blogspot.com

تک) کاٹا۔اس کی وجہ سے کشف اور کلام میں بہت فرق پڑا اور نکھار آیا۔حضرت جیؒ نے فرمایا کہ یہ ہر دور کے صوفیاء کی اختیار کردہ سنت ہے اگر چہ میری زندگی میں تمہیں اس کی چنداں ضرورت نہ تھی ۔میری اپنے شیخ سے وقتاً فوقتاً ان سے قبر میں کلام ہوتی رہتی ہے۔ چند مثالیں عرض کرتا ہوں۔

یہ غالباً 2003 کا واقعہ ہے میرے ایک ساتھی سکواڈرن لیڈر سلمان احمد اور ان کی مسز ڈاکٹر نوشین نے لاہور سے مجھ سے ٹیلی فون پر کہا کہ میں حضرت جیؒ سے ان کی قبر پر حاضری کی اجازت لے کر ان کو مطلع کروں میں نے حضرت جیؒ سے ان کی حاضری کی اجازت طلب کی ۔ حضرت جیؒ نے فرمایا کہ دونوں آسکتے ہیں ۔ کچھ روز بعد وہ دونوں لاہور سے میانوالی آئے ۔ رات پی اے ایف بیس پر گزاری۔ صبح جب وہ مجھے اپنے ساتھ لے جانے کے لیے میرے پاس واں بھچراں آئے تو عین اس وقت حضرت جیؒ کی مجھ سے روحانی کلام شروع ہوگئی۔حضرتؒ نے فرمایا کہ ڈاکٹر نوشین (مسز سلمان احمد) کو ادھر ہی روک لو، اس کو مت آنے دو۔ میں ایک دم پریشان ہوگیا۔ سوچنے لگا کہ میری پہلے والی کلام درست تھی اجازت والی یا اب منع کرنے والی۔ پہلے اجازت فرمائی تھی اب کیوں منع فرما دیا۔ ڈاکٹر نوشین یہیں رک گئیں اور ہم دونوں براستہ موسیٰ خیل جب دندہ شاہ پہنچے تو دیکھا کہ وہاں رات بھر اسقدر موسلادھار بارش ہوئی تھی کہ ہر طرف پانی ہی پانی بھر گیا تھا۔ وہاں سے مرشد آباد کو جانے والا راستہ چونکہ کچا تھا اس لیے کار کا چلنا مشکل ہوگیا۔اور دو تین کلومیٹر جانے بعد ہمیں کار کو چھوڑ کر کیچڑ میں سے پیدل جانا پڑا۔ اس وقت معلوم پڑا کہ حضرت جیؒ نے ڈاکٹر نوشین کو آنے سے کیوں روک دیا تھا۔اس کے کچھ ماہ بعد یہ دونوں دوبارہ مرشد آباد آئے۔اب

www.freepdfpost.blogspot.com

کی دفعہ انہوں نے ایک بچہ گود لینے کی حضرت جیؒ سے اجازت طلب کی حضرت جیؒ نے مجھے بتایا کہ ان کو بتاؤ کہ جب ان کے ہاں اپنی اولاد ہونی ہے تو پھر بچہ گود لینے کا کیا فائدہ؟ دراصل ان کی شادی کو اس وقت چھ سات سال ہوگئے تھے اور ان کی اولاد نہیں ہوئی تھی حضرت جیؒ کے منع کرنے پر یہ بچہ گود لینے سے رک گئے۔ بعد میں ان کے ہاں دو بیٹیوں کی پیدائش ہوئی جو آج کل سکول میں پڑھتی ہیں۔

میرے ایک اور ساتھی عامر جلال ہیں جو ایک ایئر لائین میں پائلیٹ ہیں۔ ان کا چھوٹا بھائی کاشف جدہ کی کسی یونیورسٹی میں لیکچرر ہے۔کاشف نے اپنی اور بہن کی شادی کے لئے انٹر نیٹ پر امریکہ میں مقیم کسی پاکستانی فیملی سے وٹہ سٹہ کی بات پکی کرلی۔ وہ لوگ بعد میں پاکستان بھی آئے اور لڑکا لڑکی پسند کر گئے ادھر حضرت جیؒ سے جب اس رشتہ کے بارے میں بات ہوئی تو انہوں نے مجھے کہا کہ کاشف کو اس رشتے سے روکو۔ جس سے رشتہ کر رہے ہیں وہ اچھا لڑکا نہیں ہے۔ چنانچہ میرے کہنے پر انہوں نے یہ رشتہ توڑ دیا بعد میں انہیں لڑکے کے کیریکٹر کے متعلق تصدیق بھی ہوگئی۔

ڈاکٹر عابد علی منہاس نے آسٹریا میں سرکاری خرچ پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ 2002 میں یہ میرے پاس آئے تھے اور مرشد آباد میرے شیخ حضرت اللہ یار خانؒ کی قبر پر ذکر کی غرض سے بیٹھے تو انہوں نے ارادہ ظاہر کیا کہ وہ اپنے خرچ پر کسی فارن یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت جیؒ نے فرمایا کہ اس سال رہنے دو تم اگلے سال سرکاری خرچہ پر پی ایچ ڈی کے لیے

www.freepdfpost.blogspot.com

باہر چلے جاؤ گے اور پھر واقعی اگلے سال باہر کے ملکوں میں سٹڈی کے لئے پی ایچ ڈی کی اسامیاں مشتہر ہوئیں۔ عابد علی مہناس نے ٹیسٹ انٹرویو دیا اور آسٹریا میں پی ایچ ڈی کی سٹڈی کیلئے گورنمنٹ آف پاکستان نے انہیں منتخب کرلیا۔ آسٹریا میں سٹڈی کے دوران ان کا دل اچاٹ ہوگیا اور یہ اپنے انگریز ٹیوٹرز کے رویئے کیوجہ سے مایوس ہوگئے۔ ٹیوٹرز کے معاندانہ رویہ کی وجہ ان کی بڑے سائز کی شرعی داڑھی تھی۔ میں نے مرشد آباد جا کر حضرت جیؒ کے سامنے عابد علی منہاس کی ڈاکٹریٹ کا مسئلہ پیش کیا اور انگریز ٹیوٹرز کے رویہ کی بھی شکایت کی۔ اس پر حضرت جیؒ نے مجھے فرمایا کہ تم ٹیوٹرز کو سامنے رکھ کر کچھ روز القاء کرو وہ انشاء اللہ سیدھے ہوجائیں گے۔ چناچہ ایسا ہی ہوا۔ القاء کے بعد انگریز ٹیوٹرز کا رویہ عابد علی منہاس کے ساتھ ٹھیک ہوگیا اور یہ ان کے ہاتھوں سب سے اعلیٰ گریڈ میں ڈاکٹریٹ مکمل کرکے پاکستان لوٹے۔ آج کل بحریہ یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔

میرے ایک اور ساتھی محمد سلیمان چشمہ میں ہوتے ہیں۔ ان کی بیٹی لاہور کسی ہسپتال میں ہاؤس جاب کررہی تھی کہ بیمار پڑ گئی۔ بہت علاج کرایا مگر صحت یاب نہ ہوسکی۔ میں ذکر کرانے کے سلسلہ میں چشمہ گیا تو وہ مجھے گھر لے گیا اور فرمائش کی کہ اس کے لیے کچھ لکھ دیں۔ میں نے تعویذ لکھنے شروع کئے۔ کل چالیس تعویذ لکھنا تھے۔ جب چودہ پندرہ تعویذ لکھ چکا تو حضرت جیؒ کی قبر سے آواز آنا شروع ہوگئی۔ فرمایا کوئی فائدہ نہیں۔ تمہارے چالیس تعویذوں تک یہ زندہ نہ رہے گی۔ چناچہ میں نے تعویذ لکھنا بند کردیئے۔ سلیمان صاحب نے کہا کہ آپ نے تو چالیس تعویذ لکھنا تھے۔ میں نے کہا کہ یہ تعویذ پلانا شروع کردو جب ختم ہوجائیں گے تو اور لکھ دوں گا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہی

www.freepdfpost.blogspot.com

ہوا۔ وہ لڑکی چالیس دن تک مزید نہ جی سکی اور اللہ کو پیاری ہوگئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُون۔

کئی ماہ گذر گئے اور ہم اپنے شیخ مکرم کے پاس مرشد آباد نہیں جا سکے تھے۔ انڈیا پاکستان کی افواج بارڈر پر آمنے سامنے کھڑی تھیں۔ پھر اللہ کے فضل سے جنگ کا خطرہ ٹل گیا اور دونوں ملکوں کی فوجیں پیچھے ہٹ گئیں۔ ایئر فورس بھی اپنے جہاز واپس اپنی بیسوں پر لے آئی۔ میانوالی بیس کے ساتھیوں نے رات دس بجے مجھے اپنا پروگرام بتایا کہ کل چونکہ فلائنگ نہیں ہے اور چھٹی ہے۔ لہٰذا صبح مرشد آباد چلیں گے۔ ان کا تین کاریں لے جانے کا پروگرام تھا یعنی کوئی چودہ پندرہ پائیلٹوں نے میرے ساتھ جانا تھا۔ صبح کے معمول سے فارغ ہونے کے بعد میں ابھی جائے نماز سے اٹھا نہیں تھا کہ حضرت جیؒ کی طرف سے کلام شروع ہوگئی۔ آپ نے فرمایا کہ آج تم ایئر فورس کے پائیلٹوں کو میرے پاس مت لے آؤ۔ میں اٹھا اور تمام پائیلٹس کو بتادیا کہ آج حضرت جیؒ کے پاس جانے کا پروگرام نہیں بن سکا۔ ابھی آٹھ ساڑھے آٹھ بجے ہونگے کہ اچانک فائیٹر پائیلٹس کو اپنی اپنی جنگی پوزیشنوں پر جانے کے آرڈر مل گئے اس طرح وہ فوراً اپنی اپنی پوزیشنوں پر جہاز لیکر پہنچ گئے۔ اگر حضرت جیؒ مجھے نہ روکتے تو بڑا مسئلہ بن جانا تھا۔ بیس والے پائیلٹس نے گیارہ بجے سے پہلے واپس نہیں آنا تھا۔ ایسے میں کہرام مچ جانا تھا کہ اتنے پائیلٹ ایک دم کہاں غائب ہوگئے اور پھر جہاز بھی اپنی اپنی جگہ نہ پہنچ پاتے۔

14 اگست 2003 کو ونگ کمانڈر (ایئر کموڈور) ضیاء خان کے ساتھ میں مرشد آباد گیا۔

www.freepdfpost.blogspot.com

ہمارے ساتھ پانچ چھ اور آفیسرز بھی تھے۔ ضیاء خان دو سال قبل 14 اگست ہی کو میرے ساتھ مرشد آباد آئے تھے۔ حضرت جیؒ نے فرمایا کہ ضیاء خان کو بتاؤ کہ اس نے بہت انتظار کرایا۔ پھر فرمایا کہ ابھی تمہیں نہیں معلوم کہ انتظار کیا ہوتا ہے۔ کل جب تم مرو گے اور برزخ میں پہنچو گے اور تم اپنوں کا انتظار کرو گے اور وہ نہیں آئیں گے تو تب تمہیں پتہ چلے گا کہ انتظار کیا ہوتا ہے۔ اس بات پر ضیاء خان آبدیدہ ہوگئے ۔ کہنے لگے مجھے نہیں معلوم تھا کہ حضرت جیؒ کے دل میں میرے لئے اس قدر جگہ ہے۔ حضرت جیؒ کو اس بات کا بھی رنج تھا کہ مولانا اکرم صاحب نے جماعت کے ساتھیوں کو مرشد آباد آنے سے روک دیا تھا۔

میں جنوری 2003 میں کسی کام کے سلسلے میں ایئر وائس مارشل عبدالرزاق کی سرکاری قیام گاہ پر اسلام آباد گیا۔ میرے ساتھ ونگ کمانڈر (ایئر کموڈور) فضل محمود بھی تھا۔ بڑا عالیشان گھر تھا۔ ہم اندر سے ایئر وائس مارشل عبدالرزاق کے باہر نکلنے کے منتظر کھڑے تھے کہ حضرت جیؒ کی مجھ سے کلام شروع ہوگئی۔ فرمایا کہ یہ شخص اس گھر میں تھوڑے دنوں کا مہمان ہے۔ میں سمجھا کہ شاید یہ کسی دوسری جگہ پوسٹ ہو کر چلا جائے گا۔ ملاقات کے دوران انہوں نے تصوف کو زیادہ گہرائی میں سٹڈی کرنے کا ارادہ بھی ظاہر کیا تھا۔ مگر مشیت ایزدی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ شاید ملک الموت کو اسے دار دنیا سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے الگ کرنے کا حکم مل چکا تھا۔ ایئر وائس مارشل عبدالرزاق اپنے ماں باپ کو سوگوار کر کے ہزاروں لوگوں کو آنسوؤں اور سسکیوں کا تحفہ دے کر خود برزخ سدھار گئے۔

ایک دفعہ کرنل نسیم اپنے بیٹوں کیپٹن اشفاق اور طٰہٰ کے ہمراہ پنڈی سے میرے پاس

www.freepdfpost.blogspot.com

تشریف لائے۔ مرشد آباد حاضری کے بعد جب میں ان سے رخصت ہونے لگا تو کیپٹن اشفاق میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ انکل میں نے حضرت جیؒ سے ایک درخواست کی ہے اس کا جواب تو حضرت جیؒ سے پوچھ کر مجھے بتا دیں۔ میں نے اسے بتایا کہ اور تو مجھے نہیں پتہ مگر ایک بات حضرت جیؒ نے مجھے تمہارے ابو (کرنل نسیم) سے کرنے کو کہی ہے۔ وہ اصرار کرنے لگا کہ انکل وہ بات آپ ابھی میرے سامنے ابو کو بتائیں۔ اس پر میں نے کرنل نسیم کو آواز دے کر اپنے پاس بلایا اور اس کو کہا کہ حضرت جیؒ نے مجھے کہا ہے کہ میں آپ کو بتاؤں کہ تم فوراً کیپٹن اشفاق کی شادی کر دو۔ یہ بات جب کیپٹن اشفاق نے سنی تو وہ کہنے لگا کہ انکل مجھے اپنے سوال کا جواب مل گیا۔ میں نے حضرت جیؒ سے اپنی شادی کے بارے میں ہی درخواست کی تھی۔

2 مئی 2013 کو میرا گروپ کیپٹن رضوان حیدر اور ان کی فیملی کے ساتھ مرشد آباد میں رات گزارنے کا پروگرام تھا۔ 11 مئی کو انتخابات ہونا تھے۔ ہر طرف عمران خان کے سونامی کا شور تھا۔ میڈیا کے تجزیوں کے مطابق تو لگتا تھا کہ عمران خان الیکشن سویپ کر جائے گا اور اگلا وزیر اعظم بھی وہی ہوگا۔ شام کو جب ذکر کرنے کے لئے حضرت شیخ المکرّم کی قبر کے پاس آ کر بیٹھے تو رضوان صاحب نے مجھ سے کہا کہ اب تو بتا دیں کہ پاکستان کا اگلا وزیر اعظم کون ہوگا۔ میں نے کہا کہ حضرت شیخ المکرّم سے پوچھ لیتے ہیں کہ الیکشن کے بعد کون وزیر اعظم بنے گا۔ حضرت جیؒ سے جب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اگلا وزیر اعظم نواز شریف ہوگا۔ ہم نے یہ بھی پوچھا کہ ہم لوگ ووٹ کس کو دیں تو حضرت شیخ المکرّم نے فرمایا کہ عمران خان کو ووٹ نہ دینا وہ دین دار نہیں ہے۔

www.freepdfpost.blogspot.com



www.freepdfpost.blogspot.com

فنابقا

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلّذِیْ اَنْعَمَ عَلَیْنَا وَھدٰنَا اِلیٰ دِیْنِ اْلاِسْلَام

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے **اَلرّحْمٰنُ عَلَی اْلعَرْشِ اسْتَوٰی** (پارہ۱۶ رکوع ۱۰ سورہ طٰہٰ آیت ۵)

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهِ اَلّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ (یونس10:3)

وَھُوَ اَلّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّ کَانَ عَرْشُهٗ عَلَی اْلمَاءِ

حضرت امام مالک سے کسی نے **اَلرّحْمٰنُ عَلَی اْلعَرْشِ اسْتَوٰی** کا مطلب پوچھا تو پسینہ پسینہ ہو گئے اور سر نیچے کر لیا اور جو لکڑی ان کے ہاتھ میں تھی اس کو ٹھکرانے لگے ۔ پھر انہوں نے سر اٹھایا اور کہا کہ اس کی کیفیت عقل میں نہیں آسکتی اور اللہ کا استوٰی نا معلوم نہیں اور اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کے بارے میں پوچھنا بدعت ہے اور میرا گمان ہے کہ تو بدعتی ہے اور اسکو نکلوا دیا۔ انہوں نے نو سو استادوں سے علم حاصل کیا تھا جن میں سے تین سو تابعی تھے۔ یہ کہا

www.freepdfpost.blogspot.com

کرتے تھے کہ روایتوں کی کثرت سے علم نہیں آتا۔ وہ تو ایک نور ہے جو اللہ تعالےٰ قلب میں اتارتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے حق تعالےٰ ایک ایسے عماء (بادل) میں تھے جس کے اوپر بھی ہوا تھی اور نیچے بھی ہوا تھی۔ **ان الرب تبارك وتعالٰی قبل خلق السمٰوٰت والارض كان فی عماء ماتحته هواء ومافوقه هواء** اور عرش پر حق تعالٰی کا استوٰی ابھی نہیں ہوا تھا۔

ہم پڑھ چکے ہیں کہ **اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى** (الرحمٰن عرش پر مستوی ہے)اور یہ کہ **انه ينزل فی كل ليلة الی السماء الدنيا** (اللہ تعالےٰ ہر شب نچلے آسمان پر اترتے ہیں) وانه يحول من المرء وقلبه (اللہ تعالےٰ آڑے آجاتے ہیں درمیان آدمی کے اوراس کے قلب کے) ہم کواس کی بھی اطلاع دی گئی ہے **وانه نادیٰ من جانب الطور الايمن فی البقعه المباركه من الشجرة ان يا موسیٰ** (پکارا اللہ تعالےٰ نے اس پہاڑ کے داہنے طرف سے جو برکتوں سے بھری ہوئی جگہ میں تھا درخت سے پکارا کہ اے موسیٰ! اور یہ کہ **انه تجلّی للجبل فجعله دكا** (ظاہر ہوا خدا پہاڑ پر پھر کر دیا اس کو ریزہ ریزہ) ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی خبر دی کہ عرش اللہ رب العزت کی وجہ سے اس طرح مچچاتا ہے جس طرح سوار کی وجہ سے کجاوہ مچچاتا ہے۔ اللہ رب العزت کے ذاتی تجلیات باری جب حد سے بڑھ جائیں تو لگتا ہے کہ عرش معلےٰ اب ٹوٹا کہ اب ٹوٹا۔

www.freepdfpost.blogspot.com

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ نے 'عبقات' میں لکھا ہے کہ اللہ رب العزت کا عرش پر استویٰ اپنی مخلوق کیلئے ہے اور آدمی کے بدن کی صفات کو عرش والی تجلی سے گہری نسبت ہے مثلاً عرش سے ایک تجلی آتی ہے جو بندے کی قوتِ گویائی بنتی ہے ایک تجلی آتی ہے جو اس کی قوتِ سماع بنتی ہے ایک تجلی آتی ہے جو اس کی بینائی بنتی ہے اور ایک تجلی آتی ہے جو اس کی قوتِ محرکہ بنتی ہے۔ یوں یہ نہ ختم ہونے والا تجلیات کا سلسلہ انسانی حیات کو دوام بخشتا ہے۔ اگر سمجھو تو اوپر عرش عظیم ہے اور نیچے عرش صغیر (یعنی قلب) ہے اور یہ دونوں ایک سانس کے فاصلے پر ہیں۔ سانس میں آپ اسم اللہ کھینچ کر عرش پر لے جاتے ہیں واپسی پر یہ سانس عرش سے قلب پر انوارات لے آتا ہے۔ قیامت کے روز منور قلب ہی آپ کا آلہ بنے گا جس کے ذریعہ آپ اللہ رب العزت کی زیارت کریں گے اور جس کا قلب منور نہیں ہوگا وہ اللہ تعالےٰ کی زیارت سے محروم رہے گا۔

علامہ اقبالؒ نے عقل اور قلب کا مکالمہ لکھا ہے۔ قلب عقل سے کہتا ہے۔

تو زمان و مکاں سے رشتہ بپا   طائرِ سدرہ آشنا ہوں میں
کس بلندی پہ ہے مقام میرا   عرشِ ربِ جلیل کا ہوں میں

معراج کی رات حضرت جبرائیل امین سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ کر رک گئے کیوں کہ یہ عالم خلق کی آخری حد ہے۔ سدرہ ایک درخت ہے اس کے بارے میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ ایسا مبارک درخت ہے جس کی جڑیں ساتویں زمین تک جاتی ہیں۔ قلب، روح، سری، خفی، اخفیٰ بھی روح کی طرح عالمِ امر سے ہیں۔ ایسی صورت میں عقل

www.freepdfpost.blogspot.com

کا قلب سے کیا موازنہ۔مگر وہ کیا کیا جائے دانشور طبقے کا جو عقل کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں۔

ایک روز میرے شیخ حضرت اللہ یار خانؒ نے فرمایا کہ ''**اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض**'' اللہ جب نور ہے تو اللہ کا کلام بھی نور ہے۔نور میں الفاظ اور آواز کیسے؟ پھر وحی قلب پر نازل ہوئی اور قلب امر ہے مخلوق نہیں۔فرمایا کہ امام احمد بن حنبل کے دور میں اس بات نے بہت زور پکڑا کہ قرآن مخلوق ہے مگر امام احمد بن حنبل اس بات پر اڑے رہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور یہ مخلوق نہیں۔اس کے لیے آپ کو سزا بھی ملی مگر پھر بھی ثابت قدم رہے۔اس ثابت قدمی کے انعام میں منجانب اللہ دربارِ رسالت سے امام احمدؒ کو''صدیق'' کا منصب عطا ہوا۔حضرت جیؒ فرماتے تھے کہ پچھلے دور میں (تابعین کے شاگردوں کے بعد) دو ہی صدیق گذرے ہیں ایک امام احمدؒ اور دوسرے امام غزالیؒ۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَام (۲۷) (الرحمٰن پارہ ۲۷) یہاں ہر کسی کو فنا ہے مگر اسے بقا حاصل ہو جاتی ہے جس کا رخ رب ذوالجلال کی جانب ہو گیا۔یعنی جس کو اللہ رب العزت کی تجلیات نصیب ہو گئیں۔

صبغۃ اللّٰہ وَمَنْ احسن من اللّٰہ صبغۃ ونحن لہ عابدون (۱۳۸) البقرہ (اللہ کے رنگ کی کیا ہی بات ہے اور پھر اللہ رب العزت کی تجلیات سے بہتر کون سا رنگ ہو سکتا ہے)۔

ہماری عافیت کی خاطر رب ذوالجلال نے خود کو اوٹ در اوٹ یعنی ورا الورا میں رکھا ہوا ہے ورنہ اللہ ذوالجلال کی ایک تجلی انسان کی برداشت سے باہر ہو جائے۔میرے شیخ حضرت اللہ یار

www.freepdfpost.blogspot.com

خانؒ ہمیں کہتے ہوتے تھے کہ دیکھو کس طرح پہاڑی پر تجلی پڑی تو وہ ریزہ ریزہ ہو کے بھسم ہو گئی اور کیسے حضرت موسیٰؑ دوسری پہاڑی پر تجلّی کی تاب نہ لاتے ہوئے بیہوش ہو کے گر پڑے۔ **فلمّا تجلّٰی ربه للجبل جعله دکاوخر موسیٰ صعقا۔**

رسول اللہ ﷺ کے قلب پر بھی وحی کا نزول ہوتا تھا تو آپ کی حالت غیر ہو جاتی تھی۔

سانس پھول جاتا تھا۔ دنیا و مافیھا سے بے خبر ہو جاتے تھے۔ شروع شروع میں یاد کرنے کی غرض سے الفاظ کو دہرانا شروع کیا تو اللہ رب العزت نے منع فرمادیا کہ **لاتحرك به لسانك** فرمایا **ان عیلنا جمعه** کہا کہ اپنی زبان کو حرکت مت دو آپ کے قلب میں وحی کا محفوظ رکھنا ہمارا کام ہے آپ یہ کبھی نہ بھول پائیں گے۔

انا ارسلنٰك شاھدًا ومبشراً و نذیراً وداعیاًالی اللّٰہ باذنه وسراجاًمنیرا

آپ ﷺ چونکہ سراجاً منیرا ہیں اس لئے آپ کے قلب اطہر سے قیامت تک لوگ مستفیض ہوتے رہیں گے۔ منازل سلوک میں فنابقا کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ فنابقا کرانے کیلئے شیخ اپنے جس ساتھی کو اہل سمجھتا ہے اسے حضرت محمد ﷺ کے سامنے لا کے بٹھا دیتا ہے۔ آپ ﷺ اپنی شہادت کی انگلی مبارک سے سالک کے قلب پر لکھتے ہیں "اللّٰـــــہ" اور لطیفہ روح پر لکھتے ہیں "محمد" پھر قلب پر لکھتے ہیں **لاالٰه الااللّٰہ** روح پر لکھتے ہیں **محمد رسول اللّٰہ**۔ پھر قلب پر لکھتے ہیں **اللھم صلی علٰی محمد نبی الامیّ وّاٰلهٖ واصحابه وبارك**

www.freepdfpost.blogspot.com

وسلم یہی درود شریف روح پر سری پر خفی پر اور اخفیٰ پر بھی لکھتے ہیں۔ آپ ﷺ کا لکھا ہوا ایک ایک حرف صاف چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے پھر بدن کے ایک ایک اعضاء پر درود لکھتے ہیں۔ بعد ازاں جب پڑھتے ہیں **کل من علیھا فان** تو سالک کا سارا بدن درود بن کر نور کی شکل اختیار کر لیتا ہے پھر جب آپ ﷺ **ویبقیٰ وجہ ربك ذوالجلال والاکرام** پڑھتے ہیں تو سالک اپنی پہلی صورت پر واپس آ جاتا ہے۔(اگرچہ دیکھنے میں شیخ ہی فنا بقا کرا رہا ہوتا ہے مگر اس کی حیثیت مکبر کی ہوتی ہے) یہ عمل دربار نبوی میں کیا جائے تو یہ ''فنافی الرسول'' کہلاتا ہے اور جب یہی عمل عرش رب جلیل پر دہرایا جائے تو اسے '' فنا فی اللہ بقا باللہ'' کہتے ہیں۔ فنا بقا کیلئے آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ سے روحانی بیعت کا ہونا لازمی شرط ہے۔ سالک کو مراقبات ثلاثہ (احدیت معیت اقربیت) کرا کے شیخ مکرم اسے سیر کعبہ سیرِ صلاۃ اور سیرِ قرآن سے گزار کے روضہ اطہر میں لے جا کے حضور ﷺ کی روح مبارک سے رابطہ کراتا ہے پھر اسے مسجد نبوی میں لے کے آتا ہے۔ مسجد نبوی میں حضور ﷺ کی امت کے تمام سلاسل کے لوگ موجود ہوتے ہیں۔ اپنے سلسلہ کے حاضر لوگوں میں سے جو روحانی بیعت کے اہل ہو پاتے ہیں وہ اگلی صف میں پہنچ جاتے ہیں پھر حضور ﷺ کے حکم ملنے پر شیخ مکرم ان کو روحانی بیعت کے لئے پیش کرتا ہے۔ روحانی بیعت سے مشرف ہونے کے بعد ان کو فنافی الرسول اور پھر فنا بقا کرایا جاتا ہے۔ ایسے شخص کا ایک ایک سجدہ دوسروں کی سو سو سال بلکہ ایک ایک لاکھ سال کی عبادت سے بھی بہتر ہوتا ہے۔ بعض احادیث میں صاحبِ فنا بقا (صاحبِ ولایتِ صغریٰ) کو ''خانہ روشن'' سے اور غافل شخص کو ''خانہ تاریک'' سے تشبیہ

www.freepdfpost.blogspot.com

دی گئی ہے۔حق تعالےٰ ہمیں اور تمہیں فنا بقا والے گروہ میں شامل رکھے اور انہی کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے۔آمین!

فنا فی اللہ شخص اپنا اختیار وارادہ ترک کر کے اللہ پر توکل کرتا ہے۔اپنے تمام کاموں میں اور ہر چیز میں اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے جو اس کا مالک ہے اور مالک کائنات ہے اور جو مقلب القلوب ذات ہے۔شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ایسے شخص کے متعلق فرماتے ہیں کہ چونکہ ان کے قلوب حق تعالےٰ کے قریب ہیں اس لئے وہ غیر کی بات نہیں سنتے غیر کو دیکھتے نہیں قرب ان کو متوالا بنائے رکھتا ہے ہیبت ان پر چھائی رہتی ہے اور محبت ان کو محبوب کے پاس مقید رکھتی ہے۔انسان جنات اور فرشتے اور قسم قسم کی مخلوق ان کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔

حضرت اللہ یار خانؒ فرماتے تھے کہ جس کو فنا بقا حاصل ہو جائے اس کے لطائف جاری ہو جاتے ہیں۔ ہر پل ہر لمحہ ان کے لطائف پر عرشِ عظیم سے تجلیات برستی ہیں اور ان پر انوارات کا نزول رہتا ہے۔انوارات اور تجلیات کے تواتر سے لگتا ہے جیسے ان کے سینے سے لے کے عرش معلےٰ تک نور کا ایک کالم اور مینار ہے جس کو تمام مخلوق دیکھتی ہے سوائے انسانوں کے ۔ یہاں تک کہ سمندروں کہ تہہ میں موجود مخلوق بھی اس کو پہچانتی ہے اور اس کے لئے دعائیں کرتی ہے۔

جہاں الحاد اور کفر نے ترقی کی وہاں داعیاً الی اللہ اور تصوف کے میدان میں بھی بہت کام ہوا۔ظلم واستبداد کے خلاف تحریکوں نے زور پکڑا تو اللہ اللہ کرنے والوں کی تشنگی دور کرنے کے لئے اللہ رب العزت نے حضرت اللہ یار خان جیسی ہستی کو پیدا کر کے روئے زمین کے کونے کونے میں

www.freepdfpost.blogspot.com

سلوک کو پھیلا دیا۔کشف ہو یا کلام بالا رواح منازلِ سلوک ہوں یا مذاہب باطلہ کی تردید اور مناظرہ، حضرت اللہ یار خانؒ کا ثانی آپ کو اس دور میں نہیں ملے گا۔ہمیں فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ سلوک کے سبجیکٹ کے سپیشلسٹ ہو اپنی سپیشلٹی میں دھیان دو۔فرائض کی ادائیگی سے فارغ ہو کے جو وقت ملے اس میں لطائف کرو مراقبہ کرو۔اپنے سبق دہراؤ۔القاء اور توجہ میں بخل نہ کرو۔میرے خلفاء مجازین اگر حصولِ دنیا میں پڑ گئے تو تمہارے حالات خراب ہو جائیں گے۔اعمال میں بگاڑ آجائے گا۔دلوں کا خلوص جاتا رہے گا۔

حضرت اللہ یار خانؒ کا خدشہ درست نکلا۔آج سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کا جو حال ہے وہ ہم سب کے سامنے ہے۔

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

فرماتے تھے یہ اولیاء اللہ کی جماعت ہے۔یہ صوفیاء کی آخری جماعت ہے۔اس جماعت کے لوگ امام مہدی کے زمانے تک پہنچیں گے۔اس کی عزت کا خیال رکھنا۔میری عزت کا خیال رکھنا۔میری جماعت کو بٹہ نہ لگانا۔



www.freepdfpost.blogspot.com

بتوں سے تجھ کو امیدیں

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ (۱۳) (رکوع ۸ پارہ ۲۸)

آخرت سے ایسے ناامید ہو گئے جیسے کافر اہل قبور سے نا امید ہو گئے۔اہل قبور سے کیا امید ہوسکتی ہے۔مرنے کے بعد زندہ لوگوں کی طرح تو وہ کچھ کرنے کے قابل نہیں رہے۔اب وہ برزخ میں ہیں جہاں روح فعال ہوتی ہے اور جسم غیر فعال۔روح لطیف ہے اور ملائکہ سے بھی زیادہ لطیف۔اس کی وجہ یہ ہے کہ روح ملائکہ کے نفخ سے پیدا ہوئی اور ملائکہ نور سے ہیں۔سننا، دیکھنا، کلام کرنا اس کے اوصاف میں سے ہیں۔صاحب جامع اصول الاولیاء لکھتے ہیں کہ علی القرشیؒ نے کہا ہے کہ میں نے چار بزرگوں کو دیکھا کہ وہ اپنی قبروں میں زندہ لوگوں کی طرح تصرف کرتے ہیں (۱) شیخ عبدالقادرؒ (۲) شیخ معروف کرخیؒ (۳) شیخ عقیل منبجیؒ (۴) شیخ حیات بن قیسؒ۔شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے بھی مشکوٰۃ کی فارسی شرح کی کتاب "الموتی والقبور" میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ابو بشر حافیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے گھر کے اندر گیا تو میں نے ایک دراز قد آدمی کو دیکھا کہ وہاں نماز پڑھ رہا ہے۔میں ڈر گیا کیونکہ گھر کے دروازہ کی کنجی میرے پاس تھی۔اس شخص نے نماز ختم کر کے مجھ سے کہا کہ ڈرو نہیں میں تمہارا بھائی خضر ہوں۔میں نے ان سے کہا کہ

www.freepdfpost.blogspot.com

مجھے کچھ تعلیم کیجیے جس سے اللہ تعالی مجھے فائدہ دے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ کہو میں بخشائش چاہتا ہوں خدائے عزوجل سے اور اس سے توبہ چاہتا ہوں ہر ایسے گناہ سے جس کو میں نے توبہ کے بعد پھر کیا اور بخشائش چاہتا ہوں خدائے عزوجل سے اور اس سے توبہ چاہتا ہوں ہر ایسے عہد سے جو میں نے خدا کیلئے اپنی ذات سے کیا اور اس کو توڑ دیا اور اس کو پورا نہ کیا اور بخشائش چاہتا ہوں خدائے عزوجل سے اور اس سے توبہ چاہتا ہوں ہر ایسی نعمت کے بارے میں جو اس نے عمر بھر عطا فرمائی اور اس سے میں نے اس کی نافرمانی میں مدد لی۔

احمد بن ابی الحواریؒ فرماتے ہیں کہ خضر علیہ السلام نے درد کیلئے مجھے ایک دعا بتائی اور کہا کہ جب تمہارے کہیں درد ہو تو اس موقع پر ہاتھ رکھو اور کہو **وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ط** (۱۰۵) (بنی اسرائیل پارہ ۱۵)

چنانچہ میں ہمیشہ درد کے مقام پر اس کو پڑھ کر پھونکتا ہوں اور وہ فوراً چلا جاتا ہے۔

جمہور علماء اور محدثین فقہاء توسل کے قائل ہیں چنانچہ کوئی شخص اپنی دعا میں یوں کہے کہ الٰہی بحرمت فلاں یا بوسیلہ یا بطفیل فلاں میری اس حاجت کو پورا فرما دے تو اس طرح دعا کرنے میں کوئی خرابی نہیں یہ جائز اور مباح ہے۔ درود شریف کا پڑھنا بھی ایک قسم کا توسل ہے۔ حضرت سعدیؒ کا "الٰہی بحق بنی فاطمہ" زبان زد خلائق ہے کہ اے اللہ حضرت فاطمہ کی اولاد کے طفیل سے میرا خاتمہ ایمان پر ہو۔ قاعدہ جلیلہ صفحہ ۴۹ میں ہے وسیلہ پکڑنا ساتھ نبی ﷺ بعد وفات کے بعض صحابہ اور تابعین اور امام احمد سے منقول ہے۔

www.freepdfpost.blogspot.com

چاہیے کہ بندہ شب وروز میں ایک وقت توسل کرے اور بہتر وقت تہجد کے بعد کا ہے اگر دو وقت کر لے تو زیادہ بہتر ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ فاتحہ ایک بار پڑھے اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھے اور پھر کہے کہ الٰہی جو کچھ میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب حضور ﷺ کی روح مقدس کو پہنچا دے اور تمام انبیاء اور مرسلین کی ارواح اور ملائکہ مقربین اور صحابہ اور تابعین اولیاء اور صالحین خصوصاً حضرات نقشبندیہ اویسیہ کی ارواح کو۔

مرشد بلاشبہ راہ خدا کا وسیلہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف پہنچنے کیلئے وسیلہ تلاش کرو۔ **یَا اَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْ ااتَّقُوْا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَہ** (المائدہ) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ استمداد کی صورت یہی ہے کہ محتاج انسان اپنی حاجت طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے کسی بندہ مکرم کی روحانیت کے توسل سے جو کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب و برگزیدہ ہوتا ہے اور محتاج یہ کہتا ہے کہ "اے بندہ خدا اور اے اللہ کے ولی میرے لئے سفارش کر اور اللہ تعالیٰ سے میرے لئے مطلوب کو طلب کر تاکہ اللہ تعالیٰ میری حاجت کو پورا کر دے"۔ بندہ تو درمیان میں وسیلہ ہی ہے معطی اور مسئول تو پروردگار ہی ہے۔ توسل بالاتفاق جائز ہے پھر یہ توسل بعد از وفات ناجائز کیسے ہوگا۔ کیونکہ ارواح کاملین کا تصرف دنیا اور بعد از موت میں کچھ فرق نہیں۔ شرح مشکوٰۃ میں اور شرح صدور میں علامہ سیوطیؒ نے مفصل ذکر کیا ہے۔ (فتاوٰی عزیزی جلد۲ صفحہ ۱۰۸)

ایک شخص اپنے کسی مقصد کے لیے خلیفہ حضرت عثمان بن عفانؓ کی خدمت میں مختلف

www.freepdfpost.blogspot.com

اوقات میں آیا مگر حضرت عثمانؓ اس کی طرف التفات نہیں فرماتے تھے۔ وہ شخص حضرت عثمان بن حنیفؓ سے ملا کہ وہ اسے کوئی تدبیر بتائے۔ حضرت عثمان بن حنیفؓ اس واقعہ کے چشم دید گواہ ہیں جب ایک نابینا شخص حضور ﷺ کے پاس آیا تھا اور بینا ہونے کی درخواست کی تھی اِس کے اصرار پر نبی ﷺ نے اسے کہا تھا کہ پڑھ میرے ساتھ **اَللّٰھُمَّ اِنّیِ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِی محمدنَبِیِ الرَّحْمَة یَامحمد اِنِّی اَتَوَجَّهُ اِلٰی رَبّی بِكَ اَنْ یَّکْشِفُ لِی عَنْ بَصَرِی اَللّٰھُمَّ شَفعَهٗ فِی وَشَفَعنِی فِی نَفْسِی۔** اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔ حضرت عثمان بن حنیفؓ نے اس شخص سے کہا کہ وضو کی جگہ پر چل کر وضو کرو پھر مسجد میں جا کر دو رکعت صلوٰۃ حاجت پڑھو پھر اس طرح دعا کرو۔ **اَللّٰھُمَّ اِنّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّ مُحمّد صلی اللّٰه علیه وسلم نَبی الرَّحْمَة یامحمّدصلی اللّٰه عَلَیْه وسلم اِنَّی اَتَوَجَّهُ اِلٰی رَبّی بِكَ فَیَقْضِی حَا جَتِیْ۔** (اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف میں اپنے نبی ﷺ جو نبی رحمت ہیں کو اپنا سفارشی بناتا ہوں کہ میری حاجت پوری کر دی جائے) اس کے بعد اپنی حاجت کا ذکر کرو پھر میرے پاس آؤ۔ بلغتہ الحیر ان صفحہ ۳۴۷ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے قول "مجھے مصیبت کے وقت پکارو" کی توجیہ اس طرح کی گئی ہے کہ اذکرنی یعنی مجھے پکارو کا معنیٰ یہ ہے کہ میرے وسیلہ سے دعا مانگو۔

قرآن پاک کی متذکرہ آیت **یَئِسَ الْکُفَّارُمِنْ اَصْحَابِ الْقُبُور** کے مطابق

www.freepdfpost.blogspot.com

اہل قبور کی روح سے اکتساب فیض کے منکر صرف کفار ہی ہو سکتے ہیں مومن نہیں۔ اویسیہ سلسلہ کی بنیاد ہی صاحب قبر سے رابطہ کر کے فیض حاصل کرنا یا فیض دینا مقصود ہے اگر برزخ والوں سے آپ کا رابطہ نہیں ہے اور آپ میں اہل قبور سے فیض لینے یا دینے کی استعداد نہیں ہے تو پھر آپ اویسی نہیں ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے آخری شیخ حضرت مولانا اللہ یار خانؒ اپنے مریدین کی روحانی تربیت کر کے آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں روحانی بیعت کیلئے پیش کیا کرتے تھے۔ روحانی بیعت سے سینکڑوں لوگ مستفیض ہوئے اور اب تک ان کے طفیل مستفیض ہو رہے ہیں۔

حضرت شاہ اسمٰعیل شہید نے "عبقات" میں لکھا ہے کہ فنا بقا کے منازل کے حامل شخص کا ایک ایک سجدہ دوسروں کی سو سو سال بلکہ ایک ایک لاکھ سال کی عبادت سے بھی بہتر ہوتا ہے۔ اس سجدے کی برتری کی بنیاد نہ تو علم و دانش کا حامل ہونا ہے نہ عبادت کی زیادتی اور نہ ذکر کی کثرت پر اس کا مدار ہوتا ہے یہ تو وہ تاثیری عمل ہے جس کے طفیل جن لوگوں کے قلوب پر اللہ جل شانہ، اپنی تجلی فرماتا ہے تو وہ ایسے اوصاف کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ ہو جس کی فقیری میں بُوئے اسد اللٰہی

قادری چشتی اور سہروردی سلاسل حضرت علیؓ سے چلتے ہیں جبکہ سلسلہ نقشبندیہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے چلتا ہے حضرت حسن بصری سب سلاسل میں موجود ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ یوں ہے۔ حضرت محمد ﷺ (۱) حضرت ابوبکر صدیقؓ (۲) حضرت حسن بصریؒ (۳) حضرت داؤد طائیؒ (۴) حضرت جنید بغدادیؒ (۵) حضرت عبید اللہ احرارؒ (۶) حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ (۷) حضر

www.freepdfpost.blogspot.com

ت ابوایوب محمد صالحؒ (۸) حضرت سلطان العارفین اللہ دین مدنیؒ (۹) حضرت اللہ یار خانؒ ۔

اویسی طریقہ پر اخذِ فیض کیلئے حضرتؒ نے فرمایا کہ ہر لطیفہ کے ذکر کے وقت یہی لطیفہ اپنے مرشد کا اور مرشد کے مرشد کا یہانتک کہ آنحضرت محمد ﷺ تک اسطرح خیال کرے جیسا کہ گویا اپنے لطیفہ کے سامنے دوسرے آئینے رکھے ہوئے ہیں جن سے اس کا لطیفہ فیض اخذ کرتا ہے۔ فرمایا کہ حجۃ اللہ البالغہ میں حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اویسی طرز پر کسبِ فیض کا یہی طریقہ لکھا ہے جن کا دعوٰی ہے کہ برصغیر میں وہ پہلے اویسی ہیں۔

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْن (۸) (الصّف پارہ ۲۸)۔ اللہ اپنا نور پھیلا کر ہی رہے گا چاہے نہ ماننے والوں کو یہ کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ پیغمبر برزخ سدھار گئے تو اب حصولِ فیض کی چھٹی ہوگئی۔ اللہ کے بندوں کا پیغمبر سے ہمیشہ رابطہ رہتا ہے اور وہ لوگوں کے قلوب کو مسلسل سیراب کرتے رہتے ہیں۔ روئے زمین کے مومنین کے قلوب حضرت محمد ﷺ کے قلب اطہر سے باریک باریک تاروں کے ذریعے جڑے ہوئے ہیں۔ اور انہیں اپنے ظرف کے مطابق فیض پہنچتا رہتا ہے جیسے جیسے ان کی اپنے پیغمبر ﷺ سے محبت بڑھتی جاتی ہے ایسے ایسے یہ تار مضبوط ہوتی جاتی ہے۔ اگر بندے کی تار جڑی ہوئی ہے تو وہ ایمان پر ہے اور اگر یہ ٹوٹ گئی تو وہ بے ایمان ہو گیا پھر تو اس کی عبادت بھی بے معنی ہو جاتی ہے اور اس کے مرنے کے بعد اولاد، رشتہ دار اور دوست احباب کی طرف سے بھیجا ہوا ثواب بھی اس تک نہیں پہنچتا کوئی اس کو لطائف کرانا چاہے تو اسے فائدہ نہیں ہوتا وہ بدبخت محروم ہی رہتا ہے اخذِ فیض کے لیے پہلا سبق

www.freepdfpost.blogspot.com

لطائف ہیں قلب، روح، سری، خفی، اخفٰی، نفس اور سلطان الاذکار۔ جب لطائف منور ہو جائیں تو روح کے اندر پرواز کی قوت پیدا ہو جاتی ہے اور یوں وہ مراقبات ثلاثہ کے منازل طے کرنے کی طرف بڑھتا ہے۔سدرۃ المنتہٰی سے تحت الثریٰ تک عالم خلق ہے۔ زمین سے سدرۃ المنتہٰی تک کی بلندی کو تین برابر برابر حصوں میں بانٹ دیں تو سب سے نیچے والے حصے کو احدیت کہتے ہیں جس کی مسافت پچاس ہزار سال ہے۔ درمیانی حصے کو معیت کہتے ہیں۔ یہ بھی پچاس ہزار سال کی مسافت ہے۔ سب سے اوپر والے حصے کو اقربیت کہتے ہیں۔اس کو بھی عبور کرنے کے لیے گھوڑا سرپٹ دوڑتا رہے تو اسے پچاس ہزار سال لگیں گے۔احدیت کے انوارات سفید،معیت کے سبز اور اقربیت کے انوارات سرخ یاقوتی ہیں۔چالیس سال پرانی بات ہے ماہِ رمضان کا آخری عشرہ تھا۔ ہم لوگوں نے شب بیداری کا پروگرام بنایا ہوا تھا۔ میں نے دادا مرشد سے درخواست کی کہ وہ ہمیں احدیت ''سلوموشن'' میں طے کرائیں ہم تمام تفصیلات سے آگاہی حاصل کرنا چاہتے تھے انہوں نے ہمیں اپنے پاس بٹھا لیا اور احدیت پر سلوسلو چلانا شروع کیا ہم نے ایک کشف والے ساتھی کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ مسلسل کنٹری کرتا رہے جو دیکھے وہ ہمیں بتائے۔ رات کے دو بجے تک ہم احدیت پر چلتے رہے۔ ہم نے سحری کا بندوبست بھی کرنا تھا۔اس لیے دادا مرشد سے پوچھا کہ ابھی احدیت اور کتنی باقی ہے فرمانے لگے کہ ابھی تو ایک تہائی بھی ختم نہیں ہوئی۔ یوں ہمیں احدیت کو نامکمل چھوڑ کے اٹھنا پڑا۔

مجھے نظر آنے والے لطائف کے رنگ یہ ہیں۔ قلب کا سرخ ،روح کا گولڈن، سری کا

www.freepdfpost.blogspot.com

نیلگوں، خفی کا سلور سفید اور اخفیٰ کا سبز۔ جو لطیفہ زیادہ منور ہو جاتا ہے اس کا رنگ زیادہ سامنے آتا رہتا ہے۔ پھر جس پیغمبر کا آدمی ہم مشرب بن جاتا ہے اس پیغمبر کے معجزات کرامات کی صورت میں اس آدمی سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔ قلب کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام سے ہے۔ روح کی حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سری کی حضرت موسیٰ اور خفی کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہم مشرب شخص کا سانس شفا کا سبب بن جاتا ہے کوڑھ پھوڑے پھنسیاں اس کی پھونک سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اخفیٰ کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف ہے آپ کا ہم مشرب فقر سے دو چار رہتا ہے۔ پیسے کو کبھی دل میں جگہ نہیں دیتا۔

گدی نشینوں کو تو سلوک کا پتہ بھی نہیں۔ وہ سال کے سال قبر پر عرس کا اہتمام کر لیتے ہیں جہاں نعت قوالی اور دیگوں کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ حضرت داتا علی ہجویری کے عرس کے موقع پر ان سے روحانی کلام کا موقع ملا۔ فرمانے لگے کہ میرے عرس کے موقع پر یہ ہزاروں لوگ جو آتے ہیں ان میں آدھے تو انسانی شکل پر نہیں ہوتے ان کی روحانی شکلیں بگڑی ہوتی ہیں۔ باقی آدھے جنب کی حالت میں ہوتے ہیں ان کو صحیح غسل کا طریقہ نہیں آتا۔ باقی ماندہ ایسی حاجات لے کر آتے ہیں جن کیلئے ہاتھ اٹھانے کو دل نہیں کرتا۔ میں ساری زندگی جو کچھ کما کر لایا ہوں وہ لینے کوئی نہیں آتا۔ پھر ہر جسم سے یا انوارات باہر آتے (emit ہوتے) ہیں یا سیاہی اور نحوست۔ اسطرح زائرین نحوست کے انبار چھوڑ جاتے ہیں چونکہ دارالعمل سے میرا رابطہ منقطع ہو چکا ہے اس لئے ان کی نحوست سے مجھے ایذا پہنچتی ہے کیونکہ آپ لوگوں کی طرح ذکر کر کے میں اس نحوست کو ختم نہیں کر سکتا۔ کوئی یہاں

www.freepdfpost.blogspot.com

آ کر لطائف کرے تو صفائی بھی ہو۔جس کا میں شدت سے انتظار کرتا ہوں کاش آپ کے شیخ کی طرح میری بھی جماعت ہوتی جو روزانہ میری قبر پر بیٹھ کر لطائف کرتی اور ماحول کومنور کرتی۔

ایک دفعہ پیرمحل سے گزرنے کا اتفاق ہوا یہاں' کا نوائے' کا ہالٹ تھا۔سامنے ایک خوبصورت گھر تھا جس میں سے ایک کلین شیو قیمتی لباس زیب تن کیے ہوئے ایک شخص میرے پاس آیا اور چائے کی دعوت دی۔وہ چونکہ بہت اصرار کر رہا تھا اس لیے ہم اس کے گھر چلے گئے ۔اس نے بتایا کہ وہ جدی پشتی پیر ہے اور پیرمحل کا نام بھی اسی کے آباؤ اجداد کی وجہ سے پڑا ہے۔اس کے باپ دادا اور پردادا کی تصویریں بھی کمرے میں آویزاں تھیں۔جو سب داڑھی کے بغیر تھے۔ پھر اس نے بتایا کہ ان کے لاکھوں کی تعداد میں مرید ہیں۔میں دفعتاً بول پڑا کہ کیا آپ لطائف بھی کراتے ہیں تو کہنے لگا کہ نہیں ہم عرس کراتے ہیں۔میری ہنسی نکل گئی کہ باقی گدی نشینوں کی طرح اس کو بھی لطائف کا پتہ نہیں۔ یہ سمجھا کہ لطائف عرس قسم کی چیز ہو گی۔ان لوگوں نے اپنے مریدوں کو بولا ہوا ہے کہ خالی آؤ گے تو خالی جاؤ گے۔ پھر جو رسی پکڑ کے منت کا جانور لے کے آئے گا وہ مالا مال ہو کر جائے گا۔اس طرح عرس پر سینکڑوں منت کے جانور اکٹھے ہو جاتے ہیں جن کی عرس سے اگلے دن منڈی لگتی ہے اور ان کو بیچ کر پیر صاحب کا سال کا بجٹ بنتا ہے۔یوں مریدوں کے پیسے سے پیران کرام اپنی کروڑوں کی جائدادیں بناتے ہیں اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر عقیدت مندوں کا استحصال کرنے میں مصروف ہیں۔

لوگوں کے رویے سے خالقِ کائنات بھی شا کی ہے۔قرآن کریم میں دو جگہ فرمایا

www.freepdfpost.blogspot.com

مَاقَدَرُوْ اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔ لوگوں نے میری ایسی قدر نہیں کی جیسی ان کو کرنا چاہئے تھی۔اللہ فرماتا ہے **وَاذْكُرِاسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا** (۲۵)(دہر رکوع ۱۹)میرے نام کا ذکر کرصبح اور شام۔مگر لوگ ہیں کہ اللہ کی یاد سے بے نیاز اور لاتعلق ہیں۔ان کی اس بے حسی پر اللہ تعالیٰ بھی بول اٹھا فرمایا کہ لوگوں نے مجھے ویسا یاد نہ کیا جیسا یاد کئے جانے کا میرا حق تھا۔اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ فرعون کے پاس جا کر اسے ظلم سے روکو تو ان کے دل میں خیال آیا کہ بیوی کا کیا بنے گا جس کو وہ چھوڑ آئے تھے۔اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے کہا کہ چھڑی۔فرمایا اس کو سامنے پڑی ہوئی چٹان پر مارو۔چٹان پر اسے مارا تو چٹان ریزہ ریزہ ہوگئی۔اس میں سے ایک چٹان اور نکل آئی فرمایا اس پر بھی مارو اس پر مارا تو یہ چٹان بھی ریزہ ریزہ ہوگئی اور اس میں سے ایک اور چٹان نکلی فرمایا اس پر بھی مارو۔جب اس چٹان پر چھڑی ماری تو یہ بھی ریزہ ریزہ ہوگئی اور اس میں سے ایک جانور نکلا جس کے منہ میں سبز پتہ تھا۔اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ جب میں اسے رزق دے سکتا ہوں تو کیا تمہارا بیوی بچہ میری دسترس سے باہر ہے۔فرمایا **اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيَاتِي وَلَاتَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ** جا تُو اور تیرا بھائی میری نشانیوں (معجزات) کے ساتھ اور میری یاد میں کوتاہی نہ کرنا۔ایک اور جگہ بھی اللہ اپنے بندوں کا شکوہ کرتا ہے۔فرمایا **اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ**(۱٦)(الحدید)۔کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ اہلِ ایمان کے دل ذکر کی طرف جھک جائیں۔



www.freepdfpost.blogspot.com

سر تسلیم خم ہے

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْعَمَ عَلَیْنَا وَهَدٰنَا اِلٰی دِیْنِ الْاِسْلَام۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّراً وَّنَذِیْراً ○ وَّدَاعِیاً اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجاً مُّنِیْراً (۴۶)(پارہ ۲۲ الاحزاب) ترجمہ:(ہم نے آپ کو بلاشبہ گواہی دینے والا اور جنت کی خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن کرنے والا چراغ بنایا ہے)۔ یہاں رسول اللہ ﷺ کی پانچ صفات کا ذکر فرمایا۔شاہد، مبشر، نذیر، داعی الی اللہ اور سراج منیر۔ شاہد سے مراد یہ ہے کہ آپ قیامت کے روز امت کے لیے شہادت دیں گے۔ جیسا کہ صحیح بخاری، نسائی، ترمذی وغیرہ میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے ایک طویل حدیث روایت ہے جس کے بعض جملے یہ ہیں کہ قیامت کے روز نوح علیہ السلام پیش ہوں گے تو ان سے سوال کیا جائے گا کہ کیا آپ نے ہمارا پیغام اپنی امت کو پہنچا دیا۔ وہ عرض کریں گے کہ میں نے پہنچادیا تھا پھر ان کی امت پیش ہوگی وہ اس سے انکار کرے گی۔ اس وقت حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھا جائے گا کہ آپ جو دعویٰ کرتے ہیں پیغام حق پہچانے کا اس پر آپ کا کوئی شاہد بھی ہے۔ وہ عرض کریں گے کہ محمد ﷺ اور ان کی امت گواہ ہے۔ امت نوح علیہ السلام ان پر جرح کرے گی

www.freepdfpost.blogspot.com

کہ یہ کیسے گواہی دے سکتے ہیں یہ تو اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اس کا جواب امت محمدیہ سے پوچھا جائے گا وہ یہ جواب دے گی کہ بیشک ہم اس وقت موجود نہیں تھے مگر ہم نے اس کی خبر اپنے رسول ﷺ سے سنی تھی جس پر ہمارا ایمان و اعتقاد ہے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ سے آپ کی امت کے اس قول کی تصدیق کے لیے شہادت لی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ اپنی شہادت کے ذریعے اپنی امت کی تصدیق و توثیق فرمائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ امت کے اعمال رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہر روز صبح و شام پیش ہوتے ہیں۔ اسی لیے قیامت کے روز آپ ﷺ امت کے شاہد بنائے جائیں گے (رواہ ابن المبارک عن سعید بن المسیب' مظہری) امت کے اعمال تھری ڈائمنشن میں ری پلے ہوتے ہیں ورنہ لکھے ہوئے اعمال کو ایک وقت میں دیکھنا پڑھنا عقلاً محال ہے سٹلائٹ ری پلے کر سکتا ہے تو کیا اللہ اپنے پیغمبر کے لیے ایسا نہیں کر سکتا۔ اسی طرح دعوت کا کام سخت دشوار ہے۔ وہ اللہ کے اذن اور اعانت کے بغیر انسان کے بس میں نہیں آنحضرت ﷺ کی بیان کردہ صفت کہ آپ روشن کرنے والے چراغ ہیں حضرت قاضی ثناء اللہؒ نے تفسیر مظہری میں فرمایا کہ آپ ﷺ کی صفت داعی الی اللہ ظاہر اور زبان کے اعتبار سے ہے اور سراج منیر کی صفت آپ کے قلب مبارک کے اعتبار سے ہے۔ جس طرح آفتاب سے سارا عالم روشنی حاصل کرتا ہے اسی طرح تمام مومنین کے قلوب آپ کے نور قلب سے منور ہوتے ہیں۔ اسی لیے صحابہ کرام جنہوں نے آپ ﷺ کی صحبت پائی وہ ساری امت سے افضل ہیں کیونکہ ان کے قلوب نے نبی کریم ﷺ کے قلب اطہر سے بلاواسطہ فیض اور نور حاصل کیا جبکہ باقی امت کو یہ نور صحابہ کرام کے واسطے سے

www.freepdfpost.blogspot.com

واسطہ در واسطہ سینہ بسینہ پہنچا۔ یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاءؑ اس دنیا سے گزرنے کے بعد اپنی قبروں میں زندہ حیات ہیں اس حیات کی وجہ سے قیامت تک مومنین کے قلوب آپ کے قلب اطہر سے استفاضۂ نور کرتے رہیں گے اور جو جتنی محبت و تعظیم اور درود شریف کا زیادہ اہتمام کرے گا وہ اس نور کا زیادہ حصہ پائے گا۔

پچھلے کچھ سالوں سے روشن خیالی (Enlightened moderation) کا بڑا چرچا ہے اور مذہبی شدت پسندی ساری دنیا کے نشانے پر ہے یعنی حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی سو فیصد تقلید اب شدت پسندی میں شمار ہونے لگی ہے۔قران مجید کی چند آیات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

فَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ط اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْر (۱۱۲)

ترجمہ: آپ مستقیم رہیں جیسا کہ آپ کو مستقیم رہنے کا حکم ہے اور وہ لوگ بھی مستقیم رہیں جو توبہ کے بعد آپ کی معیت میں ہیں اور ذرہ برابر اِدھر اُدھر نہیں ہونا بیشک اللہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔(پارہ ۱۲ سورہ ہود، رکوع ۱۰)

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

ترجمہ: بیشک جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے (پارہ ۲۴ رکوع ۱۸، آیت ۳۰)

www.freepdfpost.blogspot.com

لَاتَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ اِلٰى مَا مَتَّعۡنَابِهٖ اَزۡوَاجاً مِّنۡهُمۡ

ترجمہ: آپ اپنی آنکھ اٹھا کر بھی ان چیزوں کو نہ دیکھیں جو ہم نے کافروں کو عیش وعشرت کی زندگی بسر کرنے کے لیے دے رکھی ہیں۔ (پارہ ۱۴ رکوع ۶ اور پارہ ۱۶ رکوع ۱۶)

وَلَوۡ اَنَّ اَهۡلَ الۡقُرٰٓى اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا لَفَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ (۹۶) (پارہ ۹ رکوع ۲ الاعراف)

ترجمہ: اگر بستی والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکات کے دروازے کھول دیتے۔ یعنی جب تک آپ متقی اور مومن پرہیز گار نہیں بنتے، آپ پر آسمان اور زمین کی برکات کے دروازے نہیں کھلیں گے۔

ان آیات کے مطالعے کے بعد آپ خود سوچیں کہ ماڈریشن اور روشن خیالی کو کوئی کیسے اپنا سکتا ہے ماڈریشن میں تو پیغمبر اور صحابہ کی تقلید نہیں بلکہ مغرب کے معاشرے کی تقلید کرنا پڑتی ہے۔ بندہ بابو بنے۔ دل کرے تو نماز پڑھ لے دل کرے تو نہ پڑھے۔ روزہ رکھے نہ رکھے داڑھی اگر رکھے بھی تو غامدی جیسی۔ روشن خیال پیر بھی بہت مل جاتے ہیں جو سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے۔ ان سے پوچھا جائے تو فرماتے ہیں ''تہاڈی پنج ویلے تے میری ہر ویلے''۔ اس طرح کے ایک پیر ''باباجی'' سے جہلم میں میری ملاقات ہوئی جو وضع قطع میں باباجی لگتے ہی نہیں تھے۔ جب ان سے پوچھا کہ آپ کو ولایت کیسے ملی تو کہنے لگے کہ میں اٹھارہ برس کا تھا ایک روز چھت پر تھا کہ پیران پیر صاحب آئے اور سب کچھ انڈیل گئے۔ ساری عمر بینک کی نوکری کی اب بیوروکریٹس کے

www.freepdfpost.blogspot.com

پیر ہیں۔ چھڑی پھیرتے ہیں اور تکلیف بیماری کو بھگاتے ہیں۔ مجھے بتایا کہ میں نے پاکستان سنبھالا ہوا ہے جبکہ میرے بھائی نے ہندوستان کی ڈیوٹی لی ہوئی ہے۔ کہا کہ بمشکل گزارہ ہوتا ہے۔ بس میرا یہ جھونپڑا ہے اور ایک سی این جی اسٹیشن ہے۔ جس کمپلیکس کو وہ جھونپڑا کہہ رہا تھا وہ کروڑ ڈیڑھ کروڑ مالیت کا ہوگا اور سنا ہے کہ سی این جی سٹیشن دس بارہ کروڑ سے کم میں نہیں چلتا۔ میں وہاں ظہر سے لے کر عشاء تک رہا انہوں نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔ کرنل عظمت نے بتایا کہ یہ کہتا ہے'' تہاڈی پنج ویلے تے میری ہر ویلے'' یعنی یہ ہر وقت حالت نماز میں رہتا ہے۔ ائر کموڈور فضل محمود ان سب باتوں کا چشم دید گواہ ہے۔

جن مغربی آقاؤں کی خوشنودی کی خاطر ہم نے اپنے رسول اللہ ﷺ کی تقلید سے منہ موڑ رکھا ہے اور ان سے عزت کی توقع پر دوستی کر رکھی ہے وہ خود پٹ رہے ہیں وہ بھلا کسی کو کیا عزت دیں گے۔

قرآن کریم کی ایک آیت **اِلَيۡهِ يَصۡعَدُ الۡكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ يَرۡفَعُهٗ** میں اللہ تعالی سے عزت وقوت حاصل کرنے کا طریقہ بتلایا گیا ہے جس کے دو اجزاء ہیں ایک کلمہ طیبہ یعنی کلمہ توحید اور اللہ کی ذات وصفات کا علم اور دوسرا عمل صالح یعنی شریعت پر عمل کرنا۔

حضرت شاہ عبدالقادرؒ نے موضح القرآن میں فرمایا کہ حصول عزت کا یہ نسخہ بالکل صحیح و مجرب ہے شرط یہ ہے کہ ذکر اللہ اور عمل صالح پر مداومت ہو۔ یہ مداومت جب ایک حد مقرر پر پہنچ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے کرنے والے کو دنیا و آخرت میں وہ لازوال عزت نصیب فرماتے ہیں جس کی نظیر نہیں ملتی حقیقت یہ ہے کہ جس طرح کلمہ توحید اور تسبیحات بغیر عمل صالح کے کافی نہیں

www.freepdfpost.blogspot.com

اسی طرح عمل صالح بھی بغیر کثرت ذکر اللہ کے بے رونق رہتا ہے۔ ذکر اللہ کی کثرت ہی اعمال صالحہ کو مزین کر کے قابل قبول بناتی ہے۔

بات ادھر ختم نہیں ہوتی میرے اللہ نے اپنے پیغمبر کو کہا **فاعرض عن من تولیٰ عن ذکرنا ولم یرد الّا الحیٰوۃَ الدُّنیا** کہ آپ اس شخص سے منہ موڑ لو جو ذکر سے روگردانی کرے اور جس کا سوائے حصول دنیا کے اور کوئی مقصد حیات نہ رہے۔ یہ جو چھوٹ ہے نا ''**کُلُوا وَاشْرَبُوا**'' والی یہ عوام الناس کے لیے ہے۔ جو قرب الٰہی کے راستے پر چلا اور ولایت کو اوڑھنا بچھونا بنایا، اس کے لیے ساری رخصتیں ختم ہو جاتی ہیں پھر اللہ دیکھتا ہے کہ کون میرے ساتھ ہے اور کون حظِ نفس کے ساتھ۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے کہا کہ کئی دن ہو گئے تھے کہ میں نے کچھ نہیں کھایا تھا ایک آدمی مجھے ملا اس نے مجھے ایک تھیلی دی جس میں درہم تھے۔ چنانچہ میں نے میدے کی روٹیاں اور کھجوروں کا حلوہ خریدا اور کھانے کو بیٹھا ہی تھا کہ ایک پرچہ ملا جس میں لکھا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض آسمانی کتابوں میں فرمایا ہے کہ خواہشیں تو میں نے اپنی مخلوق میں سے کمزوروں کے لیے بنائی ہیں تا کہ ان سے طاعتوں میں مدد لیں اور جو زور آور ہیں ان کا خواہشوں سے کیا واسطہ۔ بس میں کھانے سے دستبردار ہوا اور چلتا ہوا۔

شیخ ابو الحسن بنان بن محمدؒ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بنان'' میں نے عرض کیا ''لبیک یا رسول اللہ'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نفس کے لالچ سے کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قلب کی آنکھ اندھی کر دیتا ہے اور ہم

www.freepdfpost.blogspot.com

بھی ان سے نہیں ملا کرتے۔ میں بیدار ہوا اور عہد کیا کہ آئندہ کبھی سیر ہو کر نہ کھاؤں گا۔ اور اس رات میں نے دو روٹیاں اور دال کا ایک پیالہ کھایا تھا۔



www.freepdfpost.blogspot.com

وہ جو اپنی اوقات بھول گئے

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

حضرت اللہ یار خانؒ نے سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی ترویج کا کام چکوال سے شروع کیا تھا۔ ان کا پہلا شاگرد قاضی ثناء اللہ تھا جن کے بعد چکوال کے مولوی محمد سلیمان اور پروفیسر عبدالرزاق نے ذکر شروع کیا۔ مولوی محمد سلیمان ہائی سکول چکوال میں عربی ٹیچر تھے اور مسجد کے خطیب بھی تھے۔ تلاوت کرنے کا ان کا اپنا انداز تھا۔ تیز کشف تھا اور کلام بالارواح بہت صاف تھی۔ ہم سب پہلے چکوال جاتے تھے مولوی محمد سلیمان ہمیں ذکر کراتے تھے اور پھر وہاں سے ہم حضرت قبلہ عالم کے پاس حاضری کے لئے چکڑالہ پہنچتے تھے۔ یوں ہمیں چکڑالہ پہنچتے پہنچتے رات کے دس بج جاتے تھے۔ صبح تہجد کے لئے حضرت تشریف لاتے تو ہمیں مسجد میں موجود پاتے۔ ہمیں راستے میں بازار کا کھانا کھانے کی اجازت ہرگز نہیں تھی مگر بھوک سے زیادہ ہمیں شیخ مکرم کی ملاقات کا شوق دوڑائے پھرتا ہوتا تھا۔ بن حافظ سے چکڑالہ تک کا دس میل کا سفر اکثر پیدل طے کرتے تھے البتہ واپسی کے لئے صبح چکڑالہ سے بن حافظ تک بس مل جاتی تھی۔

سلسہ اویسیہ کے سب لوگ مولوی محمد سلیمان کے گرویدہ تھے۔ ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ان کو تحفے تحائف بھی دینے شروع کردیئے۔ کشف کی باتیں پوچھنے اور سننے کے

www.freepdfpost.blogspot.com

لئے ان کے پاس لوگ جمع رہتے تھے ۔مولانا اکرم اعوان جب بھی لوگوں کو ان کے پاس جمع دیکھتے تو کہتے تھے کہ شکر ہے مجھے کشف کی بیماری نہیں ہے ورنہ مجھے بھی ساتھی بے آرام کئے رکھتے ۔مولوی محمد سلیمان حضرت اللہ یار خانؒ کا خلیفہ مجاز بھی تھا اور منازل میں لیٹی والے قاضی ثناء اللہ کے بعد آتا تھا۔ہم نے جب بھی شیخ مکرم سے پوچھا کہ حضرت آپ کے پیچھے کون کون چل رہے ہیں تو فرماتے تھے کہ میرے پیچھے قاضی صاحب ہیں اور ان کے پیچھے مولوی سلیمان ہے ۔عالم حیرت کے منازل میں چلنے والا مولوی محمد سلیمان بڑی قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔منازل سلوک میں ایک سٹیج ایسی بھی آتی ہے جب فیض باری اس شخص کو بلاواسطہ بھی پہنچتا ہے ۔بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے ۔پھر کیا ہوا کہ حضرت قبلہ عالم نے عندیہ دے دیا کہ میرے بعد جماعت کی باگ ڈور مولوی محمد سلیمان سنبھالے گا ۔اب تو ان کے طور اطوار بدلنے لگے ۔انہوں نے عصر کی نماز کے بعد ذکر جہر شروع کرادیا اور مراقبہ استحضار بھی ۔ مجھے معلوم تھا کہ ذکر جہر اور مراقبہ استحضار میں اسے حضرت جیؒ کی اشیر باد حاصل نہیں۔ جب مولوی محمد سلیمان نے دیکھا کہ میں ان کے ساتھ متفق نہیں تو مجھے انہوں نے بلا کر ذاتی طور پر دھمکی دی کہ اگر میں ان کی موافقت میں نہ آیا تو وہ مجھے مجازیت سے معزول کرا کے سلسلہ اویسیہ سے بھی نکلوادیں گے۔اللہ رب العزت کا مجھ پر احسان ہے کہ جب مولانا محمد اکرم اعوان نے ''الاخوان'' بنائی تو میں ان کا بھی ہمنوا نہ بنا اور نہ ہی ان کی ریلیوں اور جلسوں میں شرکت کی ۔

مولوی محمد سلیمان نہ جانے کیسے اتنی بڑی غلط فہمی کا شکار ہو گئے کہ اب ان کو آگے چلنے کے

www.freepdfpost.blogspot.com

لئے شیخ کی ضرورت نہیں رہی۔ اب وہ حصول فیض میں خود کفیل ہیں ۔ پھر اس نے کسی اور پیر صاحب سے تعلقات استوار کر لئے ۔ اب کہنے لگے کہ احدیت معیت اقربیت یعنی مراقبات ثلاثہ قلب میں ہی ہو جاتے ہیں ۔ حضرت شیخ مکرم نے ان کو بارہا کہا کہ خود کو سنبھالو مگر وہ نہ رکے نہ پلٹے ۔ پشاور میں حاجی الطاف کے گھر میں حضرت قبلہ عالم کا قیام تھا۔ جب میں نے حضرتؒ کے سامنے مولوی محمد سلیمان کی دھمکی کا ذکر کیا کہ وہ آپ کو کہہ کے مجھے جماعت سے نکلوادے گا تو حضرت فرمانے لگے کہ وہ آپ کو کیا نکلوائے گا وہ تو خود جماعت سے نکل گیا ہے۔ اس نے تو ''دلائل السلوک '' کے مقابلے میں ایک کتاب بھی لکھ لی ہے۔ پھر انہوں نے اپنے سرہانے کے نیچے سے ایک کتاب نکال کے مجھے دکھائی کہ یہ اس کی کتاب ہے۔ میں نے کتاب کو کھولا تو ششدر رہ گیا کہ اس کتاب کا مقدمہ لکھنے والا پروفیسر عبدالرزاق تھا۔

افسوس صد افسوس ! بندہ جب اپنی اوقات بھول جائے تو پھر اسے منہ کی کھانا پڑتی ہے ۔ مولوی محمد سلیمان سب کچھ گنوا بیٹھا ۔ منصب گیا منازل گئے ۔ دربار نبوی ﷺ سے نکال دیا گیا۔ دنیا نے بھی منہ پھیر لیا۔ بیماری اور تنگدستی کی گرفت میں ایسا آیا کہ پھر چھٹکارا نہ ملا۔ مرا تو چہرہ سیاہ ہو گیا۔ قبر نے بھی ویلکم نہ کیا۔ دیکھ لیا آپ نے ابلیس کی دوستی کا انجام۔ اب کہتا ہے کہ ''مجھے عجب اور خود فریبی نے مروادیا۔ کاش میں نے شیخ کا ہاتھ اور ساتھ نہ چھوڑا ہوتا۔''

اب ایک اور صاحب کی کہانی سنو ۔ نام ان کا بشیر تھا ۔ رہتا فورٹ سنڈیمین بلوچستان میں تھا۔ حکمت کرتا تھا۔ اکثر نسخے حضرت شیخ المکرمؒ کے استعمال کرتا تھا۔ پرانا تعلق پولیس سے تھا۔

www.freepdfpost.blogspot.com

بہت باتونی اور تیز طرار تھا۔ کشف کا بھی دعویدار تھا ۔ اویسیہ سلسلے میں نئے آنے والوں کو وہ ہی سنبھالتا تھا اور سلسلے سے آگاہ کرتا تھا۔ ہمیں بھی اس سے بہت کچھ سننے کو ملا۔ فورٹ سنڈیمین میں کم اور چکڑالہ میں زیادہ رہتا تھا۔ بے دھڑک تھا اور بولنے میں روانی تھی ۔ دراز قد تھا اور گورا رنگ تھا۔ ساتھیوں کے پاس جا کے ان کو ذکر اور مراقبات کراتا تھا۔ اس کا دوسرا بھائی نیوی میں تھا۔ حضرت شیخ المکرّم جب کراچی جاتے تھے تو اس کے بھائی کے پاس مسجد طوبیٰ کے قریب نیوی کواٹر میں قیام فرماتے تھے۔

یہ 1970ء کی بات ہے ۔ حضرت قبلہ عالم کراچی میں تھے ۔ شام سے پہلے اور عصر کے بعد بشیر کراچی شہر سے لوٹا تو بہت غصے میں تھا۔ حضرت کو آ کے بتانے لگا کہ آج میں نے ایک قبر پر حاضری دی مگر صاحب قبر میری تعظیم میں کھڑا نہیں ہوا اور اس نے میرے سوالوں کا جواب بھی نہیں دیا حالانکہ آج تک میں نے کسی صاحب قبر کا یہ رویہ نہیں دیکھا کہ ہم اس کے پاس گئے ہوں اور وہ اٹھا نہ ہو بشیر ایسا زعم میں تھا کہ پتہ نہیں کیا کیا بول دیا۔ حضرت جی نے جب خیال کیا تو دیکھا کہ وہ تو صحابی رسول ہیں۔ حضرت نے بشیر کو کہا کہ ابھی واپس جاؤ اور جا کر ان سے معافی مانگ کے آؤ۔ بشیر واپس گیا اور معافی مانگی مگر انہوں نے معاف نہیں کیا۔ فرمایا تمہیں اتنی عقل بھی نہیں کہ صحابی اور غیر صحابی میں تمیز کر سکو ۔ فرمایا کہ اپنے شیخ کو جا کر کہنا کہ ہر کسی کے گلے میں گھنگرو نہیں باندھا کرتے۔ تمہارے اس شاگرد کے لئے معافی کی گنجائش نہیں ۔ حضرت نے جب یہ سنا تو کہا کہ کیا کروں میں تو سنگریزے اکٹھے کرتا رہتا ہوں ان میں کوئی ہیرے موتی بھی نکل آتے ہیں۔ حضرت

www.freepdfpost.blogspot.com

شیخ المکرّم نے بشیر کا مسئلہ مشائخ کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے بھی معذرت کرلی۔ پھر دربارنبوی ﷺ میں اس کا مسئلہ پیش کیا گیا۔ جب وہاں سے انکار ہوگیا تو حضرت قبلہ عالم نے بشیر کو جماعت سے نکال دیا۔ بشیر اگر اپنی اوقات میں رہتا تو اسے یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ دنیا بھی اس کے لئے تنگ ہوگئی ۔ایک روز کوٹھے پر چڑھا تو چھت سے گر گیا اور ٹانگ ٹوٹ گئی۔ سنا ہے آجکل کسمپرسی کے دن کاٹ رہا ہے۔ بعدازاں حضرت قبلہ عالم نے بشیر کے بھائی کے پاس نیوی کوارٹرز میں جانا بھی چھوڑ دیا۔ بشیر خودتو راندہ درگاہ ہوا اپنے کنبے کو بھی فیض سے محروم کرگیا۔



www.freepdfpost.blogspot.com

یہ دنیا تیرے کام کی نہیں

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْعَمَ عَلَیْنَا وَھَدٰنَا اِلٰی دِیْنِ الْاِسْلَام۔ بعدازاں عرض ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ ایک انصاری صحابی کے سرہانے ملک الموت کو دیکھا تو فرمایا کہ میرے صحابی کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو۔ ملک الموت نے جواب دیا کہ آپ مطمئن رہیں میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتا ہوں اور کہا کہ جتنے آدمی شہروں میں یا دیہات اور جنگلوں پہاڑوں میں یا دریاؤں کے کنارے آباد ہیں ان میں سے ہر ایک کو دن میں پانچ مرتبہ دیکھتا ہوں۔ اس لئے میں ان کے ہر چھوٹے بڑے سے بلاواسطہ واقف ہوں۔ پھر کہا کہ اے محمد ﷺ یہ جو کچھ ہے اللہ کے حکم سے ہے ورنہ میں اگر ایک مچھر کی روح بھی قبض کرنا چاہوں تو مجھے اس پر قدرت نہیں جب تک اللہ تعالٰی کا امر اس کیلئے نہ آجائے۔

قرآن عزیز میں انسان کی پیدائش کو مٹی کی طرف منسوب کیا گیا ہے لیکن درحقیقت وہ دس چیزوں کا جامع ہے جن میں سے پانچ عالمِ خلق کی ہیں اور پانچ عالمِ امر کی۔ عالمِ خلق کے چار عنصر آگ، پانی، مٹی، ہوا اور پانچواں نفس جبکہ عالمِ امر کی پانچ چیزیں قلب، روح، سری، خفی اور اخفیٰ ہیں۔

www.freepdfpost.blogspot.com

مرنے اور دفن ہونے کے بعد قبر میں انسان کا دوبارہ زندہ ہو کر فرشتوں کے سوالات کا جواب دینا پھر اس امتحان میں کامیابی اور ناکامی پر ثواب یا عذاب کا ہونا قرآن مجید کی دس آیات میں اشارتاً اور رسول کریم ﷺ کی ستر احادیث متواترہ میں بڑی صراحت اور وضاحت کے ساتھ مذکور ہے لہٰذا حیات برزخیہ میں مسلمان کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ قرآن و حدیث کی تصریحات کے مطابق مخلوقات کی تقدیریں اور ہر شخص کی عمر اور زندگی بھر میں ملنے والا رزق اور پیش آنے والی راحت یا مصیبت اور ان سب چیزوں کی مقداریں اللہ تعالیٰ نے ازل میں مخلوقات کی پیدائش سے بھی پہلے لکھی ہوئی ہیں پھر بچہ کی پیدائش کے وقت فرشتوں کو بھی لکھوا دیا جاتا ہے اور ہر سال شب قدر میں اس سال کے اندر پیش آنیوالے معاملات کا چٹھا فرشتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔

ہر انسان کے ساتھ کچھ حفاظت کرنے والے فرشتے مقرر ہیں جو اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں کہ اس کے اوپر کوئی دیوار وغیرہ نہ گر جائے یا کسی گڑھے اور غار میں نہ گر جائے یا کوئی جانور یا انسان اس کو تکلیف نہ پہنچائے۔ یہ محافظ فرشتے دین و دنیا دونوں کی مصیبتوں اور آفتوں سے انسان کی سوتے جاگتے حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ حضرت کعب احبار ؓ فرماتے ہیں کہ اگر انسان سے یہ حفاظت خداوندی کا پہرہ ہٹا دیا جائے تو جنات ان کی زندگی وبال کر دیں لیکن یہ سب حفاظتی پہرے اسی وقت تک کام کرتے ہیں جب تک تقدیرِ الٰہی ان کی حفاظت کی اجازت دیتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ ہی کسی بندہ کو مبتلا کرنا چاہیں تو یہ حفاظتی پہرہ ہٹ جاتا ہے۔ عنصر غالب انسان کے وجود کا مٹی ہے مگر اس کو مٹی پتھر سے مارا جائے تو یہ تکلیف محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح جنات کا عنصر

www.freepdfpost.blogspot.com

غالب آگ ہے مگر خالص اور تیز آگ سے وہ بھی جل جاتے ہیں۔ یہ بات متعدد روایات سے ثابت ہے کہ کسی نیک بندے کی موت پر آسمان وزمین روتے ہیں۔

حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ جس شخص کو نظر بد کسی انسان کی لگ جائے اس پر یہ آیات پڑھ کر دم کر دینا اس کے اثر کو زائل کر دیتا ہے۔ **"وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ "** (القلم)

الفاظِ حدیث میں لفظی تغیر و تبدل جائز نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو یہ تلقین فرمائی تھی کہ جب سونے کے لئے بستر پر جائے تو یہ دعا پڑھے **اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ** اس شخص نے **نَبِيِّكَ** کی جگہ **رَسُوْلِكَ** پڑھ دیا تو آنحضرت ﷺ نے پھر یہی ہدایت فرمائی کہ لفظ **نَبِيِّكَ** پڑھا کرے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی جماعت محمد ﷺ کے صحابہ سے بہتر نہیں دیکھی کہ دین کے ساتھ انتہائی شغف اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انتہائی محبت و تعلق کے باوجود انہوں نے سوالات بہت کم کئے۔ کل تیرہ مسائل میں سوال کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا "ایسا نہ ہو کہ میں تم سے کسی کو ایسا پاؤں کہ وہ اپنی مسند پر تکیہ لگائے بے فکری سے بیٹھے ہوئے میرے امر و نہی کے متعلق یہ کہہ دے کہ ہم اس کو نہیں جانتے ہمارے لئے تو کتاب اللہ کافی ہے جو کچھ اس میں پاتے ہیں اس کا اتباع کر لیتے ہیں" (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، بیہقی، امام احمد) جو لوگ آج کل دنیا کو اس مغالطہ میں ڈالنا چاہتے

www.freepdfpost.blogspot.com

ہیں کہ احادیث کا ذخیرہ جو مستند کتابوں میں موجود ہے وہ اس لئے قابل اعتبار نہیں کہ یہ زمانۂ رسول ﷺ سے بہت بعد میں مدون کیا گیا ہے اول تو ان کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں کیوں کہ حدیث کی حفاظت وکتابت خود عہدِ رسالت ﷺ میں شروع ہوچکی تھی بعد میں اس کی تکمیل ہوئی۔ اس کے علاوہ حدیث رسول ﷺ درحقیقت تفسیرِ قرآن اور معانیِ قرآن ہیں۔ ان کی حفاظت اللہ تعالٰی نے اپنے ذمہ لی ہے پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ قرآن کے صرف الفاظ محفوظ رہ جائیں معانی یعنی احادیث رسول ﷺ ضائع ہو جائیں۔

اپنی شرم گاہوں کو محفوظ رکھیں اس میں زنا، لواطت اور دو عورتوں کا باہمی سحاق جس سے شہوت پوری ہو جائے اور ہاتھ سے شہوت پوری کرنا یہ سب نا جائز وحرام ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ غیر فطری فعل کرنے والے کو ایسی ہی سزا دینا چاہیے جیسے قوم لوط کو اللہ تعالٰی کی طرف سے دی گئی کہ آسمان سے پتھر برسے، زمین کا تختہ الٹ گیا۔ اس لئے اس شخص کو کسی اونچے پہاڑ سے گرا کر اوپر سے پتھراؤ کر دیا جائے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خط لکھا کہ یہاں عرب کے ایک علاقہ میں ایک مرد ہے جس کے ساتھ عورت والا کام کیا جاتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس سلسلہ میں صحابہ کرام کو جمع کیا اور ان میں حضرت علیؓ بھی تشریف لائے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ ایک ایسا گناہ ہے جس کا ارتکاب سوائے ایک قوم کے کسی نے نہیں کیا اور اللہ جل شانہ نے اس قوم کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ آپ سب کو معلوم ہے۔ میری رائے ہے کہ اسے آگ میں جلا دیا جائے۔ دوسرے صحابہ کرام نے بھی اس پر اتفاق کیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسے

www.freepdfpost.blogspot.com

آگ میں جلا دینے کا حکم دے دیا۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جس کو تم قوم لوط کی طرح غیر فطری حرکت کرتا ہوا دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں کو مار ڈالو۔

رسول اللہ ﷺ کسی انصاری صحابی کے جنازہ میں تشریف لے گئے ۔ابھی قبر کی تیاری میں کچھ دیر تھی تو ایک جگہ بیٹھ گئے اور صحابہ کرام آپ ﷺ کے گرد خاموش بیٹھ گئے ۔آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا بندۂ مومن کے لئے جب موت کا وقت آتا ہے تو آسمان سے سفید چمکتے ہوئے چہروں والے فرشتے آتے ہیں جن کے ساتھ جنت کا کفن اور خوشبو ہوتی ہے اور وہ مرنے والے کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں پھر فرشتہ موت عزرائیلؑ آتے ہیں اور اس کی روح کو خطاب کرتے ہیں کہ اے نفس مطمئنہ رب کی مغفرت اور خوشنودی کے لئے نکلو ۔اس وقت اس کی روح اس طرح بدن سے باآسانی نکل جاتی ہے جیسے کسی مشکیزہ کا دہانہ کھول دیا جائے تو اس کا پانی نکل جاتا ہے۔اس کی روح کو فرشتہ موت اپنے ہاتھ میں لے کر ان فرشتوں کے حوالے کر دیتا ہے یہ فرشتے اس کو لے کر چلتے ہیں۔ جہاں اس کو فرشتوں کا کوئی گروہ ملتا ہے وہ پوچھتے ہیں یہ پاک روح کس کی ہے۔ یہ حضرات اس کا وہ نام و لقب لیتے ہیں جو عزت احترام کے لئے اس کے واسطے دنیا میں استعمال کیا جاتا تھا اور کہتے ہیں کہ یہ فلاں ابن فلاں ہے یہاں تک کہ یہ فرشتے روح کو لے کر پہلے آسمان پر پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلواتے ہیں۔ دروازہ کھولا جاتا ہے یہاں سے اور فرشتے بھی ان کے ساتھ ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچتے ہیں۔اس وقت حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے اس بندے کا اعمال نامہ علیین میں لکھو اور اس کو واپس کر دو ۔ یہ روح پھر لوٹ کر قبر میں آتی ہے اور قبر

www.freepdfpost.blogspot.com

میں حساب لینے والے فرشتے آ کر اس کو بٹھاتے اور سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالٰی ہے اور دین اسلام ہے۔ پھر سوال ہوتا ہے کہ یہ بزرگ جو تمہارے لئے بھیجے گئے ہیں کون ہیں؟ وہ کہتا ہے یہ اللہ تعالٰی کے رسول ﷺ ہیں۔ اس وقت ایک آسمانی ندا آتی ہے کہ میرا بندہ سچا ہے اس کے لئے جنت کا فرش بچھا دو اور جنت کا لباس پہنا دو اور جنت کی طرف اس کا دروازہ کھول دو۔ اس دروازے سے اس کو جنت کی خوشبوئیں اور ہوائیں آنے لگتی ہیں اور اس کا نیک عمل ایک حسین صورت میں اس کے پاس اس کو مانوس کرنے کے لئے آ جاتا ہے۔ اس کے بالمقابل کافر ومنکر کا جب وقتِ موت آتا ہے تو آسمان سے سیاہ رنگ مہیب صورت فرشتے خراب قسم کا ٹاٹ لے کر آتے ہیں اور بالمقابل بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر فرشتہ موت اس کی روح اس طرح نکالتا ہے جیسے کوئی خاردار شاخ گیلی اون میں لپٹی ہوئی ہو، اس میں سے کھینچی جائے۔ یہ روح نکلتی ہے تو اس کی بدبو مردار جانور کی بدبو سے بھی زیادہ تیز ہوتی ہے۔ فرشتے اس کو لے کر چلتے ہیں راہ میں دوسرے فرشتے ملتے ہیں تو پوچھتے ہیں کہ یہ کس کی خبیث روح ہے۔ یہ حضرات اس وقت اس کا وہ برے سے برا نام و لقب ذکر کرتے ہیں جن کے ساتھ وہ دنیا میں پکارا جاتا تھا کہ یہ فلاں بن فلاں ہے یہاں تک کہ سب سے پہلے آسمان پر پہنچ کر دروازہ کھولنے کے لئے کہتے ہیں تو اس کے لئے آسمان کا دروازہ نہیں کھولا جاتا بلکہ حکم یہ ہوتا ہے کہ اس بندہ کا اعمال نامہ سجین میں رکھو جہاں نافرمان بندوں کے اعمال نامے رکھے جاتے ہیں اور اس روح کو پھینک دیا جاتا ہے۔ وہ بدن میں دوبارہ آتی ہے۔ فرشتے اس کو بٹھا کر اس سے بھی وہی سوالات کرتے ہیں جو

www.freepdfpost.blogspot.com

مومن بندے سے کئے تھے یہ سب کا جواب یہ دیتا ہے **ھاہ ھاہ لا ادری** میں کچھ نہیں جانتا ۔اس کے لئے جہنم کا فرش وجہنم کا لباس دے دیا جاتا ہے اور جہنم کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس سے اس کو جہنم کی آنچ اور گرمی پہنچتی رہتی ہے اور اس کی قبر اس پر تنگ کردی جاتی ہے۔

یہود و نصاریٰ جب تک یہودیت و نصرانیت کو بالکل نہ چھوڑ دیں وہ اہل کتاب میں داخل ہیں خواہ وہ کتنے ہی عقائد فاسدہ اور اعمال سیہ میں مبتلا ہوں ۔کھانے پینے کی خشک چیزیں گیہوں چنا چاول اور پھل وغیرہ ہر کافر کے ہاتھ کا حلال و جائز ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ۔ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ اور ان کی عورتوں سے نکاح حلال قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دین میں سینکڑوں تحریفات ہونے کے باوجود ان دو مسئلوں میں ان کا مذہب بھی اسلام کے بالکل مطابق ہے اگر کوئی مسلمان معاذاللہ مرتد ہوکر یہودی یا نصرانی بن جائے تو وہ اہل کتاب میں داخل نہیں بلکہ وہ مرتد ہے اس کا ذبیحہ باجماع امت حرام ہے۔ حذیفہ، طلحہ اور کعب بن مالک کو بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا کہ انہوں نے آیت مائدہ کی بنا پر اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کر لیا تو جب فاروق اعظمؓ کو اس کی اطلاع ملی تو سخت ناراض ہوئے اور ان کو حکم دیا کہ طلاق دے دیں ان عورتوں میں عام طور پر عفت و پاکدامنی نہیں ہے۔(مفتی محمد شفیع مصنف معارف القرآن)

کسی شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ مجاہدین میں سب سے زیادہ اجر و ثواب کس کا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا جو سب سے زیادہ اللہ کا ذکر کرے پھر پوچھا کہ روزہ داروں میں کس کا ثواب سب سے زیادہ ہے؟ فرمایا جو سب سے زیادہ اللہ کا ذکر کرے پھر اسی طرح نماز زکوٰۃ

www.freepdfpost.blogspot.com

اور حج وصدقہ کے متعلق سوالات کئے۔ ہر مرتبہ آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ جو اللہ کا ذکر زیادہ کرے وہی زیادہ مستحق اجر ہے (رواہ احمد از ابن کثیر)

تمام کائنات کی حقیقی روح اللہ کا ذکر اور اس کی عبادت ہے یہی وجہ ہے کہ جس وقت زمین سے یہ روح نکل جائے گی اور زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا تو ان سب چیزوں کی موت آجائے گی۔ صحابہ نے عرض کیا ''کیا فرشتوں کو تسبیح کرنے کے سوا اور کوئی کام نہیں اگر ہے تو پھر دوسرے کاموں کے ساتھ ہر وقت کی تسبیح کیسے جاری رہتی ہے'' فرمایا کیا تمہارا کوئی کام اور مشغلہ تمہیں سانس لینے سے روکتا ہے تسبیح فرشتوں کے لئے ایسی ہے جیسے ہمارا سانس لینا۔

صحیح مسلم میں شب معراج کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں یوسف علیہ السلام سے ملا تو دیکھا کہ اللہ تعالٰی نے پورے عالم کے حسن و جمال میں سے آدھا ان کو عطا فرمایا ہے اور باقی آدھا سارے جہان میں تقسیم ہوا ہے۔ یوسف علیہ السلام اور بن یامین دونوں بھائی بغیر ماں کے رہ گئے۔ ان کی تربیت پھوپھی کی گود میں ہوئی۔ اللہ تعالٰی نے یوسف علیہ السلام کو بچپن سے ہی کچھ ایسی شان عطا فرمائی کہ جو دیکھتا ان سے محبت کرنے لگتا تھا پھوپھی کا بھی یہی حال تھا کہ کسی وقت ان کو نظروں سے غائب کرنے پر قادر نہ تھیں دوسری طرف حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔ جب وہ چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے تو یعقوب علیہ السلام کا ارادہ ہوا کہ یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ رکھیں پھوپھی سے کہا تو انہوں نے عذر کیا پھر زیادہ اصرار پر مجبور ہو کر یوسف علیہ السلام کو ان کے والد کے حوالے تو کر دیا مگر ایک تدبیر ان کو واپس لینے کی یہ کی

www.freepdfpost.blogspot.com

کہ پھوپھی کے پاس ایک پٹکا تھا جو حضرت اسحاق علیہ السلام کی طرف سے ان کو پہنچا تھا اور اس کی بڑی قدر و قیمت سمجھی جاتی تھی ۔ یہ پٹکا پھوپھی نے یوسف علیہ السلام کے کپڑوں کے نیچے کمر پر باندھ دیا۔ یوسف علیہ السلام کے جانے کے بعد یہ مشہور کیا کہ میرا پٹکا چوری ہوگیا پھر تلاشی لی گئی تو وہ یوسف علیہ السلام کے پاس نکلا۔ شریعت یعقوب علیہ السلام کے مطابق اب پھوپھی کو یہ حق حاصل ہوگیا کہ یوسف علیہ السلام کو اپنا مملوک بنا کر رکھیں۔ جب تک پھوپھی زندہ رہیں یوسف علیہ السلام انہی کی تربیت میں رہے ۔ اسی لئے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے بنیامین پر چوری کا الزام ثابت ہونے پر کہا **ان یسرق فقد سرق اخ لہ من قبل** ۔ اگر اس (بنیامین) نے چوری (صواع کی) کر لی تو کچھ زیادہ تعجب کی بات نہیں ، اس کا ایک بھائی تھا اس نے بھی اسی طرح اس سے پہلے چوری کی تھی ۔

عزیز مصر کے انتقال کے بعد شاہ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی شادی زلیخا کے ساتھ کرا دی تھی یوسف علیہ السلام کے زلیخا سے دولڑکے افرائیم اور منشا اور ایک لڑکی رحمت بنت یوسف پیدا ہوئے ۔ رحمت کا نکاح حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھ ہوا اور افرائیم کی اولاد میں یوشع بن نون پیدا ہوئے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رفیق تھے ۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر مصر سے نکل جائیں تو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ یوسف علیہ السلام کی لاش کو مصر میں نہ چھوڑیں اس کو اپنے ساتھ لے کر ملک شام چلے جائیں اور ان کے آباؤ اجداد کے پاس دفن کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی قبر دریافت کی جو ایک سنگ مرمر

www.freepdfpost.blogspot.com

کے تابوت میں تھی اس کو اپنے ساتھ ارضِ کنعان فلسطین لے گئے اور حضرت اسحٰق ؑ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے برابر دفن کر دیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر نکلا اسطرح کہ میرا ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھا۔ آپ کا گذر ایک ایسے شخص پر ہوا جو بہت شکستہ حال اور پریشان تھا آپ نے پوچھا کہ تمہارا یہ حال کیسے ہو گیا اس شخص نے عرض کیا کہ بیماری اور تنگدستی نے یہ حال کر دیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں چند کلمات بتاتا ہوں وہ پڑھو گے تو تمہاری بیماری اور تنگدستی جاتی رہے گی وہ کلمات یہ تھے۔

تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَايَمُوْتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهُ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا (۱۱۱)(بنی اسرائیل)

اس کے کچھ عرصہ کے بعد پھر آپ ﷺ اس طرف تشریف لے گئے تو اس کو اچھے حال میں پایا۔ آپ ﷺ نے خوشی کا اظہار فرمایا۔ اس نے عرض کیا کہ جب سے آپ ﷺ نے مجھے یہ کلمات بتلائے تھے میں پابندی سے ان کو پڑھتا ہوں۔



www.freepdfpost.blogspot.com

صحابی جن

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

یہ جون 1973ء کی بات ہے ،بھٹو کا دور تھا۔مری بگٹی قبائل نے حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھائے ہوئے تھے ۔ میں173انجینئر بٹالین میں تھا۔میری یونٹ نے مجھے سائٹ دیکھنے کیلئے کوئٹہ بھیجا۔میرے ساتھ سکیورٹی گارڈ بھی تھے جن کے بغیر سفر محفوظ نہیں تھا۔میس میں میرے لیے رہائش کا انتظام نہیں ہو سکا تھا اس لیے مجھے امداد ہوٹل میں کمرا لینا پڑا۔جوانوں کو بھی میں نے برآمدے میں پہرا دینے کی بجائے اندر سو جانے کو کہہ دیا تا کہ کسی کو پتہ نہ چلے کہ یہاں کوئی آرمی آفیسر ٹھہرا ہوا ہے۔صبح نماز تہجد کیلئے اٹھا اور واش روم جانے لگا تو دیکھا کہ میرا ایک سپاہی شوکت ٹانگیں سینے سے لگا کے سویا ہوا تھا۔ میں نے سمجھا کہ شاید اس کو سردی لگ رہی ہے اس لیے اپنے بستر سے ایک چادر اٹھا کے اس پر ڈال دی۔ جوں ہی چادر ڈالی وہ بولنا شروع ہوگیا ''میں نے اس کو پکڑا ہوا ہے اور اس کی بہن کو بھی ۔اس کی خیریت چاہتے ہو تو اس کو کسی عامل کے پاس لے جاؤ۔''میں نے سرہانے کے نیچے سے پستول اٹھایا اور اس پر تان لیا۔مجھے سمجھ آگئی کہ اسے جن نے پکڑا ہوا ہے۔جن فوراً بول اٹھا کہ گولی نہ چلانا ورنہ میں فوراً اس سے الگ ہو جاؤں گا۔اور یہ آپ کے ہاتھ سے مارا جائیگا۔ میں نے جن سے کہا کہ کیا تم مجھے جانتے نہیں۔وہ بولا کہ جانتا ہوں ،آپ مولانا اللہ یار خان کے شاگرد ہیں۔میں نے پوچھا کہ تم حضرت مولانا اللہ یار خان کو کیسے جانتے

www.freepdfpost.blogspot.com

ہو۔کہنے لگا مولانا اللہ یار خان کو کون نہیں جانتا۔ان کا سینہ سورج سے بھی زیادہ روشن ہے۔اور یہ روشنی ہمیں بہت دور سے نظر آتی ہے۔میں نے پوچھا کیا تم نے حضرت مولانا اللہ یار خان کو دیکھا ہے۔کہنے لگا کہ میں نے انہیں دور سے دیکھا ہے،ان کے قریب نہیں جا سکتا۔میں نے اس سے کہا کہ تم نے شوکت کو کیوں پکڑا ہے۔کہنے لگا کہ یہ ان کا شاگرد نہیں ہے۔اس کا مولانا اللہ یار خانؒ سے تعلق ہوتا تو میں اس کو ہرگز نہ پکڑتا۔میں نے جن سے کہا کہ شوکت کو چھوڑ دو اور اسے دھمکی دی کہ اگر تو نے اسے نہ چھوڑا تو تجھے انوارات سے جلا کر راکھ کر دوں گا۔وہ کہنے لگا کہ مجھے آپ ایک گھنٹے کی مہلت دیں میں اسے ہمیشہ کیلئے چھوڑ دوں گا۔مگر میں اس کی بہن کو نہیں چھوڑوں گا۔ایک گھنٹہ تک شوکت بے ہوش پڑا رہا۔میں نے کئی دفعہ اسے بلایا،جھنجوڑا اور اٹھانے کی کوشش کی مگر وہ بدستور بے ہوش رہا۔ٹھیک ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد جن نے آ کر السلام علیکم کہا۔میں نے اس سے کہا کہ تم مسلمان ہوتے تو اس طرح لوگوں کو ایذا نہ پہنچاتے۔کہنے لگا کہ آپ کی وجہ سے میں اسے چھوڑ رہا ہوں پھر کبھی اس کے قریب نہیں آؤں گا۔پھر کہنے لگا کاش تمہاری طرح ہمیں بھی کوئی کامل شیخ مل سکتا۔ہمیں تو کامل کی بجائے عامل ہی ملتے ہیں جو ہم سے نیکی کی بجائے برائی کراتے ہیں۔اس کے بعد وہ سلام کہہ کر چلا گیا۔اب میں نے شوکت کو آواز دی تو وہ اٹھ بیٹھا۔میں نے جن والی ساری بات اس کو بتائی تو وہ کہنے لگا کہ سر اس جن نے ہم بہن بھائی کو بچپن سے پکڑا ہوا ہے۔مجھے تکلیف ہوتی ہے۔تو میری بہن کو بھی ہو جاتی ہے۔اب تو یہ ہر دوسرے چوتھے روز ہمیں پکڑ لیتا ہے۔کچھ دنوں بعد میں حضرت شیخ المکرّم کے پاس چکڑالہ حاضر ہوا تو سارا ماجرا بیان کیا۔حضرت جیؒ فرمانے لگے کہ جن کسی کو چھو بھی لے تو وہ بے ہوش ہو جاتا ہے اور جب کوئی آدمی کچھ عرصہ سے اس

www.freepdfpost.blogspot.com

کے زیرِ اثر ہو تو جن کا اس کی طرف خیال کرنے سے ہی اس کی طبیعت بے چین ہو جاتی ہے۔ کچھ خواتین ڈرامہ بھی کرتی ہیں کہ وہ جن کے زیرِ اثر ہیں تاکہ گھر والے ان کی فرمائشیں پوری کرتے رہیں۔ حضرت جی نے مجھے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا واقعہ سنایا کہ وہ اپنے کمرے میں بیٹھے پَر کے ساتھ لکھ رہے تھے کہ دروازے سے ایک سانپ اندر داخل ہوا۔ انہوں نے وہ پَر اس پر دے مارا جو سانپ کے سر میں پیوست ہو گیا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ اپنی جگہ سے اٹھے کہ اپنا پَر سانپ کے سر سے نکال لیں مگر سانپ آناً فاناً غائب ہو گیا۔ انہوں نے سانپ کو بہت ڈھونڈا مگر نہ ملا تو واپس اپنی نشست گاہ میں آ کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد دو اجنبی شخص آ گئے اور کہنے لگے کہ ہمارے ساتھ ہمارے بادشاہ کے پاس چلو۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ان سے پوچھا کہ کس لئے چلوں اور یہ کہ اس فقیر سے بادشاہ کو کیا کام۔ تمہیں غلطی لگی جو میرے پاس آ گئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ خود نہیں آئیں گے تو ہم آپ کو زبردستی اٹھا کر لے جائیں گے۔ آپ ان کے ساتھ جانے پر رضا مند ہو گئے تو وہ انہیں اٹھا کر کوہ قاف اپنے بادشاہ جنات کے پاس لے گئے۔ آپ نے دیکھا کہ جنوں کے بادشاہ کی کچہری لگی ہوئی ہے اور ان کا مقدمہ بادشاہ کے سامنے پیش ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ تم نے ہمارے ایک جن کو قتل کیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے کہا کہ انہوں نے کسی جن کو نہیں مارا۔ ہاں ایک سانپ ان کے کمرے میں آیا تھا جس کو انہوں نے پَر مارا تو وہ اس کے سر میں جا کر پیوست ہو گیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ بادشاہ کہنے لگا کہ وہ سانپ جن تھا اس لئے آپ جن کو قتل کرنے کے مرتکب ہوئے۔ شاہ صاحب نے حضور نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث پڑھی جس کا مفہوم ہے کہ اگر جن اپنی شکل سانپ کی بنا لے اور وہ کسی آدمی کے ہاتھوں مارا جائے تو

www.freepdfpost.blogspot.com

یہ قتل تصور نہیں ہوگا۔بادشاہ نے کہا کہ ٹھہرو ہمارے پاس ایک صحابی جن ہے میں اس کو بلاتا ہوں۔تم اس کے سامنے یہ حدیث پڑھنا۔اگر اس نے کہہ دیا کہ یہ صحیح حدیث ہے تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔اتنے میں صحابی جن کو طلب کیا گیا وہ آیا تو بادشاہ نے تعظیماً اپنی کرسی اس کیلئے خالی کردی۔جب وہ بیٹھ گئے تو بادشاہ نے کہا کہ اب حدیث پڑھو۔حضرت شاہ ولی اللہ نے حدیث پڑھی۔صحابی جن نے حدیث کے صحیح ہونے کی تصدیق کی۔جس کے بعد جنوں کے بادشاہ نے حکم دیا کہ انہیں اپنے گھر پہنچا دیا جائے۔اس واقعہ کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ اس اعتبار سے تابعی ہیں کیونکہ انہوں نے ایک صحابی جن کی زیارت کی ہے۔

اکوڑہ خٹک میں دریائے کابل کے کنارے ایک عمر رسیدہ شخص سے میری ملاقات ہوئی۔ جو چھ سات سال سے مسلسل روزے رکھ رہا تھا۔لوگ اپنی گمشدہ یا چوری شدہ اشیاء کے متعلق پوچھنے کیلئے اس کے پاس آتے تھے۔ہمارے استفسار پر اس نے ہمیں بتایا کہ تمہارا شیخ حضرت اللہ یار خانؒ اس وقت سب سے بڑے باطنی منصب پر فائز ہے۔ہم نے اس سے پوچھا کہ کیا یہ غوث کا منصب ہے؟ کہنے لگا کہ نہیں یہ اس سے اوپر کا ہے۔لوگ اس شخص کی عبادت، ریاضت اور تقویٰ سے بہت متاثر تھے۔وہ کہتا تھا کہ وہ روح سے بات کرسکتا ہے اور یہ کہ اسے کوئی بات پوچھنی ہو تو وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے پوچھ لیتا ہے۔اُس نے بتایا کہ حضرت مولانا اللہ یار خان کے منصب کے بارے میں بھی اسے حضرت خواجہ صاحب نے ہی بتایا تھا۔ایک دفعہ حضرت جیؒ کے ہمراہ سفر میں اکوڑہ خٹک سے گزر ہوا تو ہم نے حضرت جیؒ سے اس شخص کے بارے میں بات کی۔آپ نے قاضی ثناء اللہ لیٹی والے کو فرمایا کہ دیکھو اس کے پاس کیا ہے مجھے تو وہ خالی لگتا ہے۔قاضی صاحب کہنے لگے کہ اس کے پاس کچھ نہیں صرف مؤکل ہیں جن سے باتیں پوچھ کر لوگوں کو بتاتا

www.freepdfpost.blogspot.com

ہے۔حضرت مجھ سے فرمانے لگے کہ بیٹا! اس وقت دنیا میں سوائے ہماری جماعت کے کسی شخص کی برزخ میں رسائی نہیں اور نہ کوئی روح سے کلام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ہاں نفس کشی کے ذریعے جنات اور شیاطین کو اپنا ہمنوا بنا لیتے ہیں اور وہ ان کی مدد کرتے ہیں۔کچھ عرصہ بعد میری برج بٹالین نوشہرہ میں تبدیلی ہوگئی۔پتہ چلا کہ وہ شخص اسی بٹالین کا سویلین ملازم ہے۔میں نے اس کو اپنے دفتر میں طلب کیا اور اس سے پوچھا کہ تو تنخواہ فوج سے لیتا ہے اور کام کیوں نہیں کرتا تو رو پڑا۔کہنے لگا میجر صاحب ! میں اپنے مؤکل جنوں کو تابع رکھنے کیلئے رات دن نفس کو مارنے کی مشقت کرتا ہوں۔مجھے ڈر ہے کہ اگر ایسا نہ کروں تو وہ مجھے مار دیں گے۔جان بچانے کی خاطر کھانا پینا چھوڑ رکھا ہے، یہ مجھے بیوی بچوں کے پاس بھی نہیں جانے دیتے ،بس ہر وقت ان کے ساتھ رہتا ہوں ۔ کہنے لگا کہ میں ایک دفعہ حضرت مولانا اللہ یار خانؒ کی زیارت کے لیے رسالپور بھی گیا مگر یہ مجھے فوراً وہاں سے واپس لے آئے۔ میں نے اسے کہا کہ تم ان کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے ۔ کہنے لگا یہ بات ممکن نہیں اب تو مَر کر ہی ان سے جان چھوٹے گی۔



www.freepdfpost.blogspot.com

مرشد آباد سے ٹھٹھہ (مکلی) تک کا سفر

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

1970ء سے لے کر 1983ء تک ہم سال میں ایک دفعہ اکتوبر کے مہینے میں اپنے مرشد کے ہمراہ حضرت خواجہ اللہ دین مدنیؒ کے مزار پر حاضری کیلئے لنگر مخدوم جاتے رہے۔قیام عموماً ایک رات کا ہوتا۔دوسرے دن صبح کے وقت حضرت جیؒ ساتھیوں کو لے کر چنگڑانوالہ تشریف لے جاتے اور حضرت خواجہ قطبؒ کے مزار پر حاضری دیتے۔ذکر کی محفل جمتی اور دعا کے بعد واپس لنگر مخدوم تشریف لے آتے۔ظہر کی نماز کے بعد گھروں کو واپسی ہوتی۔حضرت مولانا اللہ یار خانؒ (آخری شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ) کے انتقال کے بعد بھی آج تک اس سلسلہ کے تاحیات ناظم اعلیٰ کرنل (ر) مطلوب حسین نے اس پروگرام کو جاری رکھا۔اس کے علاوہ بھی حضرت جیؒ کے ہمراہ کئی دفعہ حضرت شاہ بلاولؒ (دندہ) اور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے مزار پر حاضری دی اور محفل ذکر میں شرکت کی۔حضرت مولانا حسین علیؒ (واں بھچراں والے) حضرت سلطان باہوؒ اور حضرت شہباز قلندرؒ کو حضرت مولانا اللہ یار خانؒ ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔مگر افسوس بھی کرتے تھے کہ مولانا حسین علیؒ کے شاگردوں میں غلام اللہ خان،عنایت اللہ گجراتی،اور طاہر پنج پیری (میجر عامر کا والد) ساری عمر بَرزخ سے حصول فیض کے منکر اور مخالف رہے۔ملتان جب بھی جاتے تو

www.freepdfpost.blogspot.com

غوث بہاؤ الدین زکریاؒ اور حضرت شاہ رکن عالمؒ کے مزار پر ضرور حاضری دیتے اور محفل ذکر بھی جمتی۔

2011ء کے شروع میں ساتھیوں کا مطالبہ زور پکڑ گیا کہ تمام اولیاء کرام کے مزاروں پر حاضری دی جائے چنانچہ 12 جنوری بروز بدھ ساتھی مرشد آباد پہنچ گئے۔ سیالکوٹ سے عثمان، گوجرانوالہ سے حافظ عثمان، حنان، نجم اور عبدالباسط لاہور سے حسن، عثمان، حافظ عدنان اور عمر ملتان سے محسن اور کراچی سے گروپ کیپٹن (ر) عابد جعفری بمعہ اپنی اہلیہ شمیم، بیٹی فاطمہ اور بیٹا حسن قاسم اس قافلے میں شامل تھے۔ رات ہم نے اپنے مرشد کے پاس گزاری اور ان کی اجازت سے صبح کے ذکر کے بعد سفر شروع کیا۔ مرشد آباد سے دندہ 7 میل کے فاصلے پر ہے اس طرح ہمیں شاہ صاحبؒ کے پاس پہنچنے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔ مُجاوروں نے حضرت دندہ شاہ صاحبؒ کی قبر کو تین قبروں کی لمبائی کے برابر کیا ہوا ہے ان کے سرہانے بیٹھ کر ہم نے ذکر کیا (سامنے جگہ نہ تھی) اور ان سے حاضری کا مدعا بیان کیا کہ ہم نے گاڑیوں پر کراچی تک سفر کرنے کا ارادہ کیا ہے اور راستے میں جتنے صوفیاء کرام کے مزارت ہیں وہاں حاضری بھی دینی ہے اور ذکر بھی کرنا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے شکوہ کیا کہ جب حضرت مولانا اللہ یار خانؒ زندہ تھے تو تم ان کے ساتھ آیا کرتے تھے اس کے بعد آنا جانا بند کر دیا۔ دندہ سے نکل کر ہم میانوالی تلہ گنگ روڈ پر آ گئے۔ تلہ گنگ سے بلکسر اور وہاں سے موٹروے پر ہو لئے۔ کوئی تین گھنٹے کے سفر کے بعد ہم نے مخدوم انٹرچینج پر موٹر وے کو خیر باد کہہ دیا اور سیال موڑ سے لنگر مخدوم کی طرف گاڑیوں کا رخ موڑ دیا۔ کوئی دس گیارہ کلومیٹر کے

www.freepdfpost.blogspot.com

سفر کے بعد ہم بائیں طرف لنک روڈ پر ہو لئے اور ٹوٹی پھوٹی خستہ حال سڑک پر دو تین کلومیٹر جانے کے بعد حضرت خواجہ اللہ دین مدنیؒ کے مزار پر پہنچے۔ چونکہ جمعرات کا دن تھا۔ ویک اینڈ نہ ہونیکی وجہ سے ملازم ساتھی ذکر کرنے کیلئے نہ یہاں اور نہ حضرت جیؒ کے پاس آ سکے۔ حضرت خواجہ اللہ دین مدنیؒ بہت خوش ہوئے ہمیں مرحبا کہا اور دین و دنیا کی بھلائی کی دعا فرمائی۔ اس آدھ گھنٹہ کی حاضری اور دعا کے بعد چنگڑانوالہ کی طرف چل دیئے حالانکہ یہاں ذکر کی محفل میں حضرت خواجہ قطبؒ بھی تشریف رکھتے تھے۔ میرا مشاہدہ ہے کہ جب یہاں ذکر ہوتا ہے تو حضرت خواجہ قطبؒ بھی شمولیت فرماتے ہیں اور جب ہم ان کے ہاں چنگڑانوالہ ذکر کیلئے بیٹھتے ہیں تو حضرت خواجہ اللہ دین مدنیؒ بھی شرکت فرماتے ہیں۔ اس طرح محفل ذکر کی رونق دوبالا ہو جاتی ہے۔

حضرت مولانا اللہ یار خانؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ قطبؒ اپنے زمانہ کے قطب مدار گزرے ہیں اور مستجاب الدعواۃ ہیں۔ حضرت خواجہ محمد فرماتے ہیں کہ میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھالوں تو زمین آسمان پھٹ سکتے ہیں مگر میری دعا رد نہیں ہوسکتی۔ اگر دعا کی درخواست پر خواجہ قطبؒ فرما دیں کہ تم دعا کرو میں آمین کہوں گا تو سمجھو کہ قبولیت کا چانس ففٹی ففٹی ہے۔ حضرت جیؒ فرمایا کرتے تھے کہ قطب مدار آسمانوں کا ستون ہے۔ قطب مدار کا منصب قیامت تک برقرار رہے گا اور جب یہ منصب نہ رہا تو قیامت قائم ہو جائے گی۔ سب کچھ ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ یہاں حضرت خواجہ قطبؒ کے پاس حاضری اور محفل ذکر کے بعد ہم دوبارہ بذریعہ موٹروے لاہور کیلئے عازم سفر ہوئے ظہر کی نماز سکھیکی کی مسجد میں ادا کی۔ لاہور آکر سیدھے حضرت غوث علی ہجویریؒ کی خدمت میں لاہور

www.freepdfpost.blogspot.com

فورٹ پہنچے مگر انہوں نے اپنے ہاں بیٹھنے کی اجازت نہ دی۔فرمایا کہ لوگ آپ کو دیکھ کر یہاں آنا اور بیٹھنا شروع کر دیں گے اور چراغ جلائیں گے اور دوسری بدعات کے مرتکب ہوں گے لہٰذا آپ لوگ علامہ اقبالؒ کے مزار پر بیٹھ کر ذکر کرلو میں وہاں آجاتا ہوں۔حسب ارشاد ہم نے علامہ اقبال کے مزار پر بیٹھ کر ذکر کیا۔ لاہور کے اکثر ساتھی موجود تھے بلکہ گوجرانوالہ کے بہت سے ساتھی بھی آ گئے تھے۔آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ علامہ اقبال بھی اپنی حیات میں لطائف ومراقبات کیا کرتے تھے ۔ لطائف کے بارے میں انہوں نے اپنی کتاب ''ری کنسٹرکشن آف ریلجس تھاٹ اِن اسلام ''میں تذکرہ کیا ہے۔ان کے مطابق لطائف کرنا ہی ذکر کرنا ہے۔سلوک میں دیکھنا دکھانا یعنی کشف وکرامات مقصود نہیں بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ انسان اللہ کا بندہ بن جائے ۔انگریزی عبارت یوں ہے۔

The uilmate aim is not to see something but to be something.

حضرت داتا صاحبؒ کی خدمت میں حاضری نہ دے سکے کیونکہ وہاں کچھ عرصہ پہلے خود کش دھماکہ ہوا تھا جس کے پیش نظر آپؒ نے فرمایا کہ تم لوگ پیر مکی محلے میں کسی کے گھر ذکر کرلیا کرو۔لہٰذا ہم نے شام کو معمول حافظ عدنان کے گھر میں کیا اور رات کا قیام بھی ۔سہ پہر کو کھانے کا بندوبست علی وعمر نے اپنے گھر (پیر مکی) میں کیا ہوا تھا۔کھانے سے فارغ ہو کے خواتین کو ذکر کرایا۔

www.freepdfpost.blogspot.com

14 جنوری 2011ء کو لاہور سے جلدی نہ نکل سکے کہ دھند کی وجہ سے موٹروے بند تھی۔ کوئی دس بجے کے قریب ہم نے اپنا سفر شروع کیا۔ ہمارا خیال تھا کہ ہم ظہر تک حضرت سلطان باہوؒ کے پاس پہنچ جائیں گے مگر وہاں پہنچتے پہنچتے مغرب ہو گئی۔ کشتی کے ذریعہ گاڑیوں کو دریا عبور کرانا محفوظ نہ تھا لہٰذا ہمیں لمبا سفر طے کر کے حضرت سلطان باہوؒ کے مزار پر آنا پڑا۔ مزار پر پہنچتے ہی جو منظر دیکھا وہ بہت مایوس کن تھا۔ قبر کے سامنے ایک شخص سجدہ ریز تھا اور گڑگڑا کر اپنی دکھ بھری کہانی کہہ رہا تھا۔ ہم ذکر کیلئے صف آرا ہوئے تو انتظامیہ کے لوگوں نے شور مچا دیا کہ موبائل بند کرو اور نکلو ادھر سے۔ مغرب کی نماز کیلئے مسجد پہنچو۔ ہم نے جلدی جلدی لطائف کیے اور باہر آ گئے۔ بہت نکلے میرے ارماں کے مصداق دل گرفتہ ہو کر شورکوٹ کا رخ کیا۔ سرفراز ہماری آمد کا منتظر تھا۔ وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا بعد میں حسین بھی آ گیا۔ رات کا ذکر سرفراز کے گھر میں کیا چونکہ ساتھیوں کی تعداد زیادہ تھی۔ اس لیے سونے کے لیے آدھے ساتھی حسین کے گھر چلے گئے۔ سرفراز اور حسین کے بچوں کو میں نے کئی سالوں کے بعد دیکھا تھا۔ جو کافی بڑے لگ رہے تھے۔ اللہ ان کو نیک کرے اور انہیں ذکر پر دوام نصیب فرمائے۔ آمین!

15 جنوری بروز ہفتہ ہم نے ملتان جانا تھا اور حضرت غوث بہاؤالدین ذکریاؒ کی خدمت میں حاضری دینی تھی۔ سرفراز فیملی نے بھی ہمارے ساتھ ملتان جانے کا پروگرام بنا لیا۔ میں نے ان کے ساتھ گاڑی میں یہ سفر طے کیا ہم سیدھے حضرت غوث بہاؤالدین ذکریاؒ کی خدمت میں پہنچے۔ ملتان کے ساتھی بھی پہنچے ہوئے تھے۔ سکون کے ساتھ ذکر کیا اور موبائل پر لاہور، گوجرانوالہ، کراچی

www.freepdfpost.blogspot.com

کے لوگوں کو بھی ذکر کرایا۔حضرت غوث بہاؤ الدین زکریاؒ کے پاؤں کی جانب دروازے کے باہر ان کے خادم کی قبر ہے۔جو فنافی الرسول ہے۔میں نے اس قبر کی نشاندہی کی اور سب ساتھیوں نے یہاں فاتحہ پڑھی بعد میں حضرت شاہ رکن عالمؒ کے مزار پر گئے اور ذکر کیا۔حضرت غوث بہاؤ الدین ذکریاؒ نے گلہ کیا کہ تم اب کم کم آتے ہو۔میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے اپنے شیخ حضرت مولانا اللہ یار خانؒ کی قبر پر ہرسال کم از کم 33 مرتبہ جانا ہوتا ہے کیونکہ پاس ہونے کے لیے کم از کم 33 نمبر درکار ہوتے ہیں۔اس لیے اور کہیں جانہیں پاتا۔حضرت غوث بہاؤ الدین زکریاؒ نے ہماری حاضری کو شرف قبولیت بخشا اور سلسلہ عالیہ کیلئے میرے کام کو سراہا۔فرمایا یہاں ملتان میں روافض کا بہت زور ہے جن کے خلاف کام کرنے کی ضرورت ہے۔رات کا قیام و طعام محسن کے گھر میں تھا۔ سرفراز اپنی فیملی کے ساتھ واپس شورکوٹ لوٹ گیا۔

16 جنوری بروز اتوار ہمیں سہون شریف پہنچنا تھا۔سفر چونکہ لمبا تھا اس لئے مجبوراً ہمیں سکھر رکنا پڑا۔سکھر میں جناب عابد جعفری کے رشتہ داروں کے ہاں ہم نے رات بسر کی جن کی مہمان نوازی ہمیشہ یاد رہے گی۔17 جنوری کو ہم سہون شریف حضرت شہباز قلندرؒ کے مزار پر حاضری کے لئے پہنچے۔مزار پر کسی بڑے نے چادر چڑھانے آنا تھا اس لئے اس کی تزئین و آرائش کا بندوبست ہو رہا تھا۔بھکاریوں کا ہجوم تھا ہم نے شور شرابے کے باوجود ذکر کی محفل جمائی۔حضرت شہباز قلندرؒ فرمانے لگے کہ برسوں کے بعد کسی نے میری قبر پر آکے لطائف کئے ہیں ورنہ یہاں لوگ دھمال ہی ڈالتے ہیں۔بدقسمتی سے میری قبر رافضیوں کے تسلط میں ہے جن کی بدعات اور رسومات کا تصوف و

www.freepdfpost.blogspot.com

سلوک سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔یہاں سے نکل کر گروپ کیپٹن (ر) عابد جعفری کے گھر سیدھے بلوچ کالونی پہنچے۔ظہر کی نماز کے بعد ہمارا ارادہ ٹھٹھہ جانے کا تھا۔جہاں مکلی کے قبرستان میں ایک صحابی رسول دفن ہیں۔مکلی جانے کیلئے قافلے میں ایک گاڑی کا مزید اضافہ ہو گیا۔حسن کاشف،طاہر،عدنان اور ان کے اہل خانہ بھی ساتھ ہو لئے۔صحابی رسول نے اپنا نام ابو سلطان بتایا۔فرمایا کہ میں حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ایران آیا۔پھر وہاں سے کراچی آ گیا۔چونکہ میرا پیشہ جانوروں کی تجارت تھا اسی وجہ سے ٹھٹھہ کا رخ کیا مگر یہاں آ کے موت نے زیادہ مہلت نہ دی اور مکلی کو ہی اپنا مستقل برزخی ٹھکانہ بنانا پڑا۔آپ لوگ یہاں صدیوں بعد میری قبر پر لطائف کرنے آئے ہیں۔لوگ بہت آتے ہیں مگر کسی اور غرض سے۔ذکر کرنے کبھی کوئی نہیں آیا۔ہاں ایک دفعہ عبید اللہ نامی ایک شخص آیا تھا جس نے ساتھیوں سمیت ذکر اور مراقبہ کیا تھا۔اس کے بعد ایسے لوگوں کو ترستا رہا۔آج آپ لوگوں کو دیکھ کر دل بہت خوش ہوا۔ہو سکے تو آتے جاتے رہنا تا کہ ان بدکار لوگوں کی چھوڑی ہوئی نحوست میں کچھ کمی آ سکے۔اپنے شیخؒ کو میرا سلام دینا اور ان سے کہنا کہ قرب قیامت میں آپ کی نظیر نہیں ملتی۔



www.freepdfpost.blogspot.com

مرشد آباد کی اویسیہ مسجد میں اعتکاف

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْعَمَ عَلَیْنَا وَھَدٰنَا اِلٰی دِیْنِ اْلاِسْلَام ۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اَللّٰہُ نُوْرُالسمٰوٰتِ وَاْلاَرْض... یَھْدِیْ اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَاء

(اللہ آسمانوں اورزمینوں کا نور ہے۔۔۔۔وہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کیطرف لے آتا ہے)

بیالیس سالوں سے میں سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ سے منسلک ہو کے اللہ اللہ کر رہا ہوں اور تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ ہر سال لیلتہ القدر کو پاتا ہوں ۔شام کو ذکر کرنے کی غرض سے جب بیٹھتا ہوں اور آنکھیں بند کرتا ہوں تو فضاء کو روشن دیکھتا ہوں ۔ جب رمضان المبارک کی رات آتی ہے تو فضا کئی گنا زیادہ روشن نظر آتی ہے اور جس رات کو شب قدر ہوتی ہے وہ رات رمضان المبارک کی باقی راتوں سے کئی گنا زیادہ روشن نظر آتی ہے۔تجلیات باری کا نزول بتاتا ہے کہ آج لیلتہ القدر ہے اور جیسا کہ مشہور ہے کہ یہ آناً فاناً آتی اور ختم ہو جاتی ہے ایسا ہرگز نہیں ۔لیلتہ القدر کی رات کو تجلیات باری کا نزول ساری رات رہتا ہے اور جاگنے والے خوش نصیب اپنی اپنی استعداد کے مطابق دامن بھرتے ہیں اور سیر ہو کے مستفیض ہوتے ہیں۔

ساتھی رویت ہلال کمیٹی کے اعلان کا کبھی انتظار نہیں کرتے ۔جیسے ہی شام پڑتی ہے مجھے

www.freepdfpost.blogspot.com

ٹیلیفون آنا شروع ہوجاتے ہیں کہ آج رات سے رمضان المبارک ہے کہ نہیں۔ پھر آخری عشرے کی طاق راتوں کو بھی شام ہوتے ہی ساتھیوں کے فون اور پیغامات کی بھر مار ہو جاتی ہے کہ بتاؤ آج لیلتہ القدر ہے کہ نہیں۔آج کل چونکہ ہر شخص کے پاس موبائل فون کی سہولت موجود ہے تو لیلتہ القدر کا راز فاش ہونے میں دیر نہیں لگتی ۔مگر اس کا نقصان یہ ہے کہ ساتھی باقی راتوں کو اتنی اہمیت نہیں دیتے اور نہ اتنی لگن اور شوق سے عبادت کرتے ہیں۔اسی وجہ سے حضرت جیؒ نے مجھے منع فرما دیا ہے کہ اگر لیلتہ القدر شروع کی راتوں میں ہو تو نہ بتایا جائے۔اس مرتبہ لیلتہ القدر اکیسویں رمضان المبارک کو تھی ۔ساتھیوں کا اجتماع ستائیسویں شب کو تھا۔اگر ان کو معلوم پڑتا کہ لیلتہ القدر اکیسویں کو گزر چکی ہے تو وہ پہلے جیسے جوش و جذبے کیساتھ مرشد آباد نہ آتے۔مرشد آباد پہنچ کے مجھ سے پوچھا تو میں نے بتا دیا کہ میرے حساب سے تو لیلتہ القدر گزر چکی ہے۔کشف کے صحیح یا غلط ہونے کا دار و مدار تقویٰ پر ہے۔شیخ المکرّم جب حیات تھے تو کشف میں غلطی کا احتمال بہت ہی کم تھا۔شکر ہے اس کے باوجود ساتھی پہلے جیسے جوش و جذبہ کے ساتھ عبادت اور ذکر اذکار میں مشغول رہے۔

اب کی بار 20 جولائی 2012ء کو ماہ رمضان کا چاند دیکھنے کیلئے رویت ہلال کمیٹی بیٹھی ۔میں نے دیکھا کہ آج رات باقی راتوں کے مقابلے میں زیادہ روشن ہے اس کا مطلب ہے کہ رمضان المبارک شروع ہوگیا۔میں نے ساتھیوں کو سات بجے ہی بتا دیا کہ کل روزہ ہوگا۔مگر رویت ہلال کمیٹی والے 9 بجے یہ کہ کر اٹھ گئے کہ ملک میں چاند کہیں نظر نہیں آیا۔میں خود شش و پنج میں پڑ گیا کہ ایسا کیسے ہوسکتا ہے۔حضرت جیؒ سے رابطہ کیا تو انہوں نے بھی تصدیق کر دی کہ کل روزہ

www.freepdfpost.blogspot.com

ہے۔میرے کہنے پر ساتھیوں نے تو تراویح بھی پڑھ لی تھیں۔تھوڑی دیر گزری تھی کہ ٹی وی پر دوبارہ اعلان ہوا کہ کل پہلا روزہ ہوگا۔یوں میرا کشف صحیح ثابت ہوا اور ساتھیوں کا یقین بھی اور پختہ ہو گیا۔

مرشد آباد میں اعتکاف کا پروگرام پچھلے سال بھی بنا تھا مگر چند وجوہات کی بناء پر اس پر عمل نہ ہو سکا تھا۔اس سال بھی ناظم اعلیٰ صاحب نے جو پروگرام شائع کیا اس میں آخری عشرہ کا اعتکاف شامل تھا۔ساتھیوں کی بڑی تعداد تیار تھی مگر زیادہ لوگوں کیلئے چونکہ بندوبست ممکن نہیں تھا اس لئے کم تعداد کو اعتکاف بیٹھنے کی اجازت ملی۔ ہم 11 لوگ تھے جو9اگست کو مرشد آباد پہنچے۔اعتکاف بیٹھنے والوں میں خلیفہ مجاز میجر (ریٹائیرڈ)غلام محمد یعنی میرے علاوہ گروپ کیپٹن رضوان حیدر ،ونگ کمانڈر محمد ممتاز خان، حسن فاروق حمید، نجم ،فیصل ،کاشف اقبال ،سیف اللہ،معیز،حفیظ الامین اور ملک اللہ یار تھے۔مرشد آباد چونکہ جی ٹی روڈ سے گیارہ کلومیٹر دور ہے اور یہاں سے مین روڈ تک جانے کیلئے لوکل ٹرانسپورٹ بھی نہیں چلتی اس لئے اعتکاف بیٹھنے صرف وہ لوگ آئے جن کے پاس اپنی گاڑی تھی ۔حسن اپنے تین ساتھی نجم،فیصل اور کاشف اقبال جو گجرانوالہ سے رات کو ہی اس کے پاس آگئے تھے کو لے کر لاہور سے براستہ سرگودھا9اگست کو دس بجے میرے پاس واں بھچراں پہنچے۔ میں نے سب ساتھیوں کو باری باری غسل کرنے کا کہا کیونکہ اعتکاف کے دوران غسل لینے کی اجازت نہیں ہوتی ۔واں بھچراں سے میں اور سیف اللہ ان کے ساتھ ہو لئے ۔ہم لوگ 2 بجے بن حافظ پہنچے نماز ہم نے وہاں کے امام کے پیچھے نہیں پڑھی کیونکہ یہ لوگ حیات

www.freepdfpost.blogspot.com

انبیاءاورسماع موتیٰ کونہیں مانتے۔ہم اڑھائی بجے مرشدآباد پہنچے۔ہم سے پہلے گروپ کیپٹن رضوان اوران کا بیٹامعیز پہنچے ہوئے تھے۔نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے حضرت جیؒ کے پاس حاضری دی اور پوچھا کہ اعتکاف کے دوران کیا ہم آپ کے مزار کے پاس بیٹھ کر ذکر کر سکتے ہیں۔حضرت مرشدؒ نے فرمایا کہ تم لوگ اللہ کے گھر کے معتکف ہو۔دورانِ اعتکاف اللہ کا گھر چھوڑ کے میرے پاس نہیں آسکتے۔اس کے بعد ملک اللہ یار اعتکاف کی نیت سے تشریف لے آئے۔عصر کے بعد ونگ کمانڈر ممتاز خان بھی اسلام آباد سے پہنچ گئے۔غروب آفتاب سے ذرہ پہلے حضرت کا نواسہ حفیظ الامین بھی آگیا۔اس طرح اعتکاف بیٹھنے والے ہم گیارہ ہو گئے۔

شام کوتراویح میں حافظ امیر محمد نے قرآن ختم کیا۔اعتکاف کے ایام میں یہ طے پایا کہ ہم روزانہ پانچ دفعہ ذکر کریں گے تا کہ ذکر کی ہاف سنچری ہو جائے اور ہر ساتھی روزانہ تین پارہ قرآن پڑھے گا تا کہ ہر ایک کا ختم قرآن ہو جائے اور ہر ساتھی روزانہ ایک ہزار درود شریف پڑھے گا۔ ہمارے ذکر کے اوقات یہ تھے۔صبح چار بجے پھر دس بجے۔ظہر کے بعد۔عصر کے بعد اور مغرب کے بعد۔ہم تین دفعہ تلاوت کرتے تھے صبح سات بجے کے بعد، پھر ظہر کے ذکر کے بعد، پھر عصر کے ذکر کے بعد۔ باقی اوقات میں درود شریف اور نیند شامل تھی۔ جمعہ نماز سے پہلے معیز نے غسل کر لیا تو حفیظ الامین نے اسے بتایا کہ بغیر شرعی عذر کے آپ اعتکاف کے دوران نہیں نہا سکتے۔جمعہ ہم نے چکڑالہ جا کر چٹی مسجد میں پڑھا۔ جمعہ کی نماز حافظ عبیداللہ نے پڑھائی۔حافظ عبیداللہ سے پہلے اس مسجد میں ہمارے شیخ حضرت اللہ یار خان نماز جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔آدھی رات کے وقت حافظ

www.freepdfpost.blogspot.com

عثمان اور عادل گجرانوالہ سے پہنچے۔اتنی دیر سے آنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ وہ گجرانوالہ کی مدنی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھا کے نکلے اس لئے لیٹ ہو گئے ۔ وہ اگلے جمعہ کی صبح تک ہمارے ساتھ رہے البتہ عادل اتوار سہ پہر میں واپس چلے گئے تھے ۔رات کو زبردست آندھی چلی۔سب کچھ ریت ریت ہو گیا۔

11اگست بروز ہفتہ شام کو ناظم اعلیٰ کرنل مطلوب حسین تشریف لائے ۔ان کیساتھ اسلم صاحب اور عمر تجارب بھی تھے۔ہم روزہ افطار کرنے کے منتظر تھے کہ حضرت جیؒ کی آواز آئی ''روزہ کھولدے کیوں نہیں'' یوں ہم نے ان کے حکم پر روزہ افطار کیا۔اگلے روز اتوار کو کرنل مطلوب علی الصبح لاہور واپس چلے گئے۔کرنل صاحب بہت خوش تھے کہ حضرت جیؒ کے پاس اعتکاف بیٹھنے کی دیرینہ خواہش پوری ہو گئی۔تراویح ہم نے حافظ امیر محمد کے پیچھے پڑھیں۔ٹھنڈے مزاج کے تھکے تھکے لگتے تھے۔ایک دن قرآن پڑھنے والے بچے بچیوں کو انہیں مارتے دیکھا تو پتہ چلا کہ یہ مزاج کے اتنے ٹھنڈے بھی نہیں۔ 9 بجے تراویح کا وقت تھا اور 9 بجے بجلی کی لوڈ شیڈنگ کا بھی۔یوں ہم پانی کے بغیر ہی دوران تراویح پسینے سے نہا لیا کرتے تھے۔

اتوار کو تراویح سے فارغ ہو کے لیٹے تو شیخ المکرّم کا حکم ملا کہ صبح کے معمول میں سوائے معیز کے جو ابھی اٹھارہ سال کا بھی نہیں ہوا باقی سب کی روحانی بیعت کروا دو۔میں نے ساتھیوں کو بتایا تو سب کے چہرے دمک اٹھے۔ان کی خوشی دیدنی تھی۔ہم نے طے کیا کہ ڈیڑھ بجے اٹھ جائیں گے۔نوافل ادا کرنے کے بعد 2 بجے ذکر کے لئے بیٹھ جائیں گے۔چنانچہ 12اگست 12 کو صبح سحر

www.freepdfpost.blogspot.com

ی کھانے سے پہلے ہم نے ذکر کیا۔ میرے سامنے نو دس موبائل فون رکھے تھے اسطرح ہمارے ساتھ ہمارے گھر والوں نے بھی ذکر کیا۔دوران ذکر جب مسجد نبویؐ پہنچے تو دیکھا کہ شیخ المکرّم حضرت اللہ یار خانؒ ساتھیوں کی روحانی بیعت کرانے کیلئے تیار تھے ۔ میں نے باری باری حفیظ الامین، ممتاز خان، رضوان حیدر، سیف اللہ، محمد فیصل، ندیم ارشد نجم، کاشف اقبال اور ملک اللہ یار کو روحانی بیعت کیلئے پیش کیا۔حضرت شیخ المکرّم نے خود ان کو حضور اکرم ﷺ کے سامنے بٹھایا اور روحانی بیعت کرائی پھر ان کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مصافحہ کرایا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیعت کا اندارج ہوا۔(ہمیں تو روحانی بیعت رجسٹر میں اپنا نام بھی دکھایا گیا تھا اور سیریل نمبر بھی) پھر ان کو قرآن مجید ملے اور تسبیح عطا ہوئیں جو حضور نبی اکرم ﷺ نے خود انکو پکڑائیں کہ زندگی قرآن مجید کے مطابق گزارنی ہے اور زندگی کے اوقات اللہ کی یاد میں گزارنے ہیں۔ حضرت جیؒ کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی کیونکہ سلسلہ کے 8 ساتھیوں کی ایک ساتھی روحانی بیعت ان کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوئی تھی جن میں ان کا نواسہ بھی شامل تھا۔اگلے روز مجھے فرمایا کہ ان کو فنافی الرسول بھی کرا دو۔ چنانچہ حضرت شیخ المکرّم کے حکم کے مطابق حفیظ الامین کو 13اگست 12 صبح ساڑھے چار بجے۔حافظ عثمان کو13اگست شام 6 بجے حسن فاروق حمید کو 13اگست رات 8 بجے ۔ممتاز خان کو 14اگست صبح ساڑھے چار بجے۔رضوان حیدر کو 14اگست صبح دس بجے۔سیف اللہ کو 14اگست ظہر کے بعد ۔محمد فیصل کو 14اگست عصر کے بعد۔نجم کو 14اگست مغرب کے بعد۔کاشف اقبال کو 15اگست صبح ساڑھے چار بجے اور ملک اللہ یار کو

www.freepdfpost.blogspot.com

15اگست صبح دس بجے فنا فی الرسول کی دولت سے نوازا گیا۔

روحانی بیعت کرانے کے بعد حضرت جیؒ قرآن مجید کی آیت **اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا(۱۰)** پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرا کام پورا ہو گیا۔میں نے تمہارا ہاتھ پیغمبر ﷺ کے دست اقدس میں دے دیا۔اب تم خود حضور ﷺ کو جواب دہ ہو۔تم نے اپنے پیغمبر ﷺ سے کیا ہوا وعدہ نبھانا ہے اب تم سے براہِ راست پوچھ ہو گی۔خبردار اب غلطی کی کوئی گنجائش نہیں۔

15اگست کی شام کو رمضان المبارک کی 27ویں شب تھی۔ پشاور، کامرہ ،رسالپور ، اسلام آباد، سیالکوٹ، گجرانوالہ، گجرات ، حافظ آباد، لاہور، فیصل آباد، ملتان اور میانوالی سے لوگ رات گزارنے مرشد آباد پہنچے۔مسجد کی رونقیں دوبالا ہو گئیں ۔ بچے نوجوان بوڑھے ہر عمر کے لوگ نظر آئے جن کو ذکر کی تشنگی اور حضرت شیخ المکرّم کی محبت یہاں کھینچ لائی ۔جو اپنے قلب و روح کو انوارات اور تجلیات باری سے فیضیاب کرانے کی لگن سے سرشار تھے جن پر گریہ طاری تھا رقت طاری تھی۔مسجد" اللہ ھو" کی گونج سے بقۂ نور بنی ہوئی تھی ۔ ہر آنکھ اشک بار تھی۔ہر گناہگار تائب تھا۔رات عبادت میں گزارنے کے بعد اگلے روز جب وہ رخصت ہو رہے تھے تو وہ ایک نیا عزم ولولہ اور ذکر الٰہیٰ کا جذبہ لے کر جا رہے تھے۔شیخ المکرّم بھی ایک شفیق باپ کی طرح سب کو الوداع

www.freepdfpost.blogspot.com

کہ رہے تھے اور دعا بھی دے رہے تھے استقامت کی' ذکر پردوام کی اور سلسلے کی ترویج کیلئے جدوجہد میں کامیابی کی ۔ کیوں نہ ہو یہ سلسلہ ان کا ہی تو ہے۔ وہ ہی سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے آخری شیخ سلسلہ ہیں ان کے ہم سب خلفاء مجازین نے آپ کے نائبین کی حیثیت میں سالکین کی تربیت کرنی ہے اور اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہوتے ہوئے سلسلہ کو اگلی نسل تک ٹرانسفر کرنا ہے۔ اب یہ دیکھنا ہمارا فرض ہے کہ ہم کیسے یہ فرض نبھاتے ہیں۔

اگر ہم سب کا اعتکاف میں الگ الگ عبادت کرنے کا نصاب ہوتا تو یہ سوچ کر کہ دوسرا بندہ ڈسٹرب نہ ہو، ہم ایک دوسرے سے پردہ کر لیتے اپنے اردگرد چادریں تان لیتے ۔کوئی تلاوت کرتا تو کوئی ذکر کرتا اور کوئی نفل پڑھتا اور کوئی آرام کر رہا ہوتا۔مگر چونکہ ہم سب ایک ساتھ سوتے ایک ساتھ جاگتے ایک ساتھ ذکر کرتے اور ایک ساتھ تلاوت کرتے تھے اس لیے ہمیں ایک دوسرے سے پردہ کرنے کی ضرورت نہیں پڑی ۔ کھلے برآمدے میں ہم سب نے بستر لگائے اور سب نے اجتماعی ذکر کئے ایک ساتھ بیٹھ کر قرآن مجید پڑھا اور تسبیحات پوری کیں۔رات کو سونے کے لئے صرف تین گھنٹے میسر تھے۔اس طرح ہم صبح ذکر کے بعد نیند پوری کر لیتے تھے۔بجلی کی لوڈشیڈنگ نے بھی ہمارا پورا پورا ساتھ دیا اور آخر دم تک دوستی نبھائی۔

میرے بیٹے سیف الرحمٰن کی ہمت بھی قابل داد ہے جو آخری تین راتیں ہمارے ساتھ گزارنے کے لئے 70 کلومیٹر کا سفر موٹر سائیکل پر طے کر کے آتا رہا۔ جیسے جیسے چاند رات قریب آرہی تھی اور ہمارا اعتکاف اختتام کی طرف بڑھ رہا تھا ایسے ایسے ہمیں ایک دوسرے سے جدائی کا

www.freepdfpost.blogspot.com

خوف دامن گیر ہو رہا تھا کہ پھر نہ یہ ذکر رہیں گے اور نہ ان جیسی کیفیات ہوا کریں گی۔ پھر جس نوعیت کی سکینہ کا اوپر سے نزول ہو رہا تھا۔ اس کے ختم ہو جانے کا ڈر بھی تھا بادل نخواستہ آخری دن آہی گیا۔ کبھی خود کو دیکھتے تھے تو کبھی شیخ کی قبر کو جہاں سے سارا عالم فیضیاب ہوتا ہے۔ حضرت قبلہ عالم بھی افسردہ تھے آخری افطار کے بعد ہم نے نماز پڑھی اور الوداعی ذکر کے لئے حضرت جیؒ کی قبر کے پاس آبیٹھے۔ روتے روتے ذکر کیا اور باہر نکل کے اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کے گھروں کو روانہ ہو گئے ملک اللہ یار کو ونگ کمانڈر ممتاز خان نے سات آٹھ کلومیٹر کے سفر کے بعد انہیں اپنے گھر کے باہر اتار دیا۔ اگلے روز عید کے دن پتہ چلا کہ ملک اللہ یار کو نمازِ عید سے پہلے فالج کا اٹیک ہو گیا۔ انہیں میانوالی ہسپتال لے جایا گیا مگر وہ جانبر نہ ہو سکے اور عید سے اگلے روز برزخ سدھار گئے **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيهِ رَاجِعُوْن**۔ بعدازاں میں نے جب ان کا حال دیکھنے کیلئے نظر کی تو دیکھا کہ وہ حضرت شیخ المکرّم کی قبر میں حضرت جیؒ کے ساتھ خوش باش بیٹھے ہیں۔ کیا ہی خوش نصیب شخص ہے جس کی قسمت پر جتنا بھی رشک کیا جائے کم ہے۔ ملک اللہ یار حضرت جیؒ کے وقت سے سلسلہ عالیہ میں تھے۔ شاید ملک الموت ان کی روحانی بیعت اور فنا فی الرسول ہونے کے انتظار میں تھا۔ جیسے ہی یہ شرائط مکمل ہوئیں وہ آئے اور ان کی روح قبض کر کے انہیں اپنے ساتھ لے گئے۔



www.freepdfpost.blogspot.com

مُوتُوا قَبلَ اَنْ تَمُوتُوا

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

یہ 1970ء کے اوائل کی بات ہے میں رسالپور میں تھا۔میرے شیخ المکرّم حضرت مولانا اللہ یار خانؒ رسالپور تشریف لائے ہوئے تھے۔آپ کا قیام اگرچہ قلیل تھا مگر میری زندگی کا یادگار قیام بن گیا۔آپ کے اسی قیام کے دوران مجھے سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ میں مکمل شمولیت کا شرف حاصل ہوا اور اسی دوران مجھے پہلی دفعہ مراقبہ **مُوتُوا قَبلَ اَنْ تَمُوتُوا** کرنے کا موقع ملا۔لطائف کرانے کے بعد حضرت جیؒ نے مراقبات ثلاثہ شروع کرائے۔جب مراقبہ معیت شروع ہوا تو آپ نے فرمایا ''چلو مراقبہ **مُوتُوا قَبلَ اَنْ تَمُوتُوا** دیکھو تمہاری جان قبض کرنے کے لیے موت کا فرشتہ سامنے آ گیا ہے، دیکھو تمہاری روح قبض ہو چکی ، یہ تمہارا میت پڑا ہے، دیکھو اس کو غسل دیا جا رہا ہے، غسل ختم ہوا، اب اس کو کفن پہنا دیا گیا، دیکھو تمہارا جنازہ اٹھانے والے آ گئے، دیکھو تمہارا جنازہ اٹھایا گیا، دیکھو کتنے بندے ساتھ ہیں ،دیکھو تمہارا جنازہ پڑھا گیا، دیکھو اب تمہاری میت کو قبر کی طرف لے جا رہے ہیں ، دیکھو اب تمہیں قبر میں اتار رہے ہیں، دیکھو قبر کو بند کر دیا گیا اور تمہارے لواحقین رشتہ دار واپس جانے لگے،دیکھو منکر نکیر حاضر ہو گئے اور حسابِ قبر شروع ہو گیا،دیکھو بائیں طرف کی کھڑکی کھلی، دیکھو گدھے گدھے جتنے بچھو اور اژدہے۔اللہ اکبر! یہ ہے دنیا

www.freepdfpost.blogspot.com

داروں کا حال ۔ میں نے دیکھا کہ ساتھی دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے اور میں بھی رو رہا تھا۔ نقشہ ہی ایسا روح فرسا تھا کہ ہمتیں جواب دے گئیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ بائیں طرف والی کھڑکی بند ہوگئی۔ اب دائیں طرف والی کھڑکی کھل گئی ہے۔ دیکھو کیسے اس کھڑکی سے جنت کی ہوائیں آ رہی ہیں ۔اب دیکھو قیامت برپا ہوگئی، دیکھو مخلوقِ خدا کس طرح میدان حشر کی طرف جارہی ہے۔ کسی کو کسی کا ہوش نہیں اب میزان لگ گئی۔ دیکھو اپنے اعمال تُل رہے ہیں ، اعمال والا پلڑا اوپر ہے، یہ دیکھو کاغذ کا پرزہ جس پر **لَا اِلٰہ اِلَّاالـلّٰہ محمدرسول الله** لکھا ہوا ہے۔ جیسے ہی یہ کلمہ نامہ اعمال میں رکھا گیا اعمال کا پلڑا بھاری ہوگیا۔ اللہ اللہ۔ چلو اب پل صراط پر۔ جہنم کے اوپر تلوار کی دھار سے بھی باریک پل ہے۔ دیکھو کس طرح لوگ پل صراط سے نیچے گر رہے ہیں ۔ چلو میرے پیچھے کھڑے ہو جاؤ ،''اللہ ھُو'' پھر جو دیکھا تو آنِ واحد میں سب ساتھی پل صراط کے پار کھڑے تھے۔ فرمایا کہ کامل شیخ قبر سے حشر تک ہر جگہ رہنمائی فرماتا ہے۔ خوب جان لو۔

اس کے بعد 1983ء تک ہمیں حضرت جیؒ کی رفاقت نصیب رہی ۔ ہر سال کئی مرتبہ مراقبہ **مُـوْتُـوْا** کرنے کا موقع ملا۔ 1983ء کے سالانہ اجتماع کے دوران حضرت جیؒ نے مجھے زمینوں پر بھیج دیا جو اَب مرشد آباد ہے ۔ ناظم اعلیٰ نے چھ سات ساتھی میرے ہمراہ کئے۔ جو میرے ساتھ وہاں رہتے تھے اور ہر ہفتے تبدیل ہو جاتے تھے ۔ جب سالانہ اجتماع ختم ہوا اور حضرت شیخ المکرمؒ واپس چکڑالہ آ گئے تو ایک شام مرشد آباد مجھے پیغام بھجوایا کہ آج کے معمول میں ساتھیوں کو مراقبہ **مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْ تُوْا** ضرور کرانا۔ چنانچہ مغرب کے معمول میں مجھے حضرت جیؒ کے

www.freepdfpost.blogspot.com

حکم پر ساتھیوں کو **مُـوْتُـوْا قَبلَ اَنْ تَـمُـوْ تُـوْا** کرانے کا موقع نصیب ہوا۔ مجھے سب یاد ہے۔آج بھی جب پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو حضرت جیؒ کے ساتھ شروع کیا ہوا سفر **مُـوْتُـوْا** پر آ کر رک جاتا ہے۔آنسو ہیں کہ رکنے کا نام نہیں لیتے ۔اب تو سچی مچی **مُوْتُوْا** کے انتظار میں ہوں ۔

مراقبہ **مُوْتُوْا قَبلَ اَنْ تَمُوْ تُوْا** کرانے والے شیخ کی جدائی ہر وقت غم زدہ رکھتی ہے۔آپؒ نے 18 فروری 1984ء کو اس دار فانی سے کوچ فرمایا۔آپ کے انتقال پر زمین روئی نہ آسمان نے گریہ کیا کیوں کہ زمین کو آپ نے اپنا مسکن بنالیا اور آسمان آپ کے منازل کے انوارات سے محظوظ رہتا ہے ۔ بے یارو مددگار تو ہم رہ گئے جن کا سائبان چھن گیا۔**مُـوْتُـوْا** کی اجازت ہوتی تو ہم بھی موت کی آرزو کرتے اور فوراً اپنے محبوب شیخ سے جا ملتے۔



www.freepdfpost.blogspot.com

کیا تمہیں معلوم ہے

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب کوئی ایسا کھانا کھا لیتے جس میں شبہ ہوتا تھا اور بعد کو انھیں معلوم ہوتا تھا تو وہ قے کر لیتے تھے اور کہتے تھے کہ اے خدا جو کچھ رگوں آنتوں میں سرایت کر گیا اس پر مواخذہ نہ فرما۔

کثرت گریہ کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرے پر دو کالی دھاریاں پڑ گئی تھیں۔ جب مبتلائے غم ہوتے تھے تو اپنے کپڑے اتار ڈالتے اور مختصر سا کپڑا جو بمشکل زانو سے نیچے پہنچتا تھا پہن لیتے اور دھاڑیں مار مار کر روتے اور استغفار کرتے اور دونوں آنکھیں ڈبڈبائی ہوتی تھیں، یہاں تک کہ ان کو غش آ جاتا تھا۔ جب ایسا واقعہ گزرتا تھا تو گھر سے باہر نہیں آتے تھے اور لوگ بیمار سمجھ کر ان کی عیادت کو جاتے تھے۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ کی بیوی ام الدرداء کہا کرتی تھیں کہ میں نے ہر چیز میں عبادت کی جستجو کی مگر میں نے کسی چیز کو ذکر کی مجلسوں سے افضل اور میرے سینے کو سب سے زیادہ شفا بخش نہ پایا۔ چنانچہ لوگ ان کے پاس حاضر ہو کر ذکر کیا کرتے تھے اور یہ بھی ان کے ساتھ ذکر کیا کرتی تھیں۔

www.freepdfpost.blogspot.com

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جب اپنے محل میں جو عقیق میں تھا گوشہ نشینی اختیار کی اور مسجد نبوی آنا ترک کیا تو لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو کہا کہ میں نے دیکھا کہ اب مسجد میں پہلے جیسی بات نہیں رہی۔ اب یہ کھیل کود کے اکھاڑے، ہزلیات کی منزلیں اور بے حیائی کے اڈے بن گئے ہیں۔ اس لئے مجھے یہیں آفیت معلوم ہوتی ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز خضر علیہ السلام سے ملتے رہتے تھے اور تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد قاصد کو اور کسی کام کے لئے نہیں بلکہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام پہنچانے کو مدینہ طیبہ بھیجا کرتے تھے۔

حضرت ثابت بن اسد بنانیؒ کا قول ہے کہ ذکر کرنے والے جب ذکر کرنے کو بیٹھتے ہیں تو گو ان کے گناہ پہاڑوں جیسے کیوں نہ ہوں جب ذکر کر کے اٹھتے ہیں تو ایک بھی گناہ باقی نہیں رہتا۔ یہ دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی نعمت سے نوازا ہے تو مجھے بھی عطا فرما۔ چنانچہ جب انہوں نے وفات پائی اور قبر کے اوپر اینٹیں چن دی گئیں تو ایک اینٹ گر پڑی اور لوگوں نے دیکھا کہ قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔

حضرت مالک بن دینار دو چیہ کا نمک خرید لیا کرتے اور سال بھر اسی سے روٹی کھاتے تھے اور صرف قربانی کے دنوں میں اس سبب سے گوشت کھاتے تھے کہ قربانی میں سے کھانے کی فضیلت حدیثوں میں آئی ہے اور اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ جو شخص تھوڑے میں میرا ساتھ دے وہ میرے ساتھ رہے ورنہ الگ ہو جائے۔

www.freepdfpost.blogspot.com

امام احمد بن حنبلؒ کہا کرتے تھے کہ علم کے خزانے اللہ تعالیٰ انہی کو تقسیم فرماتا ہے جن کو دوست رکھتا ہے اور اگر علم کے لئے کسی کو مخصوص فرماتا تو یقیناً اہل نصب کو ترجیح ہوتی۔ عطا حبشی غلام تھے۔ حسن بصری بھی آزاد کئے ہوئے غلام تھے اور ابنِ سیریں انصار کے آزاد کئے ہوئے غلام ہی تھے۔

سعید بن جبیر کا جس وقت حجاج نے سر کاٹا انہوں نے دو مرتبہ **لا الہٰ الا اللہ** کہا اور تیسری مرتبہ کہنا شروع کیا ہی تھا کہ ذبح کر دیئے گئے۔ انہوں نے مرنے سے پہلے کہا تھا کہ خدایا میرے بعد حجاج کو کسی پر دسترس نہ دینا اور ہوا بھی یہی کہ ان کے بعد حجاج پندرہ برس زندہ رہا۔ اس کا پیٹ سڑا جاتا تھا اور جب تک زندہ رہا چلا چلا کر یہی کہتا رہا کہ سعید بن جبیر میرا پیچھا نہیں چھوڑتا۔

حضرت سفیان ثوریؒ کا نام لوگوں نے حدیث کا امیر المومنین رکھا تھا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ دونوں فرشتوں کو نیکی اور بدی کی خوشبو و بدبو معلوم ہوجاتی ہے۔ ان سے ایسے شخص کی نسبت پوچھا گیا جو اپنے بال بچوں کے لئے کسب کرتا ہے۔ اگر وہ جماعت میں نماز پڑھے تو ان کی پرداخت نہ کر سکے۔ ایسی حالت میں اس کو کیا کرنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ ان کی گزران کے لئے کسب کرے اور اکیلا نماز پڑھے۔ ایک شخص نے ان کے سامنے اپنی مصیبت بیان کی تو اس سے کہا کہ آپ تشریف لے جایئے۔ کیا آپ کی نظر میں مجھ سے زیادہ ذلیل کوئی نہ تھا جس کے سامنے اللہ تعالٰے کا شکوہ کرتے۔

امام شافعیؒ کہا کرتے تھے کہ میں نے بیس سال صوفیوں کی صحبت اٹھائی۔ جو چاہتا ہو کہ

www.freepdfpost.blogspot.com

اللہ تعالیٰ اس پر نور قلب کا دروازہ کھول دے اس کو خلوت میں بیٹھنا، کم کھانا، کم عقلوں سے ملنے جلنے کو چھوڑنا اور دنیا دار عالموں کو اپنا دشمن سمجھنا لازم ہے۔

امام مالک مدینہ طیبہ کی گلیوں میں ننگے پاؤں اور پیادہ پھرا کرتے اور کہتے تھے کہ مجھے اللہ تعالےٰ سے شرم آتی ہے کہ جس خاک میں اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے اس کو میں جانوروں کے سموں سے روندوں۔ یہ پچیس برس تک گھر میں رہے اور نماز کی جماعتوں میں اس ڈر سے شریک نہ ہوئے کہ ان میں بری باتوں کو مٹانے کی سکت نہیں۔

ابراہیم بن ادہم بلخ کے رہنے والے اور شاہوں کی اولادوں میں سے تھے۔ ان کو جب حلال کھانا نہیں ملتا تو مٹی کھاتے اور ایک مہینہ تک اسی کو کھا کر رہتے اور کہتے تھے کہ اگر مجھے نفس کی اعانت کا اندیشہ نہ ہوتا تو جب تک مجھے حلال نہ ملتا مرتے دم تک مٹی کے سوا کوئی اور چیز میری خوراک نہ ہوتی۔ جہاں تک ان سے ہوسکتا تھا کھانے میں کمی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ حلال میں فضول خرچی کی گنجائش ہی نہیں ہے یہاں تک کہ ایک وضو سے پندرہ نمازیں ادا کرتے تھے۔

حضرت ذوالنون مصری کا بیان ہے کہ جب مجھے بیڑیاں ڈال کر مصر سے بغداد لے چلے تو راستہ میں ایک اپاہج عورت ملی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ جب آپ خلیفہ متوکل کے سامنے حاضر ہوں تو اس سے خوف نہ کھانا اور نہ یہ سمجھنا کہ وہ تجھ سے بالا ہے اور اپنے آپ کو حق پر ثابت کرنے کے لئے کوئی حجت پیش نہ کرنا اس لئے کہ جس چیز کو اللہ جانتا ہے اس میں تو اس پر سبقت لے جانا چاہتا ہے۔ اس لئے تجھے چاہئے کہ خدا سے مدد کی دعا کرو اور اپنی مدد آپ نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تجھے

www.freepdfpost.blogspot.com

تیرے ہی حوالے کر دے گا۔ چنانچہ جب میں متوکل کے روبرو گیا تو اس نے مجھ سے پوچھا کہ تجھ پر کافر اور زندیق ہونے کا جو الزام ہے اس کے بارے میں تو کیا کہتا ہے۔ میں چپ رہا۔ پھر مجھ سے کہا کہ تو کیوں نہیں بولتا۔ میں نے کہا کہ اے امیر المومنین اگر میں انکار کرتا ہوں تو جن مسلمان لوگوں نے مجھ پر الزام لگایا ہے ان کو جھٹلاتا ہوں اور اگر اقرار کرتا ہوں تو جھوٹ کہتا ہوں۔ میں اپنی صفائی میں کچھ نہیں کہتا آپ جو مناسب سمجھیں وہ کریں۔ اس پر متوکل نے کہا کہ اس پر جو الزام ہے اس سے یہ شخص بری ہے۔ میں واپس اس عورت کے پاس آیا اور پوچھا کہ بتاؤ تم نے یہ کہاں سے سیکھا۔ اس نے کہا کہ قرآن مجید کے اس مقام سے جہاں ہدہد نے آکر سلیمان علیہ السلام سے باتیں کی ہیں (پارہ ۱۹ رکوع ۱۷ سورہ نمل کی آیات ۲۱ تا ۲۴)

حضرت بشر حافی کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے گھر آیا تو ایک شخص کو میں نے وہاں بیٹھا پا کر اس سے پوچھا کہ تم میری اجازت کے بغیر میرے گھر کے اندر کیوں چلے آئے۔ اس نے کہا کہ میں تمہارا بھائی خضر ہوں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ میرے لئے خدا سے دعا کیجئے۔ خضر علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالےٰ اپنی طاعت تم پر آسان کر دے۔ میں نے کہا کہ کچھ اور۔ انہوں نے کہا کہ اور اس پر تم کو گھمنڈ نہ ہونے دے۔

حضرت سری سقطی کا قول ہے کہ جو شخص لوگوں کے ولی اللہ لہنے پر مطمئن ہو جائے وہ اپنے نفس کے ہاتھ میں قید ہے اور اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرا گھر میں بیٹھنا میرے مسجد کی طرف جانے سے افضل ہے تو میں باہر نہ نکلوں اور اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرا لوگوں سے الگ رہنا

www.freepdfpost.blogspot.com

افضل ہے تو میں ان کے ساتھ بیٹھنا چھوڑ دوں اور تین باتیں بندے سے اللہ تعالیٰ کے ناراض ہونے کی نشانیاں ہیں کثرت سے کھیلنا ٹھٹھے کرنا اور غیبت کرنا۔

حضرت بایزید بسطامی نے اللہ رب العزت کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اے پروردگار میں تجھے کیوں کر پاؤں تو ارشاد ہوا کہ اپنے نفس کو چھوڑ اور میری طرف چلا آ۔ ان سے سوال کیا گیا کہ عارف کی کیا صفت ہے تو کہا کہ جو دوزخیوں کی صفت ہے کہ اس میں نہ مرتے ہیں نہ جیتے ہیں۔

حضرت سہیل تستری فرماتے ہیں کہ ولیوں کی کرامتوں کے احوال چار اسموں سے ملا کرتے ہیں الاول الآخر الظاھر اور الباطن۔ جو الظاھر کے اصحاب ہیں وہ قدرت کے عجائبات دیکھا کرتے ہیں اور جو الباطن والے ہیں وہ جو کچھ دلوں کے اندر گذرتا ہے اس کو ملاحظہ کرتے ہیں۔ الاول جن کے حصے میں ہے ان کا شغل گزشتہ واقعات ہیں اور الآخر والے آئندہ واقعات کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا مکاشفہ اس کی روحانی طاقت کے انداز سے ہوتا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک شخص سے میری ملاقات ہوئی۔ اس کے بدن پر ایک جبہ تھا جس میں عجب تازگی پائی جاتی تھی۔ اس نے بتایا کہ یہ مسیح علیہ السام کے زمانے سے میرے جسم پر ہے۔ مجھے اس پر تعجب ہوا تو اس نے کہا کہ اے سہیل! بدن کپڑوں کو بوسیدہ نہیں کرتے ان کو تو گناہوں کی بو اور حرام کے کھانے بوسیدہ بنا دیتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا تم ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ملے تھے۔ اس نے کہا کہ ہاں میں ان

www.freepdfpost.blogspot.com

پر ایمان بھی لایا تھا جس وقت ''جن'' ان پر ایمان لائے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ خضر علیہ السلام کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوتے کیوں کہ نہ وہ گناہ کرتے ہیں اور نہ حرام کھاتے ہیں۔

حضرت احمد بن محمد کہتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام نے نافرمانی کی تو جنت کی ہر چیز نے ان پر گریہ کیا مگر سونے اور چاندی نے نہیں کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے ان سے پوچھا کہ تم آدم پر کیوں نہیں روتے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس پر نہیں روتے جو تیری نافرمانی کرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت وجلال کی میں ہر چیز کی قیمت تمہارے ہی ذریعہ سے کروں گا اور میں بنی آدم کو تمہارا خادم بناؤں گا۔

حضرت ابو الخیر کہا کرتے تھے کہ دیکھو خبردار اللہ تعالےٰ سے یہ درخواست نہ کرنا کہ تم کو صبر عطا فرمائے بلکہ اللہ تعالےٰ سے یہ درخواست کرنا کہ تمہارے ساتھ نرمی کرے کیوں کہ ہمارے جیسے لوگوں پر صبر کی تلخیاں برداشت کرنا بہت دشوار ہے۔ زکریا علیہ الصلوٰۃ و السلام جب یہودیوں سے بھاگ نکلے تو ایک درخت نے ان کو آواز دی کہ میری طرف چلے آؤ اور وہ درخت ان کے لئے پھٹ گیا اور وہ اس کے اندر گھس گئے۔ درخت پھر برابر ہو گیا تو ان کے ایک دشمن نے آکر ان کی عبا پکڑ لی اور دوسروں کو آواز دی کہ زکریا یہ رہے چنانچہ ان لوگوں نے آرہ نکالا اور اس سے درخت کو چیرنا شروع کیا۔ جب آرہ زکریا علیہ السلام پر پہنچا تو ان کی زور کی آہ نکلی۔ اس وقت اللہ تعالےٰ نے زکریا علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ ہم کو اپنی عزت وجلال کی قسم ہے اگر تمہارے منہ سے دوسری آہ نکلی تو میں نبوت کے دفتر سے تمہارا نام مٹا دوں گا۔ آخر زکریا علیہ السلام نے صبر کیا اور دو ٹکڑے کر دیے

www.freepdfpost.blogspot.com

گئے مگر اف نہ کی۔اللہ کو یہ بات ہرگز پسند نہیں کہ آپ اللہ کے سوا کسی اور سے مدد چاہیں۔

حضرت ابوبکر کتانی فرماتے ہیں کہ تین سو نقیب ہوا کرتے ہیں۔ستر نجیب، چالیس ابدال، سات اخیار، چار عمد (قطب) اور ایک غوث۔نقیبوں کا مسکن مغرب، نجیبوں کا مصر، ابدال کا ملک شام ہے۔اخیار روئے زمین میں سیاحت کیا کرتے ہیں اور عمد زمین کے گوشوں میں رہتے ہیں اور غوث کا مسکن مکہ معظّمہ ہے۔حاجت کی قبولیت کے لئے نقیب گڑگڑاتے ہیں پھر نجیب پھر ابدال پھر عمد پھر غوث کا سوال ختم بھی نہیں ہونے پاتا کہ اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔

ایک مرتبہ مدرسہ نظامیہ میں فقیروں اور فقیہوں کی جماعت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے پاس جمع ہوئی۔ان کے سامنے انہوں نے قضا وقدر پر تقریر شروع کی۔اس دوران چھت سے ایک سانپ گرا جس سے سب حاضرین بھاگ نکلے اور صرف یہی رہ گئے۔وہ سانپ ان کے کپڑوں میں گھس گیا اور ان کے جسم پر سے گذر کر گردن کے نزدیک اس نے سر باہر نکالا اور گلے میں لپٹ گیا۔انہوں نے باوجود اس کے نہ سلسلہ تقریر کو توڑا اور نہ اپنی نشست بدلی۔پھر وہ سانپ اتر کر زمین پر آیا اور اپنی دم کے بل ان کے سامنے کھڑا ہو گیا اور چلایا۔اس کے بعد وہ کچھ بولا جس کو حاضرین میں سے کوئی بھی نہ سمجھا پھر وہ چلتا بنا۔تب سب لوگ واپس آئے اور ان سے پوچھنے لگے کہ وہ سانپ کیا بولا تھا۔انھوں نے کہا کہ اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے بہت سے ولیوں کو آزمایا مگر آپ کا سا استقلال دیکھنے میں نہ آیا۔اس پر میں نے اس سے کہا کہ تُو تو ایک ذلیل کیڑا ہے تجھے وہی قضا وقدر حرکت دیتا ہے جس کے بارے میں مَیں تقریر کر رہا تھا۔اس کے دوسرے دن

www.freepdfpost.blogspot.com

جب میں ایک کھنڈر میں گیا تو وہاں ایک شخص مجھے نظر آیا جس کی آنکھوں سے میں سمجھ گیا کہ یہ جن ہے۔اس نے مجھ سے کہا کہ میں وہی سانپ ہوں۔ میں بہت سے ولیوں کو آزما چکا ہوں۔بعض باطن میں گھبرائے اور ظاہر میں ثابت قدم رہے اور بعض ظاہر و باطن میں بے چین ہو گئے مگر میں نے دیکھا کہ آپ نہ ظاہر میں گھبرائے اور نہ باطن میں۔ اس جن نے مجھ سے درخواست کی کہ وہ میرے ہاتھ پر توبہ کرنا چاہتا ہے چنانچہ میں نے اسے توبہ کرائی۔

شیخ ابو بکر ہوار رہزنیاں کیا کرتے تھے کہ ایک رات غیب سے ان کو آواز آئی کہ کیا تیرے اللہ تعالٰی سے ڈرنے کا وقت نہیں آیا۔بس اسی وقت انہوں نے توبہ کی اور یہی وہ پہلے شخص ہیں جن کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خواب میں کپڑے کا خرقہ اور ٹوپی پہنائی اور جب یہ بیدار ہوئے تو دونوں چیزیں اپنے جسم پر پائیں۔ابن ہوار نے یہ خرقے شنبکی کو عطا کیے۔شنبکی نے تاج العارفین ابو الوفا کو۔تاج العارفین نے شیخ علی بن ہیتی کو اور ابن الہیتی نے شیخ علی بن ادریس کو۔اس کے بعد وہ گم ہو گئے۔

تین مولوی شیخ بقا بن بطور سے جا کر ملے اور ان لوگوں نے ان کی پیچھے نماز عشا پڑھی مگر جیسا مولوی چاہتے تھے ویسی درست قرات ان سے نہیں بن پائی اس لئے وہ ان سے بدظن ہو گئے کہ ان کو ٹھیک سے تلاوت کرنی بھی نہیں آتی۔ رات انہوں نے خانقاہ میں ہی قیام کیا۔تینوں کو نہانے کی حاجت ہوئی اور نکل کر نہر پر آئے جو خانقاہ کے دروازے پر تھی۔ وہ نہر میں نہانے کو اترے ہی تھے کہ شیر آ موجود ہوا اور ان کے کپڑوں پر بیٹھ گیا۔رات سخت جاڑوں کی تھی اس لئے ان

www.freepdfpost.blogspot.com

کو یقین ہو گیا کہ اب زندہ نہیں بچیں گے۔ اتنے میں شیخ بقا بن بطور خانقاہ سے نکل آئے اور وہ شیر ان کے پاس چلا آیا اور ان کے قدموں پر لوٹنے لگا۔ یہ صورت حال دیکھ کر مولوی سخت شرمندہ ہوئے۔

بزرگان عراق کہا کرتے تھے کہ جس طرح سانپ اپنی کینچلی سے باہر نکل آتا ہے اسی طرح شیخ جاگیر اپنی نفسانیت سے نکل آئے ہیں۔ یہ کہتے تھے کہ میں نے کبھی کسی شخص کی بیعت نہیں لی جب تک اس کا نام اور یہ مضمون کہ وہ میری اولاد میں سے ہے لوح محفوظ میں لکھا ہوا نہ دیکھ لیا۔ ان کا قول ہے کہ مشاہدہ بندہ اور رب کے درمیان کے پردوں کا اٹھ جانا ہے پس بندہ اپنے قلب کی صفائی سے اس غیب پر مطلع ہوتا ہے جس کی خبر دی گئی ہے اور وہ اللہ رب العزت کے جلال وعظمت کا مشاہدہ کرتا ہے۔

شیخ محی الدین نے فتوحات میں ذکر کیا ہے کہ میں اور بعض ابدال کوہ قاف پر پہنچے تو ہمارا گذر ایک سانپ کے پاس سے ہوا جو اس پہاڑ کو حلقہ کئے ہوئے تھا۔ میرے ساتھی نے مجھ سے کہا کہ اس کو سلام کرو یہ تمہارے سلام کا جواب دے گا چنانچہ میں نے سلام کیا اور اس نے جواب دیا۔ پھر اس نے پوچھا کس ملک سے آئے ہو ہم نے کہا بجایہ سے۔ اس نے پوچھا کہ ابو مدین کا کیا حال ہے۔ ہم نے کہا کہ لوگ اس پر زندیق ہونے کا اتہام لگاتے ہیں اس نے کہا کہ واللہ بنی آدم کی آنکھوں پر پردے پڑے ہیں۔ واللہ میرا یہ گمان نہ تھا کہ اللہ عز وجل اپنے جس بندے کو دوست رکھے گا اس کو کوئی برا سمجھے گا۔ پھر ہم نے اس سے سوال پوچھا کہ تجھے اس کا علم کیونکر ہوا۔ اس نے کہا کہ سبحان اللہ روئے زمین پر کوئی جانور ایسا بھی ہے جو اس سے ناواقف ہو واللہ وہ تو ان لوگوں

www.freepdfpost.blogspot.com

میں سے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے ولی بنایا اور ان کی محبت بندوں کے دلوں میں اتاری ہے۔ ان کو تو کافر یا منافق ہی برا سمجھے گا۔

اللہ تعالےٰ کا ذکر قلب کا نور زیادہ کرتا ہے اور نفس کی برائیوں کو کمزور کرتا ہے۔ بندہ اور آقا کے بیچ میں نفس ہی حجاب ہے۔ اگر دل پر نفس غالب ہو گیا تو دل کو اس نے اپنا قیدی بنا لیا اور اسی کی حکومت ہو گئی۔ نفس کی وجہ سے حب دنیا بندے کے دل سے نہیں جاتی۔ ایسے میں نہ کوئی خلوص سے ذکر کر سکتا ہے اور نہ ہی منازل سلوک طے کر سکتا ہے کیوں کہ ہوا و حوس نفس کی روح ہے شیطان اس کا خادم ہے شرک کا خمیر اس کی طبیعت میں ہے۔ حق سے جھگڑنا اور اس پر اعتراض کرنا اس کی جبلت میں ہے۔ شہرت اور نام و نمود کی محبت اس کی حیات ہے۔ نفس ہی وہ چیز ہے جو چاہتا ہے کہ جس طرح اس کا آقا پوجا جاتا ہے وہ بھی پوجا جائے اور جیسی اس کے مالک کی تعظیم ہوتی ہے ویسی تعظیم اس کی بھی ہو۔ ایسی صورت میں بندہ اپنے آقا سے کیوں کر قریب ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہم پر واجب ہے کہ نفس جن چیزوں کو برا سمجھے بندہ انہی کو گلے لگائے اور جن چیزوں کی طرف مائل ہو ان سے دور رہے۔ جس نے نفس کی قدر کی پرداخت کی یا یہ سمجھا کہ اس کے نفس سے زیادہ ذلیل بھی کوئی چیز ہے اس نے اپنا نقصان کیا۔ نفس زور آور رہے گا تو شیطان اس سے کنارہ نہ ہو گا اور برے خواطر اس سے موقوف نہ ہونگے اور وساوس اس کی جان نہیں چھوڑیں گے۔ ترکِ دنیا اس کا علاج نہیں بلکہ مجاہدہ ہی اس کو زیر کرتا ہے اور قابو میں رکھتا ہے ورنہ ساتھی ہیں کہ ایسے ایسے مقامات کا دعویٰ کرتے ہیں جہاں ان کو رسائی نہیں ہے اور نہ وہاں تک شیخ نے ان کو پہنچایا ہے۔ ایسے لوگ

www.freepdfpost.blogspot.com

یقیناً اپنے نفس کے دھوکے میں ہیں اور خود بینی وخود فریبی کا شکار ہیں۔ ہم نے بڑے قد آور لوگ دیکھے جن کو شیخ کے نقشِ قدم پر چلتے نہ پایا اور نہ وہ حامل اسرار رہے۔ نفس نے ان کو پچھاڑ دیا۔

میرے شیخ المکرّم فرمایا کرتے تھے کہ بصیرت کا حال بصارت سے مختلف نہیں، جس طرح آنکھ میں ادنیٰ سی چیز پڑ جانے سے نظر میں فتور آ جاتا ہے اسی طرح برائی کی صفات کا وجود بصیرت کی نگاہ میں خلل انداز ہو کے اسے دھندلا کر دیتا ہے۔ بندے کی فکر، ارادہ و خیالات کو پراگندہ کر دیتا ہے۔ اگر آدمی برائی پر جما رہے تو سب کچھ گنوا بیٹھتا ہے۔ اگر سلامتی مقصود ہے تو زبان، اعضا و جوارح اور قلب کی حفاظت کرے۔ زبان سے غیبت نہ کرے، جھوٹ نہ بولے۔ اعضاء و جوارح کی حفاظت یہ ہے کہ معصیت کی طرف نہ دوڑے اور نہ کسی مسلمان کو ستائے۔ قلب کی حفاظت یہ ہے کہ اسے ذکر میں لگائے رکھے اور فریب، مکر، دھوکہ اور حسد میں مشغول نہ ہو۔ نماز اور صبح شام کا ذکر پابندی سے کرو تو فرشتے تم سے مصافحہ کرنے لگیں گے۔



www.freepdfpost.blogspot.com

مجھے تمھارا انتظار رہتا ھے

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

ایک وقت تھا کہ لوگ موسیٰ خیل سے پانی بھرنے واں بھچراں آتے تھے۔ واں بھچراں میں شیر شاہ سوری کے عہد حکومت کا کنواں اور مسجد موجود ہے۔ اس طرح کے کنویں چوبیس کلومیٹر کے فاصلے پر جی ٹی روڈ پر آپ کو اور بھی ملیں گے۔ ایک آدھ بار تو میں ساتھیوں کو اس تاریخی کنویں پر لے بھی آیا مگر اب اس شہر والوں نے اس کنویں میں کوڑا کرکٹ پھینکنا شروع کر دیا ہے۔

میرے مرشد حضرت اللہ یار خان چکڑالہ سے پیدل واں بھچراں آتے تھے اور یہاں سے ٹرین یا بس پکڑ کر سرگودھا جاتے اور وہاں سے لنگر مخدوم اپنے شیخ حضرت اللہ دین مدنیؒ کے پاس پہنچتے تھے۔ اس زمانے میں بیس پچیس کلومیٹر پیدل چلنا معمول کی بات سمجھی جاتی تھی۔ جب مجھے حضرت شیخ المکرّم نے یہ بات بتائی تو مجھے کوئی حیرانگی نہیں ہوئی کیونکہ میں بھی بچپن میں اٹھارہ بیس کلومیٹر چل لیتا تھا۔

حضرت شیخ المکرّم کی زندگی میں جماعت کے ساتھی ہر ماہ چکڑالہ آتے ہوتے تھے کیونکہ بیماری اور بڑھاپے کی وجہ سے اب پہلے کی طرح سفر کرنا آپ کے لئے ممکن نہیں رہا تھا۔ ملاقات کا شوق اور شیخ کی عقیدت ہمیں دوڑائے رکھتی تھی۔ کرنل مطلوب حسین صاحب کی دی ہوئی تاریخیں ہمیں ازبر یاد رہتی تھیں جن پر حاضری کے لئے ہم اپنی باقی مصروفیات کو آگے پیچھے کر کے چکڑالہ

www.freepdfpost.blogspot.com

ضرور پہنچتے تھے۔ حضرت شیخ المکرّم ساتھیوں سے پیسے قبول نہیں فرماتے تھے۔ کہتے تھے کہ کسی کا حرام کا ایک روپیہ بھی آ گیا تو حلال کو بھی حرام کر دے گا۔ فرماتے تھے کہ یہ چندے والی جماعت نہیں۔ میں آپ کا روحانی والد ہوں اور تمہاری کفالت بھی میرے ذمہ ہے۔ اس لئے جب یہاں آؤ تو میرا حلال کھانا کھاؤ۔ راستے میں ہوٹل کا کھانا کھانے سے منع فرماتے تھے۔

فوجی آفیسر اور نیوی کے ملازمین جماعت پر چھائے ہوئے تھے۔ نیوی میں اکثریت بنگالیوں کی تھی۔ سعید بنگالی تو حضرت کا محبوب شاگرد تھا۔ کیپٹن زین العابدین کے کشف کا بھی بہت چرچا تھا۔ ایک دفعہ ہم نے اسے حضرت شیخ المکرّم کو لینے کے لئے رسالپور سے چکڑالہ بھیجا تو راستے میں ایکسیڈنٹ مار دیا۔ جب پوچھا کہ یہ کیسے ہو گیا حالانکہ آپ تو اچھے ڈرائیور تھے، کہنے لگا کہ میں نے دیکھا گاڑی میں سوار تمام لوگ اوپر چل رہے ہیں۔ میں بھی بے اختیار آنکھیں بند کر کے ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اس دوران گاڑی درخت سے جا ٹکرائی اور ایکسیڈنٹ ہو گیا جس میں حضرت شیخ المکرّم بھی زخمی ہو گئے اور قاضی ثناء اللہ کو بھی معمولی زخم آئے۔

حضرت شیخ المکرّم کے ساتھ ہماری رفاقت چودہ پندرہ سالوں پر محیط رہی۔ یہ ماہ و سال کتنی تیزی سے گزر گئے اس کا پتہ بھی نہیں چلا۔ آپ کے ساتھ لگے تو ایسا جذبہ، ایسی لگن، ایسا شوق، ایسی محبت ہم میں پیدا ہوئی جس نے ہمیں یکسر بدل ڈالا۔ ہمارے شب و روز عبادت ریاضت اور ذکر اذکار میں بسر ہونے لگے۔ ہم سب پر ایک ہی دھن سوار تھی کہ ہم سے شیخ المکرّم کے اتباع میں کمی نہ آنے پائے۔ شاید اسی کو فنا فی الشیخ کہتے ہیں سلوک کی اصطلاح میں۔ شروع شروع میں ایسے

www.freepdfpost.blogspot.com

جان نثار سالکین کی تعداد پچاس ساٹھ سے زیادہ نہ تھی مگر گزرتے دنوں کے ساتھ اس تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔اب تو سلسلہ اویسیہ دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکا ہے۔

حضرت شیخ المکرّم کا پورے ملک میں رعب و دبدبہ تھا۔ ہر مخالف نظریہ رکھنے والا آپ کا سامنا کرنے سے کتراتا تھا۔ کتابوں کا اکثر مطالعہ کرتے رہتے تھے۔اس مقصد کے لئے ایران، عراق اور سعودی عرب سے علماء وصوفیا کی اصل کتب وہاں کے ساتھیوں کو کہہ کر منگوایا کرتے تھے۔ ترجمہ کی ہوئی کتب نہیں پڑھتے تھے کیونکہ ترجمہ کرنے والے مصنف کتب میں تحریف کر دیا کرتے ہیں۔ ملتے رہنے کی تاکید کیا کرتے تھے۔فرماتے تھے کہ ملاقات سے لطائف پر بہت اثر پڑتا ہے۔ تین مہینے سے زیادہ شیخ سے دور نہیں رہنا چاہیئے ورنہ لطائف کمزور پڑ جاتے ہیں۔ ذکر اذکار چھوٹنا شروع ہو جاتے ہیں۔نمازوں میں سستی آ جاتی ہے۔نفس دنیا کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔فرماتے تھے کہ مجھے تمہارے آنے کا انتظار رہتا ہے۔

ان دنوں موبائل سروس نہیں تھی۔ خط و کتابت سے سارا کام چلتا تھا۔ ساتھی اپنی پریشانیاں لکھ لکھ کر حضرت قبلہ عالم کو پریشان کئے رکھتے تھے۔ان کی اپنی اولاد نے بھی انہیں چین سے نہ بیٹھنے دیا۔آپ کا بیٹا عبدالرؤف تصوف سے زیادہ عملیات کی طرف راغب تھا۔یہی وجہ تھی کہ آپ کو سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی باگ ڈور دوسروں کے حوالے کرنا پڑی جو سلسلے کو متحد رکھنے کی بجائے ''اُدھر تم ادھر ہم'' کے فلسفہ کو اپنا کر اپنا اپنا کام نکال رہے ہیں۔

حضرت شیخ المکرّم ۱۸ فروری ۱۹۸۴ء کو ہم سے جدا ہوئے۔جس جگہ دفن ہوئے اس جگہ

www.freepdfpost.blogspot.com

کی نشاندہی ۶ ماہ پہلے کر دی تھی۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء میں لنگر مخدوم کے اجتماع میں ساتھیوں کو بتا دیا تھا کہ میرے بعد جماعت کو کون چلائے گا مگر افسوس کہ آپ کی وفات کے بعد وہ حالات نہ رہے جیسا آپ چاہتے تھے۔ زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن والی صورت سامنے آ گئی۔ جلسے جلوس ریلیاں مقدمے اقرباء پروری زور پکڑ گئی۔ میڈیا کے ذریعے خود نمائی کے چرچے ہوئے۔ سکینڈل بنے۔ نفرتوں نے جنم لیا اور یوں حضرت شیخ المکرّم کی پچاس سالہ محنت پر پانی پھر گیا۔ تا حیات ناظم اعلیٰ کرنل مطلوب حسین سیلاب زدہ صورتِ حال کو سنبھالنے میں لگے ہوئے ہیں مگر لگتا ہے نقصان کی تلافی میں کچھ وقت لگے گا۔ اللہ سے امید ہے کہ وہ اس جماعت کو بکھرنے نہیں دے گا۔

۱۹۹۲ء میں ڈاکٹر سلمان اور ڈاکٹر عظمت نے میرے پاس آنا شروع کیا۔ پھر اللہ کے فضل و کرم سے پی اے ایف کے درجنوں فائٹر پائلٹ ہمارے ساتھ ذکر میں شامل ہو گئے۔ انہوں نے اللہ کی یاد کو اوڑھنا بچھونا بنایا اور اس پختگی کے ساتھ ذکر میں لگے کہ انہیں دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ ان دنوں ''شاہپر'' ڈرامہ ٹی وی پر دکھایا جا رہا تھا۔ اس ڈرامے کے تمام ایکٹر پائلٹ ذکر میں لگ گئے۔ گروپ کیپٹن سرفراز، گروپ کیپٹن عارف کاظمی، ونگ کمانڈر مزمل جبران، سکواڈرن لیڈر محسن خان قابل ذکر ہیں جو اب دوسروں کے لئے مشعل راہ بنے ہوئے ہیں۔ ایک دفعہ محسن نے اپنا جہاز ''رن وے'' پر بغیر پہیے کھولے اتار کر لوگوں کو حیرت زدہ کر دیا۔ جہاز کے پہیے فنی خرابی کی وجہ سے کھل نہیں پائے تھے۔ یہ اس کی کرامت ہی تھی کہ جہاز زمین کے ساتھ رگڑ کھا کر بھی ایکسپلوڈ نہ ہوا حالانکہ اس میں فیول بھرا ہوا تھا۔

www.freepdfpost.blogspot.com

۱۹۹۶ء میں حافظ محمد عثمان سکواڈرن لیڈر محمود فوزی (یہ اب ونگ کمانڈر ہیں) کے ساتھ ذکر کرنے میرے پاس آئے تھے۔انہوں نے جنوری ۲۰۰۷ء میں مجھ سے پھر رابطہ کیا اور کہا کہ وہ دینی تعلیم سے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں اور اب میرے پاس آ کر سلوک طے کرنا چاہتے ہیں۔حافظ عثمان کے ذکر میں آنے کے بعد گجرانوالہ اور لاہور سے بڑی تعداد میں ساتھی ذکر میں لگ چکے ہیں۔ کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ اگر حافظ عثمان ذکر پر نہ لگتا تو گجرانوالہ اور لاہور کے سینکڑوں لوگ بھی میرے ساتھ نہ ہوتے۔حافظ عثمان اور گلشن راوی لاہور کے حسن فاروق حمید کے ساتھ ذکر کے سلسلہ میں مَیں ایک لاکھ کلومیٹر سے زیادہ کا سفر طے کر چکا ہوں۔ہارٹ سرجری کے باوجود اللہ تعالےٰ نے سفر کرنے کی توفیق دی ہوئی ہے۔اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ آئندہ بھی لوگوں تک سلسلہ اویسیہ کی ترویج کی غرض سے جاتے رہنے کی ہمت عطا فرمائے۔

واں بھچراں سے میانوالی، میانوالی سے بن حافظ، بن حافظ سے چکڑالہ اور پھر مرشد آباد کا فاصلہ ستر بہتر کلومیٹر بنتا ہے۔بن حافظ تک پبلک ٹرانسپورٹ عام مل جاتی ہے۔میں اکثر بن حافظ پر ساتھیوں کا انتظار کرتا ہوں جو مرشد آباد جانے کے لئے مجھے یہاں سے پک اور ڈراپ کرتے ہیں۔ سال کا میرا مرشد آباد حاضریوں کا ٹارگٹ ۳۳ ہے۔جب ساتھی نہیں آ پاتے تو میں بن حافظ سے لوکل گاڑی میں بیٹھ کر ڈاک بنگلہ اتر جاتا ہوں۔وہاں سے مرشد آباد ۳ کلومیٹر ہے۔یہ فاصلہ میں پیدل چل لیتا ہوں۔میرا مرشد بھی سیال موڑ سے خواجہ اللہ دین مدنیؒ کے مزار تک پیدل جاتا ہوتا تھا جو ۶ کلومیٹر بنتا ہے۔میرا بھی ڈاک بنگلے سے مرشد آباد تک آنا جانا ۶ کلومیٹر بن جاتا ہے۔اب صحت

www.freepdfpost.blogspot.com

نہیں رہی اس لئے یہ سفر مشکل لگتا ہے۔ سن ۲۰۰۳ء سے نومبر ۲۰۱۳ء تک ۱۱ سالوں میں ۳۳۷ دفعہ مرشد آباد جا چکا ہوں۔



www.freepdfpost.blogspot.com

مقدر کے کھیل

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

وہ ابھی مسجد کا طالب علم تھا۔ گھر والوں نے بھیڑ بکریاں چرانے کا کام بھی اس کے ذمہ لگایا ہوا تھا۔ دریائے سندھ پر جناح اور چشمہ بیراج ابھی تعمیر نہیں ہوئے تھے اس لئے دریا طغیانی کے موسم میں بپھرا رہتا تھا۔ اس کا گاؤں دریا کے کنارے پر واقع تھا۔ عورتیں دریا کے کنارے پر بیٹھ کر کپڑے دھویا کرتی تھیں۔ سردیوں میں جب دریا سکڑ جاتا تھا تو کچے کی زمین قابل کاشت ہو جاتی تھی۔ وہ بھی ظہر کا سبق پڑھ کے بھیڑ بکریوں کو ہانک کے اپنی کچے کی زمین پر چرانے لے جاتا تھا۔ یہ مارچ کے آخری دن تھے کہ اچانک دریا میں طغیانی آ گئی اور وہ پانی کی لپیٹ میں آ گیا۔ پانی اتنی تیزی سے آیا کہ وہ اپنی بھیڑ بکریوں کو لے کر گھر واپس نہ لوٹ سکا۔ وہ اپنی جان بچانے کے لئے راہٹ (کنواں) کی دیوار پر چڑھ کر بیٹھ گیا مگر اس کی بھیڑ بکریاں پانی میں بہہ گئیں۔ وہ بیٹھا رو رہا تھا کہ گھر گیا تو مار پڑے گی۔ شام کا اندھیرا پھیل گیا۔ اب وہ پریشان ہو گیا کہ وہ گھر کیسے پہنچے گا کیونکہ حد نظر تک پانی ہی پانی تھا۔ جب بہت دیر ہو گئی اور وہ گھر نہ لوٹا تو اس کے گھر والوں کو پریشانی لاحق ہوئی۔ انہوں نے مشکیں دے کر دو آدمیوں کو اس کی تلاش میں کچے کے علاقے میں بھیجا۔ وہ مشک کو لائف جیکٹ بنا کر پانی میں تیر کر وہاں پہنچے۔ خوش قسمتی سے ایک آدمی اس کنویں تک پہنچ گیا۔ اس نے لڑکے کو دیوار پر سے اتارا اور اسے اپنی پیٹھ پر بٹھا کر گھر واپس لے آیا۔ سردی اور

www.freepdfpost.blogspot.com

خوف کی وجہ سے وہ کانپ رہا تھا کیونکہ اس نے موت کو اپنے بہت قریب دیکھا تھا۔

اس کی پھوپھی ظہر کی نماز پڑھ کے تلاوت کیا کرتی تھی۔وہ اس کا سبق بھی روزانہ اسی وقت سنا کرتی تھی۔ ایک دن جب وہ اپنا سبق سنانے کے انتظار میں تھا تو اس نے دیکھا کہ کوئی چھپکلی قسم کی چیز قرآن مجید کے لکڑی والے فریم کے نیچے سے سر نکال کے اسے دیکھ رہی تھی۔ پھر جب وہ چیز فریم کے نیچے سے نکل کر کمرے کے اندر جانے لگی تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ تو سانپ ہے جس کی لمبائی چار پانچ فٹ سے کم نہ ہو گی۔ ان کے شور مچانے پر ارد گرد سے لوگ جمع ہو گئے۔ انہوں نے کمرے میں سانپ کو بہت ڈھونڈا مگر سانپ اپنی جان بچانے کی غرض سے چارپائی کے پائے سے لپٹ گیا تھا اور ان سے نظر بچا کر چپکے سے نکل جانے کے انتظار میں تھا۔اتنے میں کسی کی نظر اس پر پڑ گئی۔اس نے ڈنڈا مارا تو وہ فرش پر آ گرا۔ پھر تو اس پر ڈنڈوں کی بارش ہو گئی۔سب نے اپنے اپنے حصے کی چوٹ ماری کیوں کہ گھر جا کے انہوں نے اپنی اپنی دلیری کی داستان بھی تو سنانی تھی مگر وہ بیچارہ ایک طرف کھڑا اس سوچ میں گم تھا کہ وہ جب قرآن پڑھ رہا تھا تو سانپ نے اسے ڈسا کیوں نہیں۔وہ اس کو چھپکلی ہی سمجھا تھا کیوں کہ سانپ اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

یہ اس کے کالج کے زمانے کی بات ہے وہ زرعی یونیورسٹی لائکپور (فیصل آباد) میں زیر تعلیم تھا۔ایک نیپالی ہندو ''گری'' بھی اسی ہوسٹل میں رہتا تھا۔گری پی ایچ ڈی کر رہا تھا۔اسے لائکپور آئے ہوئے سات سال ہو گئے تھے۔اس کی گری سے چار سال کی شناسائی تھی۔تھوڑی دیر پہلے غیر ملکیوں کا تبلیغی وفد ان کے ہوسٹل سے بات چیت کر کے نکلا تھا۔اس نے گری کو بولا کہ وہ

www.freepdfpost.blogspot.com

مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا۔اس نے کہا،'تم کہتے ہوتو ہو جاتا ہوں' اس نے گری کو بولا کہ وہ اسلامی طریقے سے غسل کر کے آئے تو پھر وہ اسے کلمہ پڑھائے گا۔گری نے اس کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق غسل کیا کپڑے بدلے اور مسلمان ہونے کے لئے اس کے پاس آ کے بیٹھ گیا۔اس نے اسے پہلا اور دوسرا کلمہ پڑھایا اور اسے مسلمان ہونے کی مبارکباد دی تو گری نے اس کو سارے کلمے سنا دیئے اور اس کو نماز بھی سنا دی اور کہا کہ ایسے بندہ مسلمان نہیں ہوتا۔ کلمے اور نماز پڑھ کر بھی وہ ہندو ہے اور ہندو ہی رہے گا بلکہ اس نے اسے بتایا کہ وہ بھی اس کی طرح کا ہے صرف نام مسلمانوں کا ہے۔گری کی بات کا اس پر یہ اثر ہوا کہ اس نے باقاعدگی سے مسجد میں جا کے نماز پڑھنا شروع کر دی۔ پھر وہ تبلیغی جماعت کے ساتھ منسلک ہو گیا اور گرمیوں کی چھٹیوں میں اس نے چالیس روز کا چلہ بھی لگا لیا مگر وہاں جا کر معلوم ہوا کہ ان کے قول و فعل میں بہت تضاد ہے۔ان کے ہاں قال قال ہی ہے حال ان کا بالکل مختلف ہے۔

۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ اس نے لاہور کے پل کنجری سیکٹر میں لڑی۔اس نے بڑی دعائیں مانگی تھیں کہ اسے شہادت نصیب ہو جائے مگر دشمن کے رات دن کے فائر اور گولہ باری کے باوجود وہ زندہ سلامت رہا۔ جب سیز فائر ہو گیا تو شہادت کی امید ہی ختم ہو گئی۔اس نے اپنے مرشد کو افسردگی کے عالم میں خط لکھا کہ ہزار خواہش کے باوجود وہ شہادت نہ پا سکا اور مزید گناہ کرنے کے لئے زندہ رہ گیا۔ کچھ دنوں بعد چھٹی ملنے پر جب وہ اپنے مرشد حضرت اللہ یار خان کے پاس حاضری دینے چکڑالہ پہنچا تو اسے اس کے مرشد نے بہت ڈانٹا کہ غازی کا رتبہ شہید سے کیا کم ہے؟

www.freepdfpost.blogspot.com

خبردار جو آئندہ مرنے کی خواہش کی۔ کیا تمہارا وجود اللہ نے کتوں بلوں کے لئے بنایا ہے کہ تم کافروں کی گولی کا نشانہ بنتے؟ تمہیں کیا معلوم اللہ نے تمہارے وجود سے کیا کیا کام لینے ہیں۔

اس نے ایک دفعہ اپنے کسی ساتھی سے بات کی کہ اسے حضرت قبلہ عالم نے تیسرے عرش تک منازل کرائے ہوئے ہیں، ذرا دیکھنا کہ خدانخواستہ کوئی کمزوری تو نہیں آ گئی۔ وہ ساتھی اسے کہنے لگا، چلو قاضی ثناء اللہ کے پاس لیٹی چلتے ہیں، وہ ذکر کراتے وقت پوری تفصیل بتاتے ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ قاضی ثناء اللہ کے پاس لیٹی چلے گئے۔ شام کو معمول میں قاضی ثناء اللہ نے ان کو عرشی منازل کرانا شروع کئے تو وہ تیسرے عرش پر رک گئے کہ ان کے مرشد نے اسے یہیں تک چلایا ہوا تھا۔ قاضی صاحب کہنے لگے کہ میجر صاحب رکو نہیں، چلو چوتھا عرش۔ پھر پانچواں چھٹا ساتواں آٹھواں اور نواں عرش عبور کرایا۔ پھر کہا کہ اب آگے خود چلتے رہو۔ عرشی منازل تو ہو گئے مگر آگے ان کے ساتھ جو ہوا وہ افسوسناک ہے۔ وہ اگلی یونٹ میں پوسٹ ہوا تو وہاں اس کے کرنل کے خلاف بدعنوانی اور رقم خورد برد کرنے کی انکوائری چل رہی تھی۔ کرنل نے کمال ہوشیاری سے یہ موقف اختیار کیا کہ اسے خدشہ ہے کہ میجر غلام محمد ان کے خلاف ہونے والی انکوئری پر اثر انداز ہو گا لہٰذا اس کی غیر موجودگی میں انکوائری کی جائے چنانچہ اسے وہاں سے ہٹا کر بریگیڈ ہیڈ کوارٹر میں بھیج دیا گیا۔ پھر اس انکوائری کو اتنا طول دیا گیا کہ نوے دن گزر گئے اور اگلے دن میجر غلام محمد کی تنزلی کے آرڈر آ گئے کہ اب وہ میجر کا عارضی رینک نہیں پہن سکتا کیوں کہ ان کو کمانڈ سے ہٹے ہوئے نوے دن سے اوپر ہو گئے تھے۔ یہ عجیب بات ہوئی کہ جنھوں نے مل کے کھایا پیا وہ بچ گئے اور یہ اپنا رینک کھو بیٹھے۔

www.freepdfpost.blogspot.com

اب جب یہ دوبارہ اپنی یونٹ میں گئے اور ان کو کمپنی کی کمانڈ ملی تو انہیں میجر کا رینک بھی مل گیا۔ بعد ازاں حضرت قبلہ عالم نے بھی ان سے پوچھا تھا کہ ان کا مسئلہ کیا تھا۔ یہ بولے کہ ایسا تو ہونا تھا کیوں کہ قاضی صاحب نے ایک ہی نشست میں اسے چھ عرش جو طے کرا دیئے تھے جو ابھی اس کی رسائی سے باہر تھے لہٰذا اسے کو شکنجے میں تو آنا ہی تھا۔

۱۹۷۴ء میں وہ ایک کورس کرنے کوئٹہ گیا۔ انفنٹری سکول میں قیوم صاحب کا ''سٹرائیونگ ٹو بی اے مسلم'' کے موضوع پر لیکچر تھا۔ لیکچر ۳ بجے شروع ہوا۔ لیکچر ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ سامعین کی تعداد تین سو سے کم نہ ہوگی۔ قیوم صاحب نے عصر اور مغرب کی نماز کے لئے کوئی وقفہ نہ دیا۔ لیکچر کے اختتام پر انہوں نے سامعین سے پوچھا ''جنٹلمین اینی کویسچن'' تو وہ اپنی سیٹ پر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ اس نے ۷۱ء کی جنگ لڑی اور دورانِ جنگ بھی اس کی کوئی نماز نہیں چھوٹی۔ آج جب کہ نہ جنگ کے حالات ہیں اور نہ ہی کوئی ایمرجینسی ہے اور لیکچر کا موضوع بھی سٹرائیونگ ٹو بی اے مسلم ہے، ایسے میں آپ نے تین سو آفیسرز کی عصر اور مغرب کی نمازیں جان بوجھ کر ضائع کرا دیں۔ کیا یہی ہے سٹرائیونگ ٹو بی اے مسلم؟ قیوم صاحب نے اس کے جواب میں اسے شعر سنا دیا کہ

تیرا دل تو ہے صنم آشنا   تجھے کیا ملے گا نماز میں

اگر چہ اس نے گھر جا کر قضا نمازیں پڑھ لیں مگر آج تک اس کو اس بات کا افسوس ہے کہ بلا وجہ ایک روشن خیال انگلش لیکچر باز نے ان کی نمازیں ضائع کرا دیں۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ ڈیبل

www.freepdfpost.blogspot.com

کی مہم سر کرنے کے لئے حجاج بن یوسف نے چھ ہزار کا لشکر دے کر محمد بن قاسم کو سندھ بھیجا تھا۔روانہ ہونے سے پہلے اس نے محمد بن قاسم کو تنبیہہ کی تھی کہ لشکر کے چھ ہزار سپاہیوں میں سے کسی ایک کی بھی ایک وقت کی نماز ضائع ہوئی تو اس کا گناہ اس کے سر ہوگا اور وہ جواب دہ ہوگا۔حجاج بن یوسف کی سفا کی اور ظلم اپنی جگہ مگر فرض نمازوں کی ادائیگی میں اس کے ہاں لچک نہ تھی۔

۱۹۸۵ء میں اس نے سرکاری حج وفد کے ساتھ اپنے خرچے پر حج کیا۔جنرل افضال نے کسی خاتون کا نام بھی اس کی محرم کے طور پر حج وفد میں ڈلوا لیا تھا۔جنرل آصف نواز بھی وفد کے ساتھ تھے۔انہوں نے بھی اسے قائل کرنے کی بہت کوشش کی کہ وہ اس خاتون کو اس کا محرم بن کر حج کرا دے مگر وہ نہ مانا کیوں کہ غیر محرم کبھی محرم نہیں بن سکتا۔اس کی اسے بھاری قیمت چکانا پڑی۔ اس کا اسی سال پروموشن بورڈ تھا جس میں اسے کلیئر نہ کیا گیا۔اس طرح وہ میجر کے رینک پر ہی ریٹائر ہوا۔تاہم دنیاوی نقصان کی اسے پرواہ نہ تھی کیوں کی اس کی باطنی منصب پر ترقی ہوگئی تھی۔

ریٹائرمنٹ سے پہلے اس نے این ایل سی میں چار سال گزارے۔پی ایس او سے کافی تعلقات بن گئے تھے کیوں کہ پی ایس او ہی این ایل سی کی گاڑیوں کو تیل مہیا کرتا تھا۔اس کا خیال تھا کہ وہ پٹرول پمپ بنا لے گا اور گاڑیوں کی ورکشاپ بھی کھول لے گا۔اب جب اس نے کندیاں ڈپو سے رابطہ کیا تو انہوں نے اس کو بلا جھجک کہہ دیا کہ اگر وہ پٹرول میں ملاوٹ کر سکتا ہے تو پھر ہی وہ اس کو تیل مہیا کر سکتے ہیں۔یہ سن کر اس نے اپنا ارادہ بدل دیا۔اس نے سوچا کہ کھاد کی ایجنسی لے لیتا ہوں۔اس سلسلہ میں وہ سرگودھا گیا اور متعلقہ افسر سے ملا تو اس نے اسے بتایا کہ جب تک

www.freepdfpost.blogspot.com

وہ بلیک میں کھاد نہیں بیچے گا اس کو ایک ٹرک کے پیچھے صرف سولہ سو کا منافع حاصل ہو سکے گا۔ اس نے کھاد کا کاروبار کرنے کا ارادہ بھی چھوڑ دیا کہ یہ ہرگز ٹھیک نہیں کہ خود وہ بازار میں بیٹھے اور کھاد کا سٹاک کہیں اور رکھے۔ پیسے ادھر وصول کرے اور ان کو بولے کہ جا کر اپنی کھاد اٹھا لو۔ اب اس نے سکول کھولنے کا سوچا۔ وہ ڈائریکٹر ایجوکیشن کے پاس گیا۔ ڈائریکٹر نے اس کو بولا کہ پہلے وہ سڑک کے قریب جگہ خریدے اس پر سکول کی بلڈنگ بنائے۔ اس کو فرنش کرے۔ ٹیچر رکھے اور سکول چلائے۔ وہ چلتے سکول کو وزٹ کرے گا تو پھر رجسٹریشن دے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ زمین مہنگے داموں خریدی سکول کی بلڈنگ بنائی اس کو فرنش کیا۔ سکول ٹیچر رکھے اور سکول کھول کر بیٹھ گیا کہ اب لوگ آئیں گے اور بچے داخل کرائیں گے۔ دو ماہ گزر گئے۔ سکول چونکہ رجسٹرڈ نہیں تھا تو داخل ہونے کے لئے بچے بھی نہیں آئے۔ اب وہ ڈائریکٹر کے پاس گیا کہ یہ معاملہ ہے۔ ڈائریکٹر نے اس کو بولا کہ آپ بہت سادہ ہیں۔ آپ لکھ کر لگا دیتے کہ سکول گورنمنٹ آف پنجاب سے رجسٹر شدہ ہے بعد میں رجسٹر بھی ہو جاتا۔ ڈائریکٹر نے ترس کھا کر اس کو سکول کی رجسٹریشن دے دی۔ اللہ کے فضل سے سکول چل پڑا۔ ایک دن وہ سکول گیا تو دیکھا کہ اس کے محلے کے ایک آدمی نے سکول کے سامنے کھوکھا رکھا ہوا ہے اور بچوں کے لئے کاپیاں کاغذ پنسل ربڑ ٹافیاں بسکٹ رکھے ہوئے ہیں۔ کچھ وقت گزرا تو اس شخص نے منشیات کی پڑیاں بچوں کو بیچنی شروع کر دیں۔ منشیات بند کرانے کے لئے وہ وزارت داخلہ تک گیا مگر ناکام رہا۔ بالآخر مجبوراً اسے سکول ہی بند کرنا پڑا۔

اس کے کسی مخلص دوست نے اسے مشورہ دیا کہ وہ سرگودھا میں گرلز کالج کھول لے۔

www.freepdfpost.blogspot.com

والدین بچیوں کو گیٹ پر چھوڑ جاتے ہیں اور گیٹ سے اٹھا لیتے ہیں۔ نہ لڑائی نہ جھگڑا نہ پستول نہ چاقو نہ ہڑتالیں نہ پتھراؤ۔ چنانچہ اس نے سیٹلائٹ ٹاؤن میں گرلز کالج کھول لیا۔ مہینہ بھر اخبار میں اس کالج کا اشتہار چھپتا رہا۔ اسی پچاسی کے قریب لڑکیاں بھی داخل ہو گئیں۔ ایک دن اس کو کسی اخبار کے ایڈیٹر کی کال آئی کہ وہ اسے دفتر میں آ کر ملے۔ اگلے دن وہ اخبار کے دفتر پہنچا اور ایڈیٹر سے ملا تو اس نے اس سے بولا کہ وہ ایک ہفتے کے اندر ان کا دفتر فرنش کرا دے۔ فرنیچر پردے قالین سب پرانے ہو چکے ہیں۔ اگر انہوں نے یہ نہ کیا تو وہ اس کے خلاف اخبار میں ایسی خبر چھاپیں گے کہ وہ منہ چھپاتا پھرے گا۔ سب کو معلوم ہے کہ رات کو اور صبح تہجد کے وقت کالج کے گیٹ پر کاریں کھڑی ہوتی ہیں۔ وہ کس کس کو جا کر بتائے گا کہ خبر جھوٹی ہے۔ اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ میڈیا کے لوگ ایسا مکروہ کھیل بھی کھیلتے ہیں۔ کاروں میں تو ذکر کرنے والے لوگ اس کے پاس آتے تھے۔ وہ وہاں سے نکل کر سیدھا کالج گیا اور سامان اٹھا کر اپنے گاؤں آ گیا۔ اگلے روز کالج کے کلرک کو بولا کہ لڑکیوں کو ان کے سرٹیفکیٹ واپس کر دے کیونکہ کالج بند ہو گیا ہے۔



www.freepdfpost.blogspot.com

وہ بھی کیا تھا سن

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

سن 2013ء میں گیارہ جولائی بروز جمعرات کو رمضان کا پہلا روزہ تھا۔ ماہ رمضان سے ہفتہ عشرہ قبل مجھے گردے کے درد کی پرابلم ہوگئی۔ ڈاکٹر مدثر کی تجویز کردہ دوا کے استعمال سے اللہ کے فضل سے پتھری جلد خارج ہوگئی تو درد کا بھی افاقہ ہوگیا۔ درد کی شدت کی وجہ سے میں نے حفیظ الامین کو میسج کر دیا تھا کہ شاید اس دفعہ میں اعتکاف نہ بیٹھ سکوں۔ سب ساتھی پریشان تھے کہ اس طرح تو کوئی بھی اعتکاف کے لئے مرشد آباد نہیں آئے گا۔ سوموار کو مجھے حضرتؒ کا حکم ہوا کہ کچھ بھی ہو تم نے اعتکاف کے لئے مرشد آباد آنا ہے۔ میں نے سب ساتھیوں کو اور حفیظ الامین کو بھی مطلع کر دیا کہ میں 30 جولائی کو مرشد آباد کی اویسیہ مسجد میں اعتکاف بیٹھوں گا۔ ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ سیالکوٹ، گجرانوالہ، لاہور، کراچی، اسلام آباد اور میانوالی سے مجھے فون آنا شروع ہوگئے کہ وہ بھی اعتکاف بیٹھنا چاہتے ہیں۔ چونکہ زیادہ لوگوں کے خوردونوش کا بندوبست ممکن نہیں تھا اس لئے تیرہ ساتھیوں کو اجازت دی گئی۔ 30 جولائی کا بیتابی سے انتظار ہونے لگا۔ گروپ کیپٹن سرفراز کراچی سے بذریعہ جہاز لاہور آگئے۔ گجرانوالہ کے ساتھیوں کو گاڑی نہیں مل رہی تھی۔ میں نے سرفراز اور سلمان کو کہا کہ ہو سکے تو سیالکوٹ اور گجرانوالہ کے ساتھیوں کو لیتے آنا۔ انہوں نے حامی بھر لی۔ اس طرح ان کا گاڑی کا مسئلہ حل ہوگیا۔ ہم لوگ ایک ساتھ مرشد آباد پہنچنے کا پروگرام بنا

www.freepdfpost.blogspot.com

رہے تھے مگر سرفراز کی گاڑی نے چونکہ واپس لاہور جانا تھا، اس لئے وہ موٹروے سے بلکسر براستہ تلہ گنگ مرشدآباد پہنچے۔ سلمان اور حسن نے مجھے پک کرنا تھا، اس لئے یہ براستہ سرگودھا، خوشاب، واں بھچراں پہنچے۔ مجھے ساتھ لیا اور ہم براستہ میانوالی، موسٰی خیل غروب آفتاب سے پہلے مرشدآباد کی اویسیہ مسجد پہنچ گئے۔ اعتکاف بیٹھنے والوں میں سیالکوٹ سے عثمان، گجرانوالہ سے ندیم ارشد نجم، کاشف اقبال، عدنان (ببل) اور راشد، لاہور سے سلمان احمد، عمران انور، اور حسن فاروق حمید، کراچی سے سرفراز، اسلام آباد سے رضوان حیدر، واں بھچراں (میانوالی) سے نعیم اللہ اور میجر (ر) غلام محمد مرشدآباد سے حفیظ الامین شامل تھے۔

جماعت کے تاحیات ناظم اعلیٰ کرنل مطلوب حسین ہمیں اعتکاف بٹھانے لاہور سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ وہ تراویح کے بعد حافظ عبید اللہ کو ضروری ہدایات دینے کے بعد واپس چلے گئے۔ یکم اگست کو ونگ کمانڈر جمیل اعتکاف کی نیت سے تشریف لے آئے، غالباً ان کو پہلے چھٹی نہیں مل سکی تھی۔ 2۔اگست کو حافظ عثمان گجرانوالہ سے جمعہ کی نماز پڑھا کے مرشدآباد پہنچے۔ ساتھیوں کی رائے تھی کہ پچھلے سال والی روٹین رکھی جائے چنانچہ روزانہ پانچ دفعہ ذکر، تین سپارے تلاوت قرآن مجید اور ہزار درود شریف پڑھنے پر اتفاق ہوا۔

ناظم اعلیٰ کے دیئے ہوئے پروگرام کے مطابق جماعت کا مرشدآباد حاضری کے لئے اجتماع 5 اگست بروز سوموار کو تھا۔ ساتھیوں نے کہا کہ ان کو ستائیسویں کی شب کو چھٹی ملنی مشکل ہے۔ اگر اجتماع کی تاریخ تبدیل کر کے ہفتہ اتوار کی شب کر دی جائے تو چھٹی لینے کی ضرورت نہیں

www.freepdfpost.blogspot.com

پڑے گی۔ چنانچہ 3 اگست بروز ہفتہ کو اجتماع پر آنے کے لئے سب ساتھیوں کو بتا دیا گیا اور مزے کی بات یہ ہوئی کہ رمضان کی پچیسویں شب ہی لیلتہ القدر کی رات تھی۔ ملک کے طول وعرض سے ذکر کے متوالے ساتھی مرشد آباد پہنچ رہے تھے۔سعودی عرب سے ڈاکٹر عابد علی منہاس بھی لیلتہ القدر کی برکات لوٹنے پہنچے ہوئے تھے۔ جماعت کے ساتھیوں کی کثیر تعداد دیکھ کر شیخ مکرمؒ بھی بہت خوش تھے۔

حضرت شیخ مکرمؒ کی بیٹی کلثوم اور داماد حافظ عبیداللہ نے ہماری بہت خدمت کی ۔ بیمار ہونے کے باوجود ہر وقت ہمارے آرام و آسائش کا خیال رکھا۔کبھی سحری اور افطاری لیٹ نہیں ہونے دی۔گرمی شباب پر تھی، پھر بھی خوردونوش کا سامان خریدنے کی ذمہ واری حافظ صاحب نے خود اپنے ذمہ لی ہوئی تھی تا کہ پورا پورا ثواب سمیٹ سکیں۔اللہ ان کو جزائے خیر دے۔ان کے لئے ہر وقت دل سے دعا نکلتی رہی۔ حضرتؒ کی بیٹی حضرتؒ کی زندگی میں بھی اور شادی کے بعد بھی جماعت کا لنگر چلا رہی ہے۔ چاہے دو ساتھی آئیں چاہے دس، ان کا کھانا گھر میں پکتا ہے، مگر مجال ہے جو کبھی ساتھیوں کے بے وقت آنے کا شکوہ کیا ہو۔ساتھی نہ کبھی بھوکے سوئے اور نہ کبھی بھوکے گئے۔ہم نے ایسا پیر خانہ نہ کبھی سنا اور نہ کبھی دیکھا۔

مسجد کے برآمدوں میں دموڑیوں نے اپنے گھر بنا رکھے تھے۔شاید ان کو ہمارا یہاں قیام پسند نہیں آیا، جب ہی تو کسی نہ کسی ساتھی کو ڈنگ مارنے لگیں۔اگلے روز ان کے چھتوں پر مٹی کا تیل سپرے کرانے کا بندوبست کر لیا گیا۔ یوں ہمارے قرب و جوار کی دموڑیاں مار دی گئیں۔ بدقسمتی

www.freepdfpost.blogspot.com

سے ایک چھتہ برآمدے کے آخری کونے میں بچ گیا۔افطار سے کچھ دیر قبل موسم انجائے کرنے کی غرض سے گروپ کیپٹن رضوان حیدر کا جو ادھر سے گذر ہوا تو سب کی سب دموڑیاں اس پر حملہ آور ہوگئیں۔ وہ بھی اپنے بچاؤ میں بھاگے مگر ٹھوکر کھا کے گر گئے۔ دموڑیاں ان کو آ کے چمٹ گئیں۔ ہم نے سمجھا شاید بھوک کی وجہ سے گر گئے ہیں، مگر بعد میں پتہ چلا کہ وہ دموڑیوں کے نرغے میں تھے، اور ان کے سامنے اپنی بے بسی کا اظہار کر رہے تھے۔ نیچے والا بازو چھل گیا تھا اور اوپر والا بازو دموڑیوں نے چھید ڈالا۔ ساتھیوں نے سہارا دے کر اٹھایا اور فرسٹ ایڈ کی۔ ہم تھے کہ بیچارے کو پانی تک نہ پوچھ سکے۔

27 ویں شب کو حنان (ہنی)، عرفان بٹ اور عابد کمبوہ بھی تشریف لے آئے اور رات ہمارے ساتھ عبادت میں گذاری۔ اگلے روز پانچ ساتھی عمران انور، عدنان، جمیل، عثمان اور عبداللہ جو روحانی بیعت کے لئے تیار تھے اور سب سے اگلی قطار میں آ چکے تھے، ان کی صبح کے معمول میں روحانی بیعت کرائی گئی۔ دوسرے روز حضرت شیخ المکرمؒ نے مجھ سے پوچھا کہ سیف الرحمٰن کی روحانی بیعت کیوں نہیں کرائی جو ہر اتوار کو صبح صبح میرے پاس پہنچا ہوتا ہے۔ میں نے عرض کی حضرت وہ اگلی قطار میں جو ابھی تک نہیں آ سکا، حالانکہ تیرہ سال سے وہ روحانی بیعت کے لئے سر توڑ کوشش کر رہا ہے۔ حضرتؒ نے سیف الرحمٰن کو پکڑ کر اگلی قطار میں کھڑا کر دیا اور فرمایا کہ اب تو تمھاری شرط پوری ہوگئی۔ اس طرح 29 ویں شب کو سیف الرحمٰن کی روحانی بیعت کرا دی گئی۔

ہمارے اعتکاف پر بیٹھنے کے اگلے روز ہی حضرت شیخ المکرمؒ کا حکم آیا کہ جن ساتھیوں کی

www.freepdfpost.blogspot.com

پہلے سے روحانی بیعت ہو چکی ہے اور وہ معتکف ہیں، ان کو ہر روز ایک منزل آگے چلا دیا کرو۔ چنانچہ حسن، نجم، حافظ عثمان، رضوان، سرفراز، سلمان، کاشف اقبال، فیصل اور حفیظ الامین کو دوران اعتکاف ساتویں عرش تک کے منازل طے کرا دئے گئے۔ ہم اعتکاف کے دس دن پورے نہ کر سکے کیونکہ عید کا چاند 29 روزے ختم ہونے پر ہی نظر آ گیا۔ یوں 8 اگست کو ہم شیخ مکرمؒ کے پاس ذکر کر کے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ اب سارا سال انتظار رہے گا کہ وہ کون خوش قسمت ہو گا جس کو یہاں کا اعتکاف بیٹھنا نصیب ہو گا اور شیخ مکرمؒ کے ہاتھوں روحانی منازل طے کرے گا۔



www.freepdfpost.blogspot.com

خطا کار ہوئے جس کے سبب

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْعَمَ عَلَیْنَا وَھَدٰینَا اِلٰی دِیْنِ الِاسْلَام۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ہے کہ جس نے ہمیں انعامات سے نوازا اور ہمیں دین اسلام نصیب فرمایا اور ہمارے باپ آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ اپنی روح خاص ان میں پھونکی اور جنت تک ان کو فرشتوں کے کاندھوں پر پہنچایا اور ان کو زین میں اپنا خلیفہ بنایا۔ فرمایا **انی جاعلٌ فی الارض خلیفة** پھر سب کو کہا کہ آدم کا سجدہ کرو مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا کیونکہ وہ علم ومعرفت میں ایسا مقام رکھتا تھا کہ اسے طاؤس الملائکہ کہا جاتا تھا۔ اس کے تکبر کے سبب اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی دی ہوئی معرفت اور علم وفہم کی دولت سلب کر لی اور اسے ملعون قرار دے دیا اور آدم علیہ السلام کو متنبہ کیا کہ شیطان کی بات نہ ماننا **اِنّ الشیطان لکُمَا عَدُوٌّ** کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ پھر آدم علیہ السلام کسی طرح شیطان کے دھوکے میں آ گئے اور ان سے لغزش سرزد ہو گئی تو ان پر اللہ رب العزت کا عتاب نازل ہوا۔ حکم ہوا کہ آدم میرے پڑوس سے چلے جاؤ اور اپنے سر سے میری کرامت کا تاج اتار دو اس لئے کہ جو میری نافرمانی کرے وہ میرے پڑوس میں نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ منقول ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے اس گناہ پر دو سو سال تک آہ وزاری کی تب جا کے ان کی توبہ قبول ہوئی۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ان سے اگلی خواہش پوچھی تو کہا کہ حوا سے ملا دو۔ یہ نہ کہا کہ جنت

www.freepdfpost.blogspot.com

میں بھیج دو۔اس طرح تو لگتا ہے کہ جنت کی تمام رنگینیاں عورت میں موجود ہیں۔حضرت آدم علیہ السلام نے ممنوعہ درخت کا پھل حوا کے کہنے پر ہی کھایا تھا تا کہ انہیں ہیشگی حاصل ہو جائے اللہ کے پڑوس میں رہنے کی۔ یہ بات اسے شیطان نے بتائی تھی جس کا اس نے اعتبار کرلیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے ایک شخص بلعم کا واقعہ مدنظر رہے کہ وہ مستجاب الدعوات تھا اور جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا تھا تو اس کی دعا قبول ہوتی تھی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مخالفین اس کے پاس آئے اور دعا کے لئے کہا تو اس نے انہیں بتایا کہ پیغمبر کو شکست نہیں ہوسکتی اور نہ ہی ان کی مخالفت میں میری دعا قبول ہوسکتی ہے۔ وہ لوگ زر و جواہر اور زیورات لے کر بلعم کی بیوی کے پاس گئے اور اس کو راضی کرلیا کہ وہ اپنے خاوند کو دعا کے لئے آمادہ کرے۔عورت نے خاوند کو کہا کہ ہمیں یہ تو معلوم ہی ہے کہ دعا قبول نہیں ہوگی لہٰذا تم صرف ہاتھ اٹھا دو تا کہ دولت بھی ہمارے پاس رہ جائے اور ان کی بات بھی پوری ہو جائے۔ چنانچہ بلعم نے جیسے ہی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اس کی زبان پیٹ تک لٹک گئی۔اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی معرفت چھین لی اور کتے کی طرح اس کو کر دیا **فمثله، کمثل الکلب** ۔اب اس نے کہا کہ میں تو برباد ہو ہی گیا ہوں میں تمہیں ایک ترکیب بتاتا ہوں جس سے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو شکست ہو جائے گی۔ اس نے ان کو بتایا کہ تم موسیٰ علیہ السلام کے بارہ سرداروں کے لئے بارہ خوبصورت عورتوں کو ان کے پاس بھیج دو۔ اگر وہ ان کے ساتھ زنا کے مرتکب ہو گئے تو موسیٰ علیہ السلام کو شکست ہو جائے گی۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے سرداروں کو زنا سے منع کرتے رہ گئے مگر وہ زنا

www.freepdfpost.blogspot.com

سے باز نہ آئے یوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شکست ہو گئی۔ پھر بلعم بن بعور کی حالت یہ ہو گئی کہ اس نے کتاب لکھی کہ دنیا اور عالم کا کوئی خالق اور صانع ہی نہیں۔ اس طرح وہ اللہ کی توحید کا منکر ہو گیا اور ابلیس کی راہ پر چل نکلا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ملاحظہ ہو۔ **وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا** ۔ایک وقت ایسا تھا کہ اوپر نگاہ کرتا تھا تو عرشِ معلّٰے تک کے سارے حجابات ہٹ جاتے تھے وہ آسمان اور ان کے درمیان کی چیزوں کا مشاہدہ کرتا تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو پکارتا تو وہ اس کی پکار پر لبیک کہتا اور اگر سوال کرتا تو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا تھا۔ دنیا جہان کے بارے میں شفاعت کرتا تو اس کی سفارش قبول ہوتی اور اس کو راضی کر دیا جاتا۔ اگر خدا پر قسم کھا لیتا تو خدا تعالےٰ اس کی قسم کو پورا فرما دیتا اور اگر اس کے دل میں کسی چیز کا تصور ہوتا تو بغیر سوال کے اللہ تعالیٰ اس کو یہ چیز عطا فرما دیتا مگر وہ خطا کار ہو گیا اور ان نعمتوں کی قدر و منزلت نہ پہچانی اور نفس کی ذلیل شہوتوں کی طرف مائل ہو گیا جن کی طرف شیطان بندے کو راغب کرتا ہے۔ عورت شیطان کا بہت ہی موثر ہتھیار ہے جسے وہ بڑی مہارت اور خوش اسلوبی سے استعمال کرتا ہے۔

آجکل کی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد سلطنت میں شیاطین سحر و جادو کا کام کیا کرتے تھے اور حالت یہ تھی کہ آدمیوں کو بھی اس کام پر لگا دیا تھا۔ دنیا میں اور خصوصاً بابل میں جادو کا بہت چرچا تھا۔ لوگ جادوگروں کو مقدس اور قابل اتباع سمجھنے لگے جیسا موجودہ دور میں مسمرزم کا کام عروج پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے بابل میں دو فرشتے ہاروت و ماروت نامی اس کام کے لئے بھیجے کہ وہ لوگوں کو سحر کی حقیقت سے مطلع کریں تا کہ وہ جادو پر عمل کرنے سے

www.freepdfpost.blogspot.com

اجتناب کریں۔ جب فرشتوں نے کام شروع کیا تو لوگوں کی آمد و رفت ان کے پاس شروع ہو گئی اور وہ درخواست کرنے لگے کہ ہم کو بھی سحر کرنا سکھا دیجیے۔ فرشتے انہیں جادو کا بتانے سے پہلے یہ کہہ دیا کرتے تھے کہ دیکھو ہمارے یہ بتانے کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی آزمائش مقصود ہے تا کہ وہ دیکھے کہ کون جادو کے شر سے مطلع ہو کر بچتا ہے اور کون وہی شر خود اختیار کرتا ہے۔ فرشتے ان کو متنبہ کرتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ ہم سے تو یہ کہہ کر سیکھ لو کہ میں ایسا اپنے بچاؤ کے لئے کر رہا ہوں مگر بعد میں خود اس خرابی میں مبتلا ہو جاؤ اور ایمان برباد کر لو۔ بالآخر کچھ لوگ اپنے عہد پر قائم نہ رہے اور سحر و جادو کو مخلوق کی ایذا رسانی کا ذریعہ بنا لیا اور گمراہ ہو گئے کیوں کہ بعض طریقے اس کے استعمال کے کفر بھی ہیں اس طرح وہ فاجر اور کافر بن گئے۔

میں خود ایک دفعہ جادو کا شکار ہوا۔ مجھے لگا کہ کسی نے میرے گھر میں جادو کا عمل کرایا ہے۔ میں نے ایک اور صاحبِ کشف ساتھی سے پوچھا تو اس نے بھی تصدیق کر دی کہ کمرے کے کونوں میں اور چولہے والی جگہ سے دھواں اٹھ رہا ہے۔ میں نے بڑے بھائی کو خط میں نقشہ بنا کے دبائے گئے تعویزوں کی نشاندہی کر دی۔ انہوں نے خط کے مطابق بتائی گئی جگہوں کو کھودا تو انہیں تعویذ مل گئے۔ اس دوران میں نے گھر کے اوپر القاء کرنا شروع کیا تو گھر کے اوپر کالی چادر تن گئی۔ میں نے القاء جاری رکھا تو چادر ہٹ گئی اور ایک کالا پرندہ صحن پر اڑنے لگا۔ میں نے اسے جھپٹ کر پکڑ لیا اور اس کی گردن مروڑ دی۔ ایسے میں ایک عورت (جسے میں جانتا تھا) بغیر دوپٹے کے صحن میں آ نمودار ہوئی جس کے ماتھے پر اس کا نام لکھا تھا۔ اتنے میں وہ عامل جادوگر بھی اس عورت کے

www.freepdfpost.blogspot.com

سامنے آ کھڑا ہوا جس سے اس عورت نے جادو کرایا تھا اس کے ماتھے پر بھی میں نے اس کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ میں القاء کر رہا تھا اور دل میں تلخی بھی محسوس کر رہا تھا۔ میں نے یہ بات جب اپنے ساتھی کو بتائی تو وہ کہنے لگا کہ آپ تو گھر کے غسل خانہ پر کھڑے ہیں اوپر جاؤ نا۔ میں نے تو اپنی دانست میں سالک المجذ وبی سے القاء کرنا شروع کیا تھا مگر جادو اتنا زور آور تھا کہ اس کی نحوست مجھے نیچے کھینچ لائی۔ چنانچہ اب میں نے اقربیت کا خیال کیا اور اپنے مرشد کے پاؤں کو دونوں ہاتھوں سے تھام کے القاء شروع کیا تو میرے ساتھی کی ہنسی چھوٹ گئی۔ کہنے لگا کہ اب آپ نے خود کو صحیح اینکر کیا ہے۔

ہم لوگوں کو ایک سنگین مسئلہ درپیش ہے وہ یہ کہ ہم رزق کے معاملے میں اللہ کی بات کا یقین نہیں کرتے حالانکہ اللہ رب العزت نے اپنی کتاب میں بندوں کے رزق کی ذمہ داری لی ہے۔ رزق اور توکل کا معاملہ بڑا دشوار ہے حتیٰ کہ بڑے بڑے زاہدین بھی شیطان کے وساوس سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے اور ان کے اتنے مجاہدے ریاضت اور عبادت کے باوجود شیطان ان سے مایوس نہیں ہوتا۔ کیا وجہ ہے کہ تجھے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کا اعتبار نہیں حالانکہ اس نے بار بار قسم بھی کھائی ہے پھر بھی تیرا قلب پریشان رہتا ہے اور تو رزق اور روزی کے اہتمام اور تدبیر میں لگا رہتا ہے۔ ڈر ہے کہ ایسے شخص کے لئے معرفت اور دین کے سلب ہو جانے کا خدشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے **قُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ عَلَیْہِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْن** پارہ ۲۴ الزمر ۳۸ رکوع ۱ (کہہ دو مجھے اللہ کافی ہے توکل کرنے والے اسی پر توکل کیا کرتے ہیں)۔

www.freepdfpost.blogspot.com

لوگ رزق اور کمائی کی خاطر بچوں کو یورپ اور امریکہ بھیج دیتے ہیں جہاں جا کر وہ جیسا دیس ویسا بھیس کے مصداق اپنے مذہب اور کلچر سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ ان کی اولادیں کافروں کے کلچر میں اور ان کے سکولوں میں پلتی بڑھتی ہیں۔ ان کے خیالات، عقائد اور چال چلن انگریزوں جیسا ہو جاتا ہے۔ وہ نہیں مانتے کہ اللہ نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے (**وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ**) بلکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو   ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

اب دردِ دل کم کرنے کیلئے حوا کی بیٹی مغربی کلچر کے ساتھ مردوں کے شانہ بشانہ مصروفِ عمل اور برسرِ پیکار ہے اور اس کام کو چیلنج سمجھ کر دفتروں میں کلبوں میں اور سوسائٹی میں ہر محفل میں کمر بستہ ہے۔ عورتوں کی آستین اب سکڑتے سکڑتے غائب ہو گئی ہے۔ نئے نئے فیشن کے ساتھ نیم برہنہ کیٹ واکس ہم ہر روز ٹی وی پر دیکھتے ہیں اور اپناتے ہیں۔

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب   اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں



www.freepdfpost.blogspot.com

وہ دروازہ بند نہ کر سکا

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک کا سفر براق پر طے کیا۔

جب بیت المقدس کے دروازہ پر پہنچے تو براق کو دروازہ کے قریب پتھر سے باندھ دیا اور مسجد بیت المقدس میں داخل ہوئے براق خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا۔ تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھیں۔ اس کے بعد ایک زینہ (سیڑھی) لایا گیا۔ اس زینہ کے ذریعہ آپ پہلے آسمان پر تشریف لے گئے پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام دوسرے آسمان پر یحیٰی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام چوتھے آسمان پر صالح علیہ السلام پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے مقامات سے آگے تشریف لے گئے اور ایسے میدان میں پہنچے جہاں قلم تقدیر کے لکھنے کی آواز سنائی دے رہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سدرۃ المنتہیٰ کو دیکھا جس کو فرشتوں نے گھیرا ہوا تھا۔ اسی جگہ حضرت جبرائیل امین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اصلی شکل میں دیکھا جن کے چھ سو بازو تھے اور وہیں پر ایک رفرف سبز رنگ کا دیکھا جس نے افق کو گھیرا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المعمور کو بھی دیکھا جس کے پاس بانی کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام دیوار سے کمر لگائے بیٹھے

www.freepdfpost.blogspot.com

ہوئے تھے۔ بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جن کے دوبارہ داخل ہونے کی باری قیامت تک نہیں آتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت اور دوزخ کا بچشم خود معائنہ فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس بیت المقدس پہنچے۔ یہاں پر موجود تمام انبیاء کو نماز پڑھائی۔ سب انبیاء سے جبرائیل امین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کرایا۔

بیت المقدس کا سب سے بڑا عالم ایلیاء نے شاہِ روم ہرقل سے ابوسفیان کے سامنے اس واقعہ کی تصدیق کی۔ اس نے عرض کیا کہ میری عادت تھی کہ میں رات کو اس وقت تک سوتا نہیں تھا جب تک کہ بیت المقدس کے سب دروازے بند نہ کر دوں۔ اس رات حسب عادت میں نے تمام دروازے بند کر دیئے مگر ایک دروازہ مجھ سے بند نہ ہو سکا۔ میں نے اپنے عملے کے لوگوں کو بلایا۔ انہوں نے مل کر کوشش کی مگر وہ ان سے بھی بند نہ ہو سکا۔ میں نے کاریگروں اور نجاروں کو بلایا۔ انہوں نے دیکھ کر کہا کہ ان کواڑوں کے اوپر عمارت کا بوجھ پڑ گیا ہے اب صبح سے پہلے اس کے بند ہونے کی کوئی تدبیر نہیں۔ صبح کو ہم دیکھیں گے کہ کیا کیا جائے۔ میں مجبور ہو کر لوٹ آیا اور دونوں کواڑ اس دروازہ کے کھلے رہے۔ صبح ہوتے ہی میں پھر اس دروازہ پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ مسجد کے پاس ایک پتھر کی چٹان میں روزن (سوراخ) کیا ہوا ہے اور ایسا محسوس ہوا کہ جیسے یہاں کوئی جانور باندھا گیا ہے۔ اس وقت میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ آج اس دروازے کو اللہ تعالیٰ نے شاید اس لئے بند ہونے سے روکا ہے کہ کوئی نبی یہاں آنے والے تھے اور پھر بیان کیا کہ اس رات انہوں نے ہماری مسجد میں نماز بھی پڑھی ہے۔

www.freepdfpost.blogspot.com

حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ حکومت میں قسطنطنیہ فتح ہوا تھا۔ پھر جب مسلمان سلاطین عیش وعشرت میں پڑ گئے تو بلادِ عرب ان کے ہاتھ سے نکلنے لگے۔ اس وقت اسلامی ممالک اہلِ یورپ سے مرعوب ہو کر پسپائی اختیار کرنے لگے۔ باطل قوتوں نے اسلام کو للکارا جس کا مسلمان صحیح طرح دفاع نہ کر پائے بلکہ ان کے پیچھے چل پڑے۔ یہودی اور عیسائی علماء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ معراج کا انکار کر دیا اور مسلمان علماء کو قسطنطنیہ میں مناظرے کا چیلنج کر دیا۔ دونوں طرف کے لوگ مناظرہ دیکھنے وہاں پہنچ گئے۔ غیر مسلم علماء نے مسلمان علماء کو زیر کر لیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج پر جانا ثابت نہ کر سکے۔ یہ وہاں پر موجود مسلمانوں کے لئے بہت بڑا المیہ تھا۔ یہ خبر صوفی عبدالرحمٰن کشمیری تک پہنچی جو قسطنطنیہ میں رہائش پذیر تھے اور گمنامی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ وہ مناظرے والی جگہ پہنچ گئے اور مخالفین کو کہا کہ میں ثابت کروں گا اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج پر آسمانوں سے اوپر تشریف لے جانا۔ انہوں نے صوفی عبدالرحمٰن سے کہا کہ جب تمہارے بڑے بڑے نامور شہرت یافتہ عالموں کو منہ کی کھانا پڑی تو تم کس باغ کی مولی ہو جو ہمارا مقابلہ کرو گے۔

صوفی عبدالرحمٰن کشمیری نے انہیں کہا کہ تم ایک شخص کو میرے حوالہ کر دو پھر ہم دونوں کو ایسے کمرے میں بند کر دو جس کا صرف ایک دروازہ ہو کوئی کھڑکی روشندان نہ ہو۔ چنانچہ ان دونوں کو اس کمرے میں بند کر دیا گیا۔ صوفی عبدالرحمٰن کشمیری نے اپنے مخالف کو بولا کہ وہ اس کے پاؤں پر چڑھ کے اسے مضبوطی سے پکڑ کر کھڑا ہو جائے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر صوفی عبدالرحمٰن کشمیری نے

www.freepdfpost.blogspot.com

زور سے **اللہ ھو** کا نعرہ لگایا اور مخالف سمیت کمرے سے باہر آ گیا۔ نہ قفل ٹوٹا نہ دروازہ کھلا اور نہ کہیں دراڑ پڑی۔ اس نے ان کو کہا کہ انہیں پھر سے بند کر دیا جائے۔ ان کے کہنے پر ان کو دوبارہ کمرے میں بند کیا گیا۔ وہ پھر سے **اللہ ھو** کا نعرہ لگا کر باہر آ گئے۔ انہوں نے مخالفین کو کہا کہ دیکھو میں تو اپنے نبی کا ادنیٰ سا پیروکار ہوں یہ ان کا نہ ماننے والا مخالف ہو کر بھی میری وجہ سے کمرے سے باہر آ گیا۔ جب ہم اللہ کے فضل سے ایسا کر سکتے ہیں تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیسے معراج پر نہیں جا سکتے۔ یوں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج پر جانا ثابت کر دکھایا۔ وہاں پر موجود لوگ بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے اور یہ نظارہ دیکھ کر دینِ اسلام میں شامل ہو گئے۔ یوں صوفی عبدالرحمٰن کشمیری نے مسلمانوں کی عزت بچا لی اور دینِ اسلام کو سر بلند رکھا۔

حضرت محمد بن ادریس شافعیؒ کہا کرتے تھے کہ انہوں نے بیس سال تک صوفیوں کی صحبت اٹھائی۔ مصر میں رہائش اختیار کر رکھی تھی حالانکہ ان کا پیدائشی شہر غزہ (فلسطین) تھا۔ یہ دوسری صدی ہجری کا واقعہ ہے کہ آپ کا دریا کے کنارے کسی شہر میں یہودیوں اور نصرانیوں کے ساتھ مناظرہ ہوا۔ موضوع تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج روحانی تھا کہ جسمانی۔ امام شافعی کے پیش کردہ تمام دلائل کو انہوں نے رد کر دیا۔ وہ بضد تھے کہ معراج روحانی تھا جسمانی نہیں۔ جب امام شافعی نے دیکھا کہ یہ لوگ اس طرح ماننے والے نہیں تو انہوں نے مصلّٰے اٹھایا اور دریا نیل کی جانب چل پڑے کہ اب مناظرہ دریا نیل پر ہوگا۔ وہ دریا کہ کنارے رکے نہیں بلکہ اسی طرح پانی پر

www.freepdfpost.blogspot.com

چلتے گئے اور دریا کے عین وسط میں پانی پر مصلّے ڈال کر بیٹھ گئے کہ آؤ اب مناظرہ یہاں پانی پر ہو گا۔ مخالفین وہاں کیسے جاتے اور مناظرہ کرتے۔ اب ان کو ماننا پڑا کہ واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج پر تشریف لے جانا روحانی نہیں بلکہ جسمانی تھا۔ جب کوئی بھی دریا میں ان تک نہ پہنچا تو امام شافعی اسی طرح پانی پر چل کے واپس آ گئے۔

ہم تک یہ بات پہنچی کہ شیخ جمال الدین یوسف کہتے تھے کہ مجھے اپنے خاندان کے لوگوں سے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ وہ سب حصن کیفا واقع کردستان میں تھے۔ میں نے شیخ ابراہیم متبولی سے مشورہ کیا اور یہ عصر کے بعد کا وقت تھا۔ شیخ متبولی نے فرمایا کہ خدا نے چاہا تو ملاقات ہو جائے گی۔ اس کے بعد میں عصر کا وظیفہ پڑھنے کو خلوت میں گیا تو میں نے خود کو اپنے شہر میں پایا۔ میں اپنے گھر میں داخل ہوا اور اپنے والدین کو سلام کیا اور میں وہاں ان کے پاس ٹھہرا رہا۔ جامع مسجد میں مَیں نے خطبے پڑھے اور نو ماہ تک بچوں کو پڑھاتا رہا۔ اس کے بعد شیخ سے ملنے کا شوق بھڑکا اور میں نے اپنے والدین سے اجازت مانگی۔ انہوں نے اجازت دی اور میں گھر سے نکل کر شہر سے باہر آیا تو میں نے اپنے آپ کو مصر میں برکۃ الحاج والی خلوت میں پایا اور میں ساتھیوں سے دعا سلام کے لئے باہر آیا تو کسی نے بھی مجھے سلام نہ کیا تب میں نے ان سے اپنے سفر کا حال بیان کیا تو سب کہنے لگے کہ یوسف کو جنون ہو گیا ہے۔ آخر شیخ متبولی کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے کہا کہ میاں اپنے واقعہ کو پوشیدہ رکھو۔ تین سال کے بعد ان کے والدین شیخ ابراہیم متبولی کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ اگر آپ کی خاطر مدِنظر نہ ہوتی تو ہم سال بھر تک یوسف کو نہ آنے دیتے۔



www.freepdfpost.blogspot.com

ھمیں کیا خبر تھی

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنعَمَ عَلَیْنَا وَھَدٰینَا اِلٰی دِیْنِ الاِسلَام۔ اللہ رب العزت کی حمد وثنا کے بعد بندہ ناچیز بے حد شکر گزار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں انعامات سے نوازا اور ہمیں دین اسلام نصیب فرمایا۔ ایک وقت تھا کہ مصر اور شام سلوک اور تصوف کا مرکز تھے۔ پھر ان لوگوں نے کٹھن راستے عبور کر کے اسے ہندوستان میں پہنچایا۔ یہاں لوگوں کی اکثریت بتوں کو پوجتی تھی مگر جن کے نصیب میں ہدایت لکھی تھی وہ اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے اور اپنی راہیں بت پرستوں سے الگ کر لیں اور خدائے واحد کی عبادت میں منہمک ہو گئے۔ یہ صوفیاء اور اولیاء اللہ ہی تھے جن کی سحر انگیز شخصیت کی بدولت لاکھوں کی تعداد میں ہندو اپنا مذہب چھوڑ کے مسلمان ہوئے اور مسجدیں اور خانقاہیں آباد ہوئیں۔ انگریزی تعلیم میں مسلمان ہندوؤں کے مقابلے میں پیچھے تھے۔ انگریز نے سر سید احمد خان کو انگریزی تعلیم دینے کے لئے میدان میں اتارا۔ سر سید احمد خان دورِ حاضر کا روشن خیال ماڈریٹ مسلمان تھا۔ وہ سلوک اور تصوف کو نہیں مانتا تھا اور نہ ہی وہ کراماً کاتبین اور عرش اور کرسی میں یقین رکھتا تھا۔ اس نے اپنے مغربی آقاؤں کے کہنے پر قرآن مجید کی تفسیر بھی لکھی مگر اس تفسیر کو علیگڑھیوں کے علاوہ عام مسلمانوں میں پذیرائی نہ ملی۔ علامہ اقبال بھی ان کے

www.freepdfpost.blogspot.com

خیالات سے متفق نہ تھے۔انہوں نے برملا کہہ دیا کہ

ہم تو سمجھے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم   کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

(اقبال)

۱۹۸۵ء میں مَیں ملتان میں تھا۔نشتر میڈیکل کالج کے کچھ طلباء میرے پاس آئے کہ ہمیں ہفتے میں ایک دن کا ذکر نشتر میڈیکل کالج کی مسجد میں آ کر کرایا کریں۔ چنانچہ ان کی فرمائش پر ہم لوگوں نے نشتر میڈیکل کالج کی مسجد میں ہر ہفتے جانا شروع کر دیا۔ چوتھی پانچویں بار گئے تو طلباء کی اچھی خاصی تعداد ذکر کرنے کے لئے بیٹھ گئی۔ مسجد کے خطیب مولانا اسلم قریشی تھے جن کو تبلیغی جماعت میں اہم مقام حاصل تھا۔ان کو سالانہ تبلیغی اجتماع کے موقع پر خطاب کرنے کے لئے بھی وقت دیا جاتا تھا۔مولانا اسلم صاحب نے جب لڑکوں کو ذکر میں بیٹھے دیکھا تو برداشت نہ کر سکے۔ اٹھ کر میرے پاس آ گئے اور کہنے لگے کہ یہاں ہماری مسجد میں مسنون طریقے سے ذکر ہوتا ہے یہ جو کچھ آپ کرتے ہو یہ اُدھر ہی اپنی مسجدوں میں کیا کرو۔ میں ان کی بات سن کے حیران رہ گیا کہ اتنا بڑا عالم کیا فتویٰ دے رہا ہے۔اس کو تو چاہیئے تھا کہ وہ پہلے ہم سے ہمارے طریقہ ذکر کے بارے میں پوری تفصیل دریافت کرتے پھر کہتے کہ یہ طریقہ غیر مسنون ہے۔اِدھر یہ ذکر نہ کرو اُدھر ہی اپنی مسجدوں میں جا کر کرو کا فتویٰ دینا انہیں زیب نہیں دیتا حالانکہ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ نے اپنی کتاب ''**صقالۃ القلوب**'' کے صفحہ ۵۷ پر لکھا ہے کہ پاس انفاس کی اصل حدیث نبوی سے ثابت ہے اسی لئے علامہ انور شاہ کشمیری فرما گئے کہ صوفیاء کے اشغال میں پاس انفاس ظاہر شریعت

www.freepdfpost.blogspot.com

کے قریب تر ہے مگر ہمیں کیا خبر تھی کہ ایسا انہوں نے جہالت کی بنیاد پر کہا یا حسد کی وجہ سے۔ اگلے دن میری یونٹ کا خطیب میرے پاس آیا کہ مولانا اسلم قریشی ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے ان سے ملاقات کرنے سے معذرت کر لی اور کہا کہ ان سے ملاقات ذکر کی مجلس میں ہو سکتی ہے دفتر میں نہیں۔ اس کے بعد ہم ہر ہفتہ نشتر میڈیکل کالج میں جا کر ذکر کرتے رہے مگر وہ ذکر میں آ کر نہ بیٹھے کیوں کہ مولوی صرف مسئلے کرتا ہے ذکر نہیں کرتا یہ میرا چالیس سال کا مشاہدہ ہے۔

دسمبر ۲۰۰۰ء میں منارہ ضلع چکوال میں ہمارا کیمپ لگا۔ شریعت کا نفاذ ہمارا واحد مطالبہ تھا۔ ہم نے پورا مہینہ پرویز مشرف کے خلاف تقریریں سن کر گزارا۔ ایک روز مجھے کہا گیا کہ آج ظہر کے بعد میں نے تقریر کرنی ہے۔ چنانچہ میں نے دھواں دار تقریر کی اور مشرف کو فاسق فاجر زانی شرابی اور غاصب ڈکٹیٹر قرار دے کر اس سے مطالبہ کیا کہ وہ ہمارا نفاذ شریعت کا مطالبہ مان لے ورنہ ہم اسلام آباد جا کر دھرنا دینے کا مصمم ارادہ رکھتے ہیں۔ ''شریعت یا شہادت'' ہمارا نعرہ تھا۔ ہمیں کیا خبر تھی کہ یہ نعرہ نعرہ ہی رہے گا اور ہم مک مکا کر کے ہا کی اور چنے لے کر اپنے گھروں کو واپس آ جائیں گے۔ شریعت کا نفاذ تشنہ ہی رہے گا۔

کچھ روز بعد سکواڈرن لیڈر آصف قصور گیا تو دیکھا کہ ''ذی ٹی وی'' پر میری تقریر لگی ہوئی تھی اس نے اپنی وائف اور گھر والوں کو بتایا کہ یہ میجر غلام محمد ہیں اور یہ تقریر انہوں نے منارہ کیمپ کے دنوں میں کی تھی۔ قصور سے واپس آ کے انہوں نے مجھے اپنے گھر ناشتہ پر بلایا اور مجھے بتایا کہ اس نے ''ذی ٹی وی'' پر میری تقریر سنی مگر حیران تھا کہ آپ کی تقریر ان تک کیسے پہنچی۔ اس جیسے اور بھی

www.freepdfpost.blogspot.com

بہت سے سوال ہیں کہ مشرف سرکار نے ہمیں پورا مہینہ بجلی کیوں فراہم کی اور ہم سے پورا پورا تعاون کیوں کیا۔ ہماری فلمیں بنا کر بی بی سی اور ذی ٹی وی کو یہ فلمیں کیوں فراہم کیں۔ دس لاکھ روزانہ کے حساب سے پورے مہینے کا تین کروڑ روپے کا خرچہ کس نے اٹھایا۔ ایجنسی کے لوگوں کو سپیشل کلاس میں شامل کر کے ان کی روحانی بیعت کرائی گئی جنھوں نے واپس جا کے داڑھیاں کٹوا دیں اور رپورٹ دی کہ روحانی بیعت ایک ڈرامہ ہے اس طرح اویسیہ سلسلہ کو بدنام کیوں کیا گیا اندرون ملک اور بیرون ملک سے لئے گئے چندے کا رکارڈ کیوں نہ رکھا گیا۔ کچھ حاصل کئے بغیر واپس آنا تھا تو لوگوں کا پیسہ، وقت اور توانائی کیوں ضائع کرائی گئی۔

''الحمدللہ ہمارے کیمپ سے ایک لاکھ مجاہدین جن میں وزیرستانی بھی ہیں پنجابی بھی ہیں سندھی بھی ہیں بلوچستانی بھی ہیں۔ ایک لاکھ مجاہدین اکیلے ہمارے کیمپ سے افغانستان میں داخل ہوئے اور آج سے دو ہفتے پہلے ان کے داخل ہونے تک ہم نے نام نہیں لیا۔ حکومت نے ہمیں روک دیا تھا کہ مزید آدمی نہ بھیجے جائیں۔ ہمارے پاس الحمدللہ کئی لاکھ ایسے فرزندانِ توحید موجود ہیں جو منتظر ہیں جانے کے، جو بیقرار ہیں جانے کو جنھیں اس بات پر ہم سے جھگڑا ہے کہ ہمیں پہلے کیوں نہیں بھیجا گیا'' (المرشد نومبر ۲۰۰۱ء)

میں اپنے بیٹے کے انٹرویو کے سلسلے میں اسلام آباد گیا ہوا تھا۔ مجھے ڈاکٹر منیر نے بتایا کہ الاخوان نے ایک لاکھ مجاہدین افغانستان بھجوا دیئے ہیں اور اب ہمیں حکم ملا ہے کہ پیسے اکٹھے کر کے بھجواؤ۔ ہم نے لاکھ کے قریب اکٹھے کر لئے ہیں جو ہم انہیں فوراً بھجوا دیں گے۔ ہمیں کیا خبر تھی کہ

www.freepdfpost.blogspot.com

ہمارے اکابرین نے اتنا بڑا کارنامہ کر دکھایا کیوں کہ صوفی محمد کے دس ہزار لوگ تو بارڈر پر پکڑے گئے اور ابھی تک جیلوں میں سڑ رہے ہیں مگر ان کا یہ کام اس کمال مہارت سے ہوا کہ ایک لاکھ مجاہدین (تقریباً ۶ ڈویژن فوج) ایک لاکھ رائفلوں کے ساتھ اور ایمونیشن کے ساتھ ڈرائی راشن لے کر بارڈر کراس کر گئے اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی۔ ہم تو اسے کرامت ہی کہیں گے (واللہ اعلم)

جب سے سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ میں شامل ہوئے اپنے مرشد کے ہمراہ لنگر مخدوم اور چنگڑانوالہ جاتے رہے۔ ۱۹۸۴ء میں مرشد کے اس جہان فانی سے انتقال کے بعد بھی ہم حاضری دیتے رہے۔ سب ساتھی ہر سال اکتوبر کا حاضری کے لئے انتظار کرتے ہیں اور دونوں مزارات پر حاضر ہو کر فیضیاب ہوتے ہیں۔ ہمیشہ اکتوبر کی حاضری کی تاریخ کا تعین ناظمِ اعلیٰ کرنل مطلوب حسین ہی کرتے ہیں اور حضرت اللہ دین مدنیؒ کے ہاں رات کے قیام اور انتظام و انصرام کی ذمہ داری بھی ان ہی کے سپرد ہے اور یہ ڈیوٹی وہ چالیس سال سے بخیر و خوبی انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا ضرور اجر دے گا۔

یہ ستمبر ۲۰۰۸ء کی بات ہے۔ ماہِ رمضان کا تیسرا ہفتہ چل رہا تھا۔ میں نے دعا کرانے کی غرض سے حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کی خدمت میں درخواست کی تو وہ شکوہ کرنے لگے کہ جماعت نے انہیں دعا گو ہی سمجھا ہوا ہے۔ وہ میرے پاس آتے ہیں، دعا کراتے ہیں اور چلتے بنتے ہیں۔ مجھے کوئی اپنا نہیں سمجھتا میرے پاس کبھی کوئی رات گزارنے نہیں آتا۔ گھڑی دو گھڑی کی حاضری اور

www.freepdfpost.blogspot.com

رفاقت پر مجھے ٹرخا دیتے ہیں میں آپ لوگوں کی صحبت کو ترستا رہتا ہوں۔ ان کی بات سن کر میں رونے لگ گیا اور عرض کی کہ حضرت واقعی ہم سے یہ کوتاہی سرزد ہوئی ہے آج تک ہم نے آمد، نشست اور برخاست کو ہی معمول بنائے رکھا جس کی ہم معافی مانگتے ہیں۔ ہمیں کیا خبر تھی کہ خواجہ قطب صاحبؒ کا ہمارے ساتھ تعلق اتنا بڑھ گیا ہے کہ وہ خواہش کرنے لگے ہیں کہ ہم انہیں اپنائیت کا احساس دلائیں اور ان کے پاس زیادہ وقت گزاریں چنانچہ میں نے ۲۵ویں کی رات ان کی قبر پر گزارنے کا پروگرام بنا لیا۔ سکواڈرن لیڈر سلمان احمد اور گروپ کیپٹن تنویر تبسم بھی میرے ساتھ آ گئے۔ ہم نے افطاری اور سحری کا سامان لیا اور حضرت خواجہ اللہ دین مدنیؒ کے پاس ذکر کر کے چنگڑانوالہ پہنچ گئے۔ ہم تینوں نے یہ رات حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کے پاس جاگ کر گزاری کیونکہ یہ لیلۃ القدر کی رات تھی سابقہ تمام راتوں سے بالکل مختلف۔ ہم نے کئی ذکر کئے اور خواجہ قطب صاحب کے ساتھ مل کے خوب دعائیں مانگیں۔

اللہ کرے عشق کا بیمار تجھے بھی　　　روتا ہوا دیکھوں پسِ دیوار تجھے بھی



www.freepdfpost.blogspot.com

میں رویا بے اختیار

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

میرے شیخ حضرت اللہ یار خان عوامی ٹرین سے کراچی گئے تو میں اور راجہ یوسف بھی آپ کے ہمسفر تھے۔ کراچی میں کچھ روز قیام کے بعد حضرت شیخ المکرّم نے بذریعہ ہوائی جہاز حج کی ادائیگی کے لئے سعودی عرب جانا تھا۔ حضرت قبلہ عالم کو رخصت کرنے کے لئے ساتھی کراچی پہنچ گئے تھے۔ فلائٹ پکڑنے میں ابھی چند گھنٹے باقی تھے۔ تمام تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ ماحول سوگوار ہو گیا تھا۔ لگتا تھا حضرت جی ہمیں چھوڑ کے کہیں دور جا رہے ہوں۔ اتنے میں مولانا عبدالحق صاحب نے یہ شعر پڑھا

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو　　　جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

شعر کو سن کر سب رونے لگے۔ میں بھی بے اختیار رو دیا۔ حضرت قبلہ عالم نے ہمیں تسلی دی کہ چند ہفتوں کی تو بات ہے انشاء اللہ جلد ملیں گے۔ فرمایا کہ سارے منصب ہماری جماعت کو منتقل ہونے ہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے بغیر یہ ممکن نہیں۔

رسالپور میں میرا اور زین العابدین کا گھر نارتھ روڈ پر ایک دوسرے سے دس منٹ کے فاصلے پر تھا۔ وہ عصر کے وقت میرے گھر آ جاتا تھا اور ہم اکٹھے ذکر کیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ

www.freepdfpost.blogspot.com

وقت پر نہ آیا تو میں اس کے گھر چلا گیا۔ وہ لان میں کرسی پر بیٹھا خط پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا۔ میں چپکے سے اس کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کو آہٹ محسوس ہوئی تو اس نے مڑ کے مجھے اپنے پیچھے کھڑا دیکھا۔ میرے استفسار پر اس نے بتایا کہ وہ ہر ماہ اپنی بہن اور والدہ کو رقم بھیجتا تھا۔ اس کی والدہ نے اسے لکھا تھا کہ فوجیوں نے ان کو ریپ کر دیا تھا اور اب وہ اپنا ٹھکانہ چھوڑ کے نامعلوم جگہ جا رہی ہیں لہٰذا اب وہ انہیں پیسے نہ بھیجے۔ یہ سن کر مجھے بھی بے اختیار رونا آ گیا اور میں روتے روتے اپنے گھر واپس آ گیا۔ زین العابدین نے راتوں رات بارڈر کراس کی اور لوگوں نے اسے آل انڈیا ریڈیو پر بولتے سنا کہ اب فوج کے ہاتھوں ان کی ماؤں بہنوں کی عزت محفوظ نہیں رہی۔

میں نے سلوک میں احدیت سے سڑک پر چلنا شروع کیا تھا۔ پھر جو دیکھا تو یہ سڑک غائب ہو گئی۔ بہت کوشش کی کہ کسی طرح سڑک پر آ جاؤں مگر لگتا تھا کہ کوسوں دور ہوں۔ اپنا محاسبہ بھی کیا کہ کہیں کوئی بلنڈر سرزد نہ ہو گیا ہو مگر بظاہر ایسا کچھ بھی نہ تھا۔ میں نے مسلسل دو سال رو کر گزارے مگر صورتِ حال تھی کہ ابتر سے ابتر ہوتی گئی۔ اب تو میں نڈھال ہو گیا۔ روح پر مدہوشی کے آثار آنے لگے اور لگتا تھا کہ ہر طرف آندھی اور طوفان ہے جس نے میری روح کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ اب تو سمت کا ادراک بھی نہ رہا ایسے میں راستہ کیسے ملتا۔ میری حالت یہ تھی کہ ہر روز آنسوؤں سے منہ دھوتا تھا۔ ایک روز میں نے فیصلہ کر لیا کہ اپنی اس حالت کا احوال اپنے مرشد کامل شیخ المکرّم کے سامنے رکھ دوں وہ ضرور مجھے معاف بھی کر دیں گے اور اس صورتِ حال سے نکال کر سڑک پر بھی چڑھا دیں گے۔ چنانچہ میں چکڑالہ پہنچا۔ موقع پا کر حضرت شیخ المکرّم کے پاؤں پکڑ

www.freepdfpost.blogspot.com

لئے اور روتے روتے سارا معاملہ خدمت میں پیش کیا۔ حضرت قبلہ عالم فرمانے لگے کہ جہاں اس وقت تم چل رہے ہو یہ تو عالم حیرت ہے اور تم یہ بتاؤ کہ اتنی جلدی تم یہاں پہنچ کیسے گئے۔ پھر حضرت قبلہ عالم نے بتایا کہ سڑک تو نویں عرش پر آ کر ختم ہو جاتی ہے۔ آگے عالمِ امر اور عالمِ حیرت کے دائرے ہیں جن کو روح عبور کرتی ہے۔ یہ سن کر میری جان میں جان آئی اور میں حضرت قبلہ عالم سے اجازت لے کر خوشی خوشی گھر واپس لوٹا۔

۱۹۸۳ء کے ماہِ رمضان کا ایک روزہ مجھ سے نہ رکھا گیا کیونکہ میں سسٹائٹس (گردے) کا مریض تھا۔ کسی بڑے ساتھی کے کہنے پر مجھ سے روزہ تو چھوٹ گیا مگر اس کا مجھے اتنا افسوس ہوا کہ میں اس دن بے اختیار روتا رہا اور پھر فیصلہ کیا کہ دیکھوں تو کہ آیا میں اس درجے کا مریض ہوں بھی جو اگر روزہ نہ رکھے تو وہ گنہگار نہیں ہوتا۔ یہ جانچنے کے لئے میں نے گرمیوں کے پانچ ماہ اپریل سے اگست تک مسلسل روزے رکھے۔ رات کو میس سے ایک روٹی منگا لیتا تھا اور اسے کپڑے میں لپیٹ کے رکھ دیتا تھا۔ صبح تہجد کے بعد اس روٹی پر نمک چھڑک کے پانی کے ساتھ روزہ رکھ لیتا تھا اس طرح کسی کو خبر بھی نہ ہوتی تھی کہ میرا روزہ ہے۔ بعض اوقات تو میں نے دو روزے ایک ساتھ رکھے۔ شام کو پانی سے روزہ افطار کیا اور صبح پانی سے روزہ رکھ لیا۔ جسم مسلسل روزہ رکھنے کا اتنا عادی ہو گیا تھا کہ مجھے روزے کا احساس بھی نہیں رہتا تھا۔۔ اب میں اس نتیجے پر پہنچا کہ میں اس درجے کا مریض نہیں ہوں جس پر روزہ چھوڑنے کا گناہ نہیں لہٰذا میں نے اللہ سے روزہ چھوڑنے کی معافی مانگی اور آئندہ کبھی بھی روزہ نہ چھوڑنے کا عہد کر لیا۔

www.freepdfpost.blogspot.com

پچھلے سال حضرت قبلہ عالم نے گلگت کا دورہ کیا تھا اور نہ صرف جماعت کو فائدہ ہوا تھا بلکہ وہاں کے علماء کرام کو بھی آپ نے اپنا ہمنوا بنا لیا تھا۔گلگت کی جامع مسجد میں وہاں کے خطیب کی درخواست پر حضرت قبلہ عالم نے نماز جمعہ سے پہلے خطاب بھی فرمایا تھا۔ پھر لوگوں کی فرمائش پر ہر ماہ اس مسجد میں ذکر کرانے کی ڈیوٹی کرنے کا مجھے حکم فرمایا۔ہم لوگ جب بھی بیٹھتے تو حضرت قبلہ عالم کی باتیں یاد کر بیٹھتے۔ ابھی ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ ۱۸ فروری ۱۹۸۴ء کو فون پر خبر ملی کہ حضرت قبلہ عالم انتقال فرما گئے ہیں۔ یہ ایسی روح فرسا خبر تھی جس کی ہمیں ہرگز توقع نہ تھی۔ اس ناگہانی موت کی خبر پر بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آئے ہم روئے جا رہے تھے۔ ہماری زبانیں گنگ تھیں۔ ایک سکتے کا عالم تھا۔ آخر ساتھیوں نے کوچ کا بندوبست کیا اور ہم پنڈی کے لئے چل پڑے۔ سارا راستہ برف باری ہوتی رہی ہم اللہ اللہ کر کے پنڈی پہنچے۔ وہاں سے مرشد آباد آئے تو حضرت قبلہ عالم کی تدفین ہو چکی تھی۔ شکستہ دلوں کے ساتھ ہم لوگ قبر کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھے جا رہے تھے۔ میں نے ساتھیوں کو لطائف اور مراقبات کرا کے قبر میں حضرت شیخ المکرّم کے پاس پیش کیا۔ حضرتؒ نے بہت شفقت فرمائی سینے سے لگایا اور فرمایا کہ اپنا اور جماعت کا خیال رکھنا۔

۱۹۸۵ء میں مجھے حج کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جدہ ائیر پورٹ پر جہاز سے اتر کر بذریعہ روڈ ٹرانسپورٹ ہم مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ دل و دماغ میں بیت اللہ سمایا ہوا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو حضرت جبرائیل امین کو حکم دیا کہ

www.freepdfpost.blogspot.com

بیت اللہ کی زمین پر نشاندہی کر دو۔ بیت اللہ کی دیواروں کے عین اوپر پہلے آسمان پر بیت العزہ ہے اور چوتھے آسمان پر بیت المعمور ہے۔ یہ دونوں فرشتوں کے کعبے ہیں۔ حقیقت میں کعبہ بہت اوپر ہے۔ حضرت شیخ المکرّم فرماتے تھے کہ اللہ رب العزت کے ذاتی تجلیات یا عرش معلّٰے پر پڑتے ہیں یا بیت اللہ پر۔ ہم جلد سے جلد بیت اللہ پر پڑنے والے تجلیات کے نیچے پہنچنا چاہتے تھے۔ پھر وہ لمحہ آ ہی گیا جس کا ہمیں بیتابی سے انتظار تھا۔ بیت اللہ ہماری نظروں کے سامنے تھا۔ بیت اللہ کی ہیبت ہی ایسی ہے کہ اس پر پہلی نظر پڑتے ہی ہم پر بے اختیار رونا مسلط ہو گیا۔ ہم مبہوت کھڑے روئے جا رہے تھے۔ دل کی کیفیت بیان سے باہر تھی۔ ہمیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ ہم اتنے خوش قسمت ہیں جو یہاں تک آنا نصیب ہوا۔ اشکبار آنکھوں کے ساتھ ہم آگے بڑھے اور حجر اسود کو بوسہ دے کے طواف کے سات چکر پورے کئے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کے تمام انبیاء کے نقش پا ہمارے سامنے تھے۔ سب کے سب یہیں دوڑے تھے۔ یہیں حاضری دی تھی۔ یہیں لبّیک اللّٰھم لبّیک پکارا تھا۔ ہم بھی زار و قطار رو رہے تھے اور لبّیک لبّیک پکار رہے تھے۔ آج بھی جب سیرِ کعبہ میں بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں تو بے اختیار رونا آ جاتا ہے۔ وہی کیفیات وہی انوارات وہی تجلیات۔ کچھ بھی آج تک نہیں بدلا اور قیامت تک بدلے گا بھی نہیں۔

۴ اگست ۲۰۰۹ء کو AFIC پنڈی میں میرا دل کا بائی پاس اپریشن تھا۔ ۳ اگست کو پورے جسم کے بال صاف کرنے کے لئے ہسپتال کا نائی آ گیا۔ اس نے سرجن کے حکم پر میری آدھی داڑھی

www.freepdfpost.blogspot.com

بھی کاٹ دی۔ میں نے جب خود کو آئینے میں دیکھا تو بے اختیار بہت رویا کہ ساری زندگی پوری داڑھی کے ساتھ گزاری اور اب جب کہ مرنے کا وقت آیا تو آدھی داڑھی ہو گئی۔ مجھ سے پہلے جو مریض اپریشن تھیٹر میں گیا تھا وہ وہیں فوت ہو گیا تھا۔ میں بہت رویا کہ اس شکل وصورت میں موت آگئی تو کیا بنے گا۔ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کے دعا کی کہ مجھے اس شکل میں موت نہ دینا کیونکہ جتنی داڑھی کے ساتھ آپ برزخ جاتے ہیں یہ اتنی ہی رہتی ہے گھٹتی بڑھتی نہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ میرا اپریشن کامیاب رہا اور میں زندہ سلامت اپریشن تھیٹر سے واپس آگیا ورنہ ہمیشہ ہمیشہ کا پچھتاوا رہتا۔



www.freepdfpost.blogspot.com

چالیس سال بیت گئے یہ دعا مانگتے

میجر ریٹائرڈ غلام محمد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْعَمَ عَلَیْنَا وَھَدٰنَا اِلٰی دِیْنِ الْاِسْلَام

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرض عَالِمَ الْغَیْبِ والشَّھَادَةِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ
عِبَادِكَ فِیْ مَاکَا نُوافِیْهِ یَخْتَلِفُون

تَوَکَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِ یْ لَمْ یَتَّخِذْ
وَلَدًاوَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الْذُّلِّ وَکَبِّرْهُ
تَکْبِیْرًا

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِ هٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْم

یَاحَیُّ یَاقَیُّوم یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرام اَسْئَلُكَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ
مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا یااللّٰه یااللّٰه یااللّٰه یَا بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض رَضِیْتُ
بِاللّٰهِ رَبًّاوَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًاوَّبِمُحَمَّدٍنَبِیًّا

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْذَنْبِی وَطَھِّرْقَلْبِیْ وَاَحْصِنْ فَرْجِیْ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَه

اَللّٰھُمَّ اِنِیّ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ

www.freepdfpost.blogspot.com

اَللّٰھُمَّ اِنِیّ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا لَایَرْتَدُّ وَنَعِیْمًا لَایَنْفَدُ وَقُرَّۃَعَیْنٍ لَایَنْقَطِعُ وَمُرَافَقَۃَ نَبِیِّکَ فِیْ اَعْلٰی جِنَانِ اُلْخُلْد

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْب ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی دِیْنِک

اَللّٰھُمَّ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْم اَللّٰھُمَّ اَکْفِنِیْ کُلَّ مُھِمٍّ مِنْ حَیْثُ شِئْتَ وَمِنْ اَیْنَ شِئْتَ حَسْبِیَ اللّٰہُ لِدِیْنِیْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لِدُنْیَایَ حَسْبِیَ اللّٰہُ لِمَا اَھَمَّنِیْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لِمَنْ حَسَدَنِیْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لِمَنْ کَادَنِیْ بِسُوْءٍ حَسْبِیَ اللّٰہُ لِمَنْ بَّغٰیٰ عَلَیَّ حَسْبِیَ اللّٰہُ عِنْدَ الْمَوْت حَسْبِیَ اللّٰہُ لَااِلٰہَ اِلَّاھُوَعَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْم

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَرٰی مَکَانِیْ وَتَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ وَلَا یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِنْ اَمْرِیْ وَاَنَا الرَّجُلُ الْمُشْفِقُ وُمقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِیْ وَاَنَاالْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ اَسْئَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْمِسْکِیْنِ وَاُبتَھِلُ اِلَیْکَ اِبْتِھَالَ اُلْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَاَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ وَدُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقْبَتُہٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَبْرَتُہٗ وَذَلَّ لَکَ جِسْمُہٗ وَرَغِمَ لَکَ اَنْفُہٗ اَنْ لَّا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ شَقِیًا وَّکُنْ لِّیْ رَؤُفًا رَحِیْمًا۔ یَا خَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ وَیَاخَیْرَ الْمُعْطِیْن

فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَکَ وَلَاتَطْغَوْا ط اِنَّہٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْر(۱۱۲) اے اللہ اے ارحم الرّاحمین اے اجودالاجودین فاستقم کی توفیق عطا فرمااور

www.freepdfpost.blogspot.com

ولاتطغوا کی توفیق عطا فرما!

وَلَقَدْ اٰتَیْنَاكَ سَبْعًامِنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْم لَاتَمُدَّنَّ عَیْنَیكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِنْهُم اے اللہ اے ارحم الرّٰحمین اے اجود الاجودین **لاتمدن عینیك** کی توفیق عطا فرما!

وَاَنِیْبُوا اِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْ الَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْ تِیَكُمُ الْعَذَاب اے اللہ اے ارحم الرّٰحمین اے اجود الاجودین **انیبوا** اور **اسلموا** کی توفیق عطا فرما اور اپنے عذاب سے بچا!

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰی اٰ مَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَا ءِ وَالْاَرْض اے اللہ اے ارحم الرّٰحمین اے اجود الاجودین ایمان اور تقوٰی نصیب فرما اور ارض وسماء کی برکات کو ہمارے ایمان اور تقوے سے مشروط نہ فرما اور تو محض اپنے فضل وکرم سے ہمیں یہ برکات عطا فرما!

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُئومِنِیْن اے اللہ مومنین میں سے بنا اور عزت سے رکھ یہاں بھی اور اپنے ہاں بھی معزز بنا

وَامْتَا زُواالْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْن(۵۹) اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یَا بَنِیْ اٰدَم اَنْ لَّاتَعْبُدُوا الشَّیْطٰن اے اللہ شیطان کی تابعداری سے باز رکھ اور میرے جرم معاف فرما

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوْا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ سَوَاءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهم سَاءَ مَایَحْكُمُوْن اے اللہ میری توبہ ہے میں توبہ کی شرطیں پوری نہیں کرسکتا تو محض اپنے فضل وکرم سے میری زبانی کلامی توبہ قبول فرما اور میرے

www.freepdfpost.blogspot.com

گناہ بخش دے اگلے پچھلے (صغیرہ کبیرہ دانستہ نا دانستہ)

اِلٰهِی عَبْدُكَ العَاصِیُ عَطَاكَ مُقِرًا بِذُّنُوبِ وَقَدْ دَعَاكَ

اِنْ تَغْفِرْفَاَنْتَ لِذٰكَ اَهْلٌ وَاِنْ تَطْرُدُ فَمَنْ يَّرْحَمُ سِوَاكَ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیُ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيكَ بِنبِی مُحَمَّد ﷺ نبی الرحمۃ یا محمد ﷺ اِنِّی اَتَوَجَّهُ اِلٰی رَبِّیُ بِكَ اے اللہ اے ارحم الرّحمین تجھے تیری عزت وجلال کا واسطہ تجھے حضرت محمد ﷺ کا واسطہ تجھے حضرت محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب کا واسطہ تجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا واسطہ تجھے تمام انبیاء علیہم السلام اور آپ کے اصحاب کا واسطہ تجھے عرش اور کرسی کا واسطہ تجھے حاملین عرش کا واسطہ تجھے قرآن پاک کا واسطہ تجھے حضرت جرائیل حضرت میکائیل حضرت اسرافیل حضرت عزرائیل کا واسطہ تجھے آسمانوں زمینوں کا واسطہ تجھے بیت اللہ اور روضہ رسول ﷺ کا واسطہ تجھے بیت العزہ اور بیت المعمور کا واسطہ تجھے اس محبت کا واسطہ جو تو رکھتا ہے اپنے نیکوکار بندوں کے لیے (یُحِبُّهُمْ ويُحِبُّوْنَهُ) تجھے ان سارے واسطوں کا واسطہ تو میری بخشش فرمادے اور مجھے اپنے نیکوکار بندوں میں جگہ دے دے۔ اے اللہ اسلام کو غلبہ عطا فرما مسلمانوں کی جان مال عزت آبرو کی حفاظت فرما پاکستان میں اسلام نافذ فرما اور ہمارے ملک کی حفاظت فرما اندرونی بیرونی سازشوں سے اور یہود ہنود اور نصارٰی کی طاقت کا خاتمہ فرما۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَاما

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِوَاَدْخِلْنَا

www.freepdfpost.blogspot.com

الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِيَا عَزِيزُ يَا غَفَّارُ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْن رَبَّنَالَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعدَ اِذْهَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَامِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّاب

رَبَّنَالَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْاَخْطَأْنَا ج رَبَّنَاوَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَاطَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وقفه وَاغْفِرْ لَنَا وقفه وَارْحَمْنَا وقفه اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْ نَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْن

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَاوَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْن

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْ تَنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِ نَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَاتُخْلِفُ الْمِيْعَاد رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيْرَ رَبِّ يَسِّرْوَلَاتُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَيْر

الٰہی عطا ذرۂ دردِ دل ہو — کہ مرتا ہے بے درد بیمار تیرا

الٰہی وہ جلوہ محبت عطا کر — جو کردے مجھے عاشق زار تیرا

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے — میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا

نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو مطلب — تو مطلوب میں ہوں طلب گار تیرا

بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو — ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا

اے اللہ میری صبحیں میری شامیں میرے دن میری راتیں سب اپنے نام کردے۔

www.freepdfpost.blogspot.com

اۓ اللہ جس طرح میں روٹی کے بغیر پانی کے بغیر اور ہوا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح تیرے بغیر اور تیری یاد کے بغیر میں جی نہ سکوں تو میری جان بن جا تو میری پہچان بن جا۔ میرے ساتھ نرمی کا برتاؤ رکھ اور مجھ پر اپنی طاعت آسان فرما مجھے کبھی گھمنڈ میں نہ آنے دینا مجھ پر رحم فرما فضل فرما۔

میرے ساتھیوں میں سے جو بے روزگار ہیں ان کو روزگار عطا فرما۔ جن کا روزگار ہے ان کے روزگار میں برکت عطا فرما۔ جو بیمار ہیں ان کو شفا عطا فرما۔ جو بے اولاد ہیں ان کو اولاد عطا فرما۔ جن کی لڑکیاں ہیں ان کو لڑکے عطا فرما۔ جو نوکری پر ہیں ان کو ترقیاں عطا فرما۔ جو پریشان حال ہیں ان کی پریشانی دور فرما۔



www.freepdfpost.blogspot.com

تصوف ایک انتہائی ضروری فرض ہے جس کے بغیر دین کی سمجھ آنا اور اس پر عمل کرنا محال ہے۔ بد قسمتی سے آج عوام تو کیا، علما بھی اس کی ضرورت سے ناواقف ہیں۔ اس ای۔بک کو زیادہ سے زیادہ شیئر کیجئے اور اس حقیقت کو عام کرنے میں اپنا کردار ادا کیجئے۔ جزاک اللہ خیر۔

سلسلہ اویسیہ

www.Awaisiah.com

Follow us on Facebook: http://facebook.com/AWAISIAH

www.freepdfpost.blogspot.com



دور حاضر کے ایک صاحب حال ولی اللہ کے تجربات، مشاہدات اور مکاشفات پر مبنی ایک حیرت انگیز کتاب

میجر (ریٹائرڈ) غلام محمد سلسلہ اویسیہ کی ایک جماعت کے شیخ اور حضرت اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ کم و بیش ۴۴ سال سے حقیقی اسلامی تصوف پر عمل پیرا ہیں اور ہزاروں افراد کے تزکیہ نفس کا وسیلہ بن چکے ہیں، جن میں زیادہ تعداد پڑھے لکھے نوجوانوں کی ہے۔ ''مرشد جیسا نہ دیکھا کوئی'' حضرت غلام محمد کے مضامین پر مبنی ایک ایسی کتاب ہے جس کی مثال دور حاضر میں ملنا محال ہے۔ یہ کتاب تصوف و سلوک میں دلچسپی رکھنے والوں کے لئے ایک انمول تحفہ اور ہر خاص و عام کے لئے ایک مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔


follow us:
AWAISIAH

www.Awaisiah.com

add us:
AWAISIAH